JUNE 1934. Regd. L. NO.

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی

مجریہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

راجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (للعہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

عہدہ داران

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

عہدہ داران

ضروری نوٹ۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ ٹرسٹ

THE LADY EVELYN COBBOLD
(ZAINAB)

Her Ladyship performed the pilgrimage to Mecca in April 1933, and was indeed the first Englishwoman to have had that honour. Her book entitled "My Pilgrimage to Mecca," will be published shortly.

Last year on the 14th, December. 1933 when the Muslim Society of Great Britain held a Reception in honour of the memory of the Holy Prophet Muhammad (the peace of Allah be upon him) at the Carlton Hotel, London. W.1. her Ladyship acted as the hostess on that occasion, and delivered a brilliant speech on the life of the Holy Prophet which created a vivid impression of reality, it being, illustrated by lantern slides depicting Mecca and Medina.

Lady Evelyn's speech appears elsewhere in this issue.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمدنی ایک حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲ بابت ماہ جون ۱۹۳۴ء مطابق ربیع الاول ۱۳۵۳ھ نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بت ماہ جون سنہ ۱۹۳۴ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو جنابہ لیڈی اویلین کبولڈ زینب کے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ ہماری معزز نومسلم بہن اپریل سنہ ۱۹۳۳ء میں حج کے فریضہ کی ادائگی کے لئے مکہ تشریف لے گئیں۔ اور نومسلمہ خواتین میں سے پہلی انگریز نژاد خاتون ہیں جن کو حج کی ادائیگی کا فخر حاصل ہے عنقریب آپ کی کتاب "سیر الحج کعبہ" شائع ہوجاویگی

سال گذشتہ مؤرخہ ۱۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۳۳ء جبکہ "برطانیہ عظمیٰ کی اسلامی سوسائٹی" نے حضرت رسالت مآب نبی کریم صلعم کا یوم ولادت۔ لندن کے کارلٹن ہوٹل میں بڑے تزک و احتشام سے منایا۔ تو اس سعید تقریب پر میزبانی کی سعادت عظمیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی بخشی۔ اس متبرک موقعہ پر نومسلمہ موصوفہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

جس سے سامعین کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ حقیقت حال کا نظارہ کر رہے ہیں۔ تقریر کے ساتھ مکہ اور مدینہ منورہ کو لالٹین کی Slide نے اور بھی دوبالا کر دیا۔

نومسلمہ موصوفہ کی مکمل تقریر کسی گذشتہ اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے۔

الحمد للہ دورہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ ہم بفضلہ لاہور واپس آ گئے۔ اور پھر فرائض مذہبی کی سرانجام دہی کے لئے دفتر میں ہمہ تن مساعی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے دورہ کی ہر ہر منزل پر ہماری مساعدت کی وما یفعل ما یرید۔ ہماری مثال تو محض اُن آلات کی سی ہے۔ جو کام کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن خوش قسمت وہ انسان ہیں جنہوں نے مغرب میں اعلائے کلمۃ الحق کی اہمیت کو سمجھ کر اس کارِ خیر کے لئے حتی المقدور ہمارے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دورانِ دورہ میں ہمیں اس امر سے کمال مسرت حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلم احباب کے قلوب میں مغرب میں اشاعت اسلام کا وہی سچا جذبہ و تڑپ پیدا کر دیا ہوا ہے جو اس بائیس سالہ عرصہ میں ہمارے رگ و ریشہ کے اندر جاری و ساری ہے۔

فی الحقیقت اس دورہ میں بعض مسلم بھائیوں کی ملاقات سے ہمیں یہ احساس ہوا کہ مسلم مشن ووکنگ کے معاونین۔ ہمارے قیاس و گمان سے کئی گناہ زائد مشن کی ترقی کے خواہاں اور اس کی بہتری کے لئے تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔

مسلم بھائیوں کا دلی خیر مقدم۔ راحت افزا قیام گاہوں کے بہم پہنچانے کی تکلیف اور ووکنگ مشن کے مقصد عظمےٰ میں کامیابی حاصل کرانے کی جدوجہد۔ اور مزید براں مشن ووکنگ کی بائیس سالہ پیہم اسلامی خدمات کا احساس۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کے اظہار کے لئے زبان قلم قاصر ہے۔

ہم کارکنانِ مشن صرف ان سب مسلم بھائیوں کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل ہی ان سب کو اس اسلامی خدمت کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ ان کے اعزہ و اقارب اور اُن کے حلقہ اثر پر جسمانی اور روحانی برکات نازل فرمائے۔ اور ان کو وہ وسائل نصیب کرے۔ جن کی بدولت وہ خدمتِ دینی میں علیٰ وجہ الکمال حصہ لیں۔ اور فی زمانِ توحید میں ایک امتیازی شخصیت کے حامل ہوں۔ خدام الدین تو عمر طبیعی کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہیں گے۔ لیکن دینِ حق ہمیشہ رہے گا۔

ہم سب کو اس باری تعالیٰ سے التجا کرنی چاہیئے کہ کاش وہ ہمیں اس صحابی کا ساجذبہ عطا کرے جس سے جہاد میں شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا تھا کہ تو اپنے انعام میں کیا چاہتا ہے۔ اور اس نے یہ جواب دیا تھا کہ میری خواہش ہے کہ میں پھر زندگی پاؤں اور دوبارہ اس کو تیری راہ میں قربان کروں۔

آؤ! آج ہم اعلائے کلمۃ الحق و تبلیغ دین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو اپنا حرزِ جان بنائیں خصوصاً ایسے دور میں جبکہ ہر سمت مادہ پرستی زوروں پر ہے اور روحانی اضمحلال کی گھنگھور گھٹائیں ہر طرف چھائی ہوئی ہیں۔

اس دورہ کے دوران میں بعض مسلم فرمانروایان کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہونے کا شرف ہمیں حاصل ہوا۔ انہوں نے محبت بھرے اخلاص کا اظہار فرمایا۔ مسلم مشن ووکنگ انگلستان کی بائیس سالہ اسلامی خدمات کی دل سے قدر فرمائی۔ مشن کی بہتری اور ترقی کے لئے اپنے زرین مشوروں سے ہمیں مستفید فرمایا۔ اور اپنے الطاف خسروی سے مشن کو نوازا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ ان کی صحت و عمر میں برکت ڈالے۔ ان کی سلطنتیں مدت مدید تک پھلتی پھولتی اور قائم رہیں۔ ان میں مرفع الحالی کا دور دورہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں ہر آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ایک ضروری استدعا

ہم مسلمانوں نے گذشتہ پچیس سال میں اپنے حالات کے سلجھاؤ میں ہر ممکن کوشش کی، خلافت، ہجرت، مقاطعہ، سول نافرمانی، ہندو مسلم اتحاد۔ الغرض سب کچھ ہی اخلاص سے کیا لیکن ہم سب میں بری طرح سے ناکام ہوئے۔ ہم اگر کامیاب ہوئے تو صرف ایک کام یعنی انگلستان میں اشاعت اسلام۔ اگر ایک دس سال ہمہ تن اسی طرح کوشش ہو تو ہزاروں ہزار تعلیم یافتہ انگریز نفوس اور دیگر اہل مغرب مسلم ہو جاویں گے۔ آپ مذہبی پہلو کو چھوڑ دیں آپ اس تحریک کا سیاسی پہلو دیکھیں۔ اگر ہم اپنے اس قیاس میں کامیاب ہو گئے اور موجودہ قبولیت اسلام کی رفتار رکھتی ہے کہ یہ نتیجہ ضرور ہوگا تو ہماری پولٹیکل حالت پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ للہ اس کارِ خیر کی اہمیت پر توجہ فرمائیں۔

خادم (خواجہ عبد الغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن)

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۹۷

مغرب میں اسلام کی بیداری کی یہ بین دلیل ہے کہ جناب امام صاحب مسجد ووکنگ کو بہت سے مقامات پر لیکچروں کے لئے مسلسل مدعو کیا جا رہا ہے۔

بروز اتوار مؤرخہ ۱۵- اپریل ۱۹۳۴ء جناب امام صاحب موصوف نے "اسلام اور حیات مستقبل" کے موضوع پر بمقام The path finder's Spiritual Society Mall Rd London Zn11. ایک پرزور تقریر کی۔ اسی دن آپ کو ہائیڈ پارک کے مقام پر ایک اور تقریر کرنے کا اتفاق ہوا۔ جس کا موضوع "اسلام اور سرمایہ داری" تھا۔ سرمایہ داران مغرب سرمایہ داری کے موضوع کو مقابلتاً زیادہ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ چونکہ ہائیڈ پارک کے اجتماع میں کثرت ایسے ہی عوام الناس کی تھی۔ لہذا موضوع نہایت ہی مناسب وقت ثابت ہوا۔ اگرچہ ان لیکچروں کی تفصیل ہنوز نامعلوم ہے۔ لیکن تاہم یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس تقریر نے سامعین کے دلوں پر نہایت عمدہ اثر کیا ہوگا۔ اور انہیں یہ سنکر تعجب ہوا ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے سوائے عالم مذہب نے بھی تقسیم دولت کے لئے ایسے لاجواب قوانین وضع کئے ہیں اور ان دقیق مسائل کے لئے نہایت آسان حل بہم پہنچائے ہیں جن کو آجکل کے مدمغ ماہرین اقتصادیات نہایت دشواری سے حل کر سکتے ہیں۔ چونکہ یورپ میں اقتصادی مسائل زیر بحث رہتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے اسی پہلو پر روشنی ڈالیں اور اس بنا پر انہیں دعوت اسلام دیں۔ چنانچہ امام صاحب موصوف نے نہایت ہی مناسب وقت پر اس کام کا اقدام فرمایا ہے۔ اپنی ہفتہ وار ڈاک میں سکرٹری صاحب مسجد ووکنگ نے امام صاحب موصوف کے ایک اور لیکچر کا ذکر بھی کیا ہے جو ۲۸- اپریل ۱۹۳۴ء برائٹن میں کسی مقام پر ہونیوالا تھا۔

مکتوب نمبر ۹۸

جناب سکرٹری صاحب مسجد ووکنگ انگلستان اپنی ہفتہ وار ڈاک میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۸.اپریل ۱۹۳۴ء کو "خلاصہ اسلام" کے موضوع پر امام صاحب کی تقریر نہایت ہی موثر ثابت ہوئی۔ "برائیٹن تھیوسیفیکل سوسائٹی" کا ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ باوجودیکہ جلسہ ساڑھے تین بجے شام نہایت ناموزوں وقت پر شروع ہوا لیکن تقریر کے بعد سوالات کی بوچھاڑ سے جلسہ کی شان اور بھی دوبالا ہوگئی۔

"برائیٹن" کے جلسہ کے بعد امام صاحب کو "ورتھنگ" تشریف لیجانا پڑا جو "برائیٹن" سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ چنانچہ اسی دن کی شام کو ایک اور تقریر کی دعوت دی گئی۔ اس اجلاس میں بھی سامعین بکثرت شریک تھے۔ موضوع تقریر "خلاصہ اسلام" ہی تھا۔ باشندگان "ورتھنگ" کے دلوں پر امام صاحب کی تقریر نے ایسا اثر پیدا کیا کہ انہوں نے امام صاحب موصوف سے پھر آئندہ عنقریب کسی وقت پر تقریر کی درخواست کی۔

مؤرخہ ۲۹.اپریل اتوار کے دن مسجد ووکنگ میں جناب سردار اقبال علی شاہ صاحب نے "اسلام" کے موضوع پر لیکچر کیا۔ عموماً ہر اتوار کو سوا تین بجے مسجد ووکنگ میں لیکچر ہوا کرتے ہیں۔

بروز اتوار مؤرخہ ۶ مئی ۱۹۳۴ء کو امام صاحب نے بمقام "گولڈن گرین سپر یچولیسٹ لنڈن" روحانیین کے پلیٹ فارم پر "اسلام اور روحانیات" کے موضوع پر لیکچر کیا۔

مکتوب نمبر ۹۹

جناب سکرٹری صاحب مسجد ووکنگ گذشتہ ہفتہ کی رپورٹ کے تسلسل میں لکھتے ہیں کہ امام صاحب کے اس لیکچر کا اصل موضوع رجو انہوں نے گولڈن گرین سپر یچولیسٹ ایسوسی ایشن کے پلیٹ فارم پر مؤرخہ ۶ مئی ۱۹۳۴ء دیا) "اسلام کس طرح روحانیت کا محد قرار دیا جاسکتا ہے؟" تھا۔ سامعین کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔ تقریر اس قدر مؤثر ثابت ہوئی کہ جناب امام صاحب کو پھر مؤرخہ ۳۱ ۵/۳۴ کو دعوت تقریر دی گئی۔ فی الحقیقت موضوع تقریر نہایت ہی موزون تھا جیسا کہ ہم پیشتر تحریر کر چکے ہیں۔ تحریک روحانیین میں قریب قریب انہیں عقائد پر زور دیا جاتا ہے جن کا اسلام حامی ہے۔ روحانیین انگلستان اور صوفیائے

اسلام کا نصب العین ایک ہی ہے یعنی "روح کی نشو ونما" اس فرقہ میں وہ لوگ بالاکثرت شریک ہوتے ہیں جنہیں مادیت سے ایک گونہ نفرت ہے۔ اور جو روحانی منزلت کے قدر شناس ہیں۔ فرقہ روحانیین میں خامیاں محض اُن کے اصولوں کی بنا پر ہیں۔ اپنی مقصد برآری کیلئے انہوں نے کوئی پروگرام وضع نہیں کیا۔ اور اسی لئے یہ دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی اصلاح اگر ہو سکتی ہے تو مذہب اسلام ہی سے ہو سکتی ہے۔۔ جس وقت تک فرقہ مردہ روحوں سے رابطہ رکھنے میں قانع تھا۔ لیکن اب انہیں اس امر کا بھی احساس ہو گیا ہے کہ اس ذریعہ سے صرف انہیں حیات مابعد الموت کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بات حاصل نہیں ہوتی۔ روح کی پرورش کیلئے محض یہ اعتقاد ہی کافی نہیں کہ عالم باقی ہے۔ فانی نہیں اور اسی وجہ سے روحانیین مجبوراً مذہب اسلام کی طرف رجوع کرتے جاتے ہیں۔ ہمارے مبلغین کی تقریروں نے ان کے حلقہ میں ایک عامہ بیداری پیدا کر دی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب یہ لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوں گے۔

سکرٹری صاحب نے ہمیں یہ بھی اطلاع دی ہے کہ مسز جان فشر اسلام کی طرف راغب ہیں صاحبہ موصوفہ کا خاوند پیشتر ازیں چند ماہ ہوئے اسلام لے آیا تھا۔ لیکن اس کی زوجہ تا حال رومن کیتھولک مذہب پر سختی کے ساتھ کاربند تھی۔ خاوند کے جوش اسلامی اور صبر و استقامت نے اُسے اسلام کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ انجام کار اسلام کی آزادانہ تعلیم۔ اس کے رومن کیتھولک عقائد پر جو متزلزل حالت میں تھے غالب آ گئی۔ ہم مکرم جناب مسٹر فشر کو اس کامیابی پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ ایک یورپین کا کام نہ تھا کہ وہ اپنے احباب و اقارب سے تبادلہ خیالات کرے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مذہبی عقائد پر شد و مد کے ساتھ بحث کرے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جذبہ صادقہ کے بالمقابل تمام عقائد ہیچ ثابت ہوئے ہیں۔ اس کی نظیر ہمیں جناب مسٹر فشر کے اندر بہ طریق احسن ملتی ہے غرض اسلام کی تعلیم انگلستان میں خاوندوں کے ذریعہ سے بیویوں تک اور بیویوں کے ذریعہ خاوندوں تک پہنچ رہی ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ خداوند تعالیٰ جناب مسز فشر کو جلد حلقہ اسلام میں لائے۔

سکرٹری صاحب یہ بھی اطلاع دیتے ہیں کہ جناب امام صاحب مسجد ووکنگ نے اس قابل اعتراض

مقابلہ کے سلسلہ میں جس نے دنیائے اسلام میں ایک سنسنی پیدا کر دی ہے "پیرسن ویکلی" کے ایڈیٹر سے
بھی ملاقات کی۔ اور ایک طویل بحث کے بعد ایڈیٹر صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور انجام کار
اس نے اپنی طرف سے ایک معذرت نامہ اپنے قریبی پرچہ میں شائع کیا۔ مقالہ کے ناخوشگوار اثرات کو
زائل کرنے کے لئے ایڈیٹر صاحب موصوف نے ایک اور مقالہ اسلام اور اس کے رسول کی حمایت
شائع کرنے کا وعدہ کیا ہے جو غالباً امام مسجد ووکنگ کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہوگا۔

قبولِ اسلام

مؤرخہ ۲۷ - اپریل ۱۹۳۴ء بذریعہ ہوائی ڈاک جناب امام صاحب مسجد ووکنگ انگلستان ایک اور
قابل قدر شخصیت کے قبول اسلام کے متعلق رقمطراز ہیں۔ نومسلم کا نام "داعد" قرار پایا ہے۔ بیشتر ازیں
صاحب موصوف اپنے مذہبی نام ولیم۔ این۔ بشم کے نام نامی سے یاد کئے جاتے تھے۔ آپ کا سن
اس وقت ۳۵ سال سے متجاوز نہیں۔ کچھ مدت تک قارئین کرام کو ان حالات سے بھی متنبہ کیا جائیگا
جو ہمارے عزیز نومسلم بھائی کے مشرف بہ اسلام ہونے کا باعث ہوئے۔ ہمیں یقین ہے کہ ان
حالات کے مطالعہ سے ہمارے مسلم احباب کو روحانی غذا میسر آئے گی۔ علاوہ ازیں انہیں ووکنگ
کی تحریکات کی تازہ ترین کامیابی کا علم بھی ہو جائیگا جس کے لئے وہ نہایت بے تابانہ چشم براہ رہتے ہیں
حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جس کو آج سولہ ماہ گذر گئے بصورت حالات
کثیر التعداد غیر مسلموں کا قبول اسلام اور مسجد ووکنگ کے روز افزوں کارنامے اس امر کے شاہد
ناطق ہیں کہ ووکنگ مسلم مشن اب قطعاً کارپرداز شخصیات کے وجود کا محتاج نہیں اور نہ یہ کہ اس کے
احیاء و بقا کے کفیل بہت حد تک مطالبات زمانہ ہیں۔

کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے معاونین کو اسلام کی نمایاں اور بین تعلیمات کی تبلیغ
کی توفیق عطا فرمائے۔

حکمت اور تمدنِ عالم میں اسلام کا کارنامہ

(بقلم مولوی عبدالکریم صاحب بی۔ اے)

یہ خیال کہ اسلام ایک جامد مذہب ہے اور تہذیب و تمدن کا مخالف ہے۔ جو خصوصاً یورپ میں پھیلا ہوا ہے سراپا غلط ہے۔ اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس کو پرخود غلط اور متعصب نقادوں نے اس قدر بددیانتی کے ساتھ پیش کیا ہو۔ قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی تعلیمات کے متعلق جو غلط فہمیاں مغربی مسیحی نقادوں کو لاحق ہوئی ہیں وہ حد درجہ افسوسناک ہیں۔ صدیوں تک مسیحی مصنفین نے مغرب میں اسلام کو نہایت مکروہ شکل میں پیش کیا ہے۔ اور اسلامی کلچر اور عقائد کو غلط طریق پر پیش کرنے کا پروپاگنڈا نہایت استقلال کے ساتھ کیا گیا ہے آنحضرت صلعم کی ذات ستودہ صفات سے وہ وہ باتیں منسوب کی گئی ہیں جن کی نہ کوئی اصلیت ہے اور نہ مسلمانوں کو ان کا کوئی علم ہے۔ اور آپ کے مذہب پر نہایت ناروا الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس حقیقت کو دانستہ چھپایا گیا ہے کہ اسلام نے بنی نوع آدم کی ذہنی ترقی میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور اس زمانہ میں یورپ کو علم کی شمع دکھائی جبکہ وہ جہالت کی تاریکی میں ٹاکمک ٹوئیاں مار رہا تھا۔ اور اس بات کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو دنیا کے سب سے بڑے ہادی اور مصلح گذرے ہیں۔ بنی نوع آدم کی ہدایت کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں انجام دے کر ایک عالم کو اپنا ممنون احسان بنا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے جملہ مذاہب سے بڑھ چڑھ کر علم و حکمت کی ترقی میں حصہ لیا ہے۔

ممکن ہے موجودہ زمانہ کے لوگ جو اس بیسویں صدی میں اعلیٰ تمدن کے دعویدار ہیں۔ ان کامیابیوں کا صدق دل سے اعتراف نہ کریں جو آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں نے دنیا میں حاصل کی تھیں۔ لیکن تاریخی حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا حق۔ بہرکیف کسی شخص یا جماعت کو حاصل نہیں ہے۔ بعض حقائق جو میں پیش کرنیوالا ہوں ممکن ہے بعض لوگوں کی نظر میں حیرت انگیز ہوں لیکن ان کی تاریخی صحت اور واقفیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ان کی صحت کے متعلق

پورا پورا اطمینان کر لیا گیا ہے اور مبہم بیانات سے بکلی اجتناب کیا گیا ہے۔

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ یہ حقائق اس بات کو اچھی طرح ثابت کر دیں گے کہ اسلام نے تہذیب تمدن کو مٹانے کے عوض بہت کچھ ترقی اور تقویت عطا کی ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں مل سکتی۔ دراصل اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی بدولت دنیا میں حکمت جدیدہ کی شمع روشن ہوئی اور تحقیق کا دور شروع ہوا۔ اور ابتدائی مسلمانوں کو حکمائے موجودہ کے پیشرو بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اور تہذیب جدید کی داغ بیل ڈالنے کا موقع ملا۔ وہ ذہنی اور روحانی انحطاط جو کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں میں رونما ہو گیا اور جس کی وجہ سے لوگوں میں یہ غلط خیال پیدا ہوا کہ اسلام ترقی کا مخالف ہے ازسرتاپا ان تاریخی حالات پر مبنی ہے جو کہ ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ میں رونما ہو گئے تھے اسلامی تعلیمات اور عقائد ہرگز ہرگز اس تمدنی انحطاط اور سیاسی زوال کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ موجودہ ترقی اس ذہنی آزادی اور حریت فکر کی شرمندۂ احسان ہے۔ جو قرآن مجید نے عطا کی نہ کہ مسیحیت کی جس نے آزادی رائے کا بُری طرح گلا گھونٹ دیا تھا پس یہ خیال کہ مسیحیت یا کلیسا نے تہذیب و تمدن کی ترقی میں امداد کی ویسا ہی غلط ہے جیسا یہ خیال کہ اسلام اس کی ترقی میں حائل ہوا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تہذیب آفرینی کے اعتبار سے اسلام اور مسیحیت میں کوئی موازنہ ہی نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام نے اپنے پیرووں کو علم و فضل کی بلندی پر پہنچا دیا اور چند صدیوں میں مہذب ترین قوم بنا دیا۔ مسیحیت نے اپنے مریدوں کو پورے ایک ہزار سال تک جہالت اور توہمات کے سمندر میں غرق رکھا۔

بوسورتھ سمتھ لکھتا ہے:۔ "تاریخ عالم کے تاریک ترین دور میں عربوں نے پانچ صدیوں تک علم و فن کی شمع کو روشن رکھا" کینن ٹیلر اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ "مسیحیت کے مقابلہ میں اسلام نے تہذیب تمدن کو زیادہ تقویت پہنچائی ہے۔" [1]

---

[1] پادری ٹیلر کے وہ خیالات جن کی بنا پر اس نے یہ رائے قائم کی کہ اسلام تہذیب تمدن کا حامی ہے۔ افادۂ عام کے لئے درج ذیل ہیں۔ وہ لکھتا ہے:۔

صرف اسلام کی اشاعت ہی کا راز سمجھنا کافی نہیں یہ امر بھی لائق غور و فکر ہے کہ اسلام نے اپنے پیرووں کے قلوب پر کامل فتح پائی ہے۔ مسیحیت کو یہ فخر حاصل نہیں ہے۔ جب کوئی افریقن قبیلہ اسلام (باقی بر صفحہ ۱۸۷)

اگر لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یورپ اپنی ترقی کے لیے اسلام کا کس قدر ممنون احسان ہے تو انہیں بہت تعجب ہوگا۔ آرتھر لینو بارڈ نے سچ لکھا ہے کہ :۔

آسلام نے ایک عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔ تاریخ کے صفحات پر اس کے کارنامے ایسے جلی حروف میں لکھے ہوئے ہیں کہ مٹائے نہیں مٹ سکتے۔ اور لوگ جس قدر علم و فن میں ترقی کرینگے اسلام کی خدمات کا اعتراف کریں گے"۔ یہ بات کہ مسلمانوں نے تہذیب تمدن کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا۔ ہر سمجھدار اور غیر متعصب انسان تسلیم کرنے پر مجبور ہے محض نسلی تعصب اور مذہبی اختلاف یورپ کے لوگوں کو حقیقت کا اعتراف کرنے سے باز رکھے ہوئے ہے کہ اسلام اور مسلمانوں نے دنیا میں کس قدر کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

ڈریپر بہت افسوس کے ساتھ لکھتا ہے کہ یورپین مصنفین نے مسلمانوں کے ان احسانات پر جو انہوں نے دنیا پر کئے ہیں مسلسل پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن وہ زیادہ دنوں تک مخفی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ مذہبی تعصب کی بنا پر جو ناانصافی یورپ نے مسلمانوں کے حق میں روا رکھی ہے

(بقیہ صفحہ ۱۸۶) سے آتا ہے تو پھر وہ دوبارہ کبھی بت پرستی اختیار نہیں کرتا اور نہ کبھی عیسائیت قبول کرتا ہے۔ جب کوئی حبشی قبیلہ اسلام اختیار کرتا ہے تو بت پرستی، روح پرستی، توہم پرستی۔ مردم خوری۔ انسانی قربانی۔ اطفال کشی جادوگری ایکدم غائب ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ کپڑے پہننا، صاف رہنا، اور عزت ذاتی کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ مہمان نوازی مذہبی فرض بن جاتی ہے شراب خوری بہت کم ہو جاتی ہے۔ جوا ممنوع ہے اور بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کا باہمی میل جول سب ختم ہو جاتا ہے۔ لوگ حیا اور صنعت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور قانون کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ لوگوں میں برادرانہ تعلقات قائم ہو جاتے ہیں۔ تعدد ازدواج اور غلامی منضبط ہو جاتی ہے۔ ان کی برائی کم ہو جاتی ہے۔ اسلام دنیا میں سب سے زیادہ پرہیزگاری کا مذہب ہے۔ حالانکہ کسی ملک میں یورپین تجارت کے فروغ کے یہ معنے ہیں کہ وہاں شراب خوری عیاشی اور بدکاری رائج ہو جاتی ہے۔ اسلام کی تہذیب ادنیٰ درجہ کی نہیں ہے اس میں نوشت و خواند کا علم بھی شامل ہے۔ اس کے انضباطی قوانین بہت مؤثر ہیں۔ ہم لاکھوں پونڈ اور سینکڑوں مشنری افریقہ میں بھیجتے ہیں لیکن نسبتاً فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر لوگ ہزاروں کی تعداد میں مسیحی ہوتے ہیں تو لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ اسلام مخالف مسیحیت مذہب نہیں ہے بلکہ نیم مسیحیت ہے"۔

ان حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ضرور کوئی ذاتی خوبی ہے جو وہ بغیر تبلیغی جد و جہد کے خود بخود اور بغیر کسی دنیاوی لالچ کے پھیلتا جاتا ہے۔

وہ دائمی نہیں ہو سکتی۔ ڈریپر کا یہ اعتراف کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔

اسلام سے پہلے دنیا میں تحصیل حکمت کو کفر خیال کیا جاتا تھا

تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ اسلام سے پہلے فلسفہ اور سائنس کی تحصیل کفر خیال کی جاتی تھی۔ اور اس کی وجہ معلوم کرنا چنداں مشکل نہیں ہے اس زمانہ میں عامۃ الناس فلسفیانہ غور و فکر سے آشنا نہ تھے۔ وہ عناصر فطرت کو جو سائنس کا موضوع ہے ایک مقدس چیز خیال کرتے تھے۔ جو فوق البشر قوتوں کی حامل یقین کی جاتی تھیں۔ وہ مختلف عناصر کو اپنا معبود سمجھتے تھے اور ان کی پرستش کرتے تھے تاکہ وہ انہیں دنیاوی مصائب سے محفوظ رکھیں اور ان کو ضروریات زندگی عطا کریں۔ گویا سورج چاند ستارے آگ ہوا پانی بلکہ شجر اور حجر سب کے سب دیوتا اور معبود تھے۔ پس اندریں حالات کوئی تعجب نہیں اگر ان عناصر کے تقدس کے خیال سے انحراف کرنا کفر کا ہم پلہ سمجھا جاتا ہو اور ان کی فیض یا مضرت رسانی کے مسئلہ کو عقلی رنگ میں دیکھنا گناہ خیال کیا جاتا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمین اور آسمان میں جو کچھ مفید تھا وہ دائرہ تحقیق میں نہ آسکا اور ہزاروں برس تک انسان نیچر کی قوتوں سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔

یہ فخر ریگستان عرب کے ایک اُمّی کے لئے مخصوص تھا کہ وہ دنیا کو نیچر کے مطالعہ کی طرف دعوت دے اور عناصر فطرت کو اُن کے مرتبہ الوہیت موہومہ سے نیچے اُتار کر۔ انسان کا خادم بنا دے۔ قرآن مجید فرماتا ہے " اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی۔ پس نکالا ساتھ اُس کے میووں سے رزق تمہارے واسطے اور مسخر کیں واسطے تمہارے کشتیاں کہ چلتی ہیں دریا میں اس کے حکم سے اور مسخر کیا تمہارے واسطے نہروں کو۔ اور مسخر کیا تمہارے واسطے سورج اور چاند کو کہ ہمیشہ پھرنے والے ہیں اور مسخر کیا واسطے تمہارے رات اور دن کو اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو سوال کیا تم نے اور اگر گنو تم نعمتیں اللہ کی تو نہ گن سکو گے انکو۔ البتہ انسان بہت ظلم کرنیوالا اور ناشکر گزار ہے " (سورہ ابراہیم آیات ۳۲ تا ۳۴)

اور اس نے مسخر کیا رات اور دن کو تمہارے واسطے۔ اور چاند اور سورج کو اور ستارے بھی تمہارے خادم ہیں اس کے حکم سے بیشک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور جو کچھ اُس نے زمین میں مختلف الالوان اشیاء پیدا کی ہیں انہیں نشانی ہے اُن لوگوں کیلئے

جو دریا میں تیرتی ہیں اور وہی ہے جس نے سمندر کو تمہارا خادم بنایا تاکہ تم تازہ گوشت مچھلی کھا سکو اور وہ زیور نہ سے نکال سکو جو تم استعمال کرتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز سمندر کی چھاتی کو چیرتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم اس کا فضل حاصل کر سکو اور شکر ادا کر سکو اور اس نے زمین پر پہاڑ قائم کئے ہیں تاکہ وہ کانپنے سے محفوظ رہے اور دریا اور سڑکیں بنائیں تاکہ تم راہ پا سکو اور ستاروں کی مدد سے لوگ اپنا راستہ معلوم کرتے ہیں پس کیا وہ جو کچھ پیدا نہیں کر سکتا اس کی برابر ہو سکتا ہے جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے؛ پس کیا تم غور نہیں کرتے؟

عناصر فطرت سراسر انسان کے خادم ہیں؟

قرآن مجید نے ایک آن میں معبودان باطلہ کو انسان کا خادم بنا دیا۔ دنیا کی تاریخ میں قرآن نے پہلی مرتبہ صاف لفظوں میں عناصر کائنات کا سورج سے لیکر ذرہ تک، حقیقی مقصد دنیا کو بتایا۔ اور وہ یہ ہے کہ جملہ اشیائے کائنات انسان کی خادم ہیں۔ آیات مندرجہ بالا میں جملہ انسانی ضروریات کا ذکر کر دیا گیا ہے اور کوئی مفید چیز غیر مذکور نہیں رہی ہے۔ کائنات میں ہر شے اس کے فائدہ کیلئے ہے۔ اور انسان کا فرض ہے کہ اشیاء کے خواص دریافت کرے یعنی سائنس سیکھے پس قرآن مجید نے اس حقیقت کا اعلان کر کے کہ کائنات کی ہر شے انسان کی خادم ہے دنیا میں سائنٹفیک تحقیق کی بنیاد ڈالدی۔ اور سائنس جدید کی بنیاد اسی لئے پڑی کہ قرآن نے انسان کو بتایا کہ شجر و حجر اور عناصر کو سجدہ کرنا اسکی شان سے بہت نیچے ہے۔ بلکہ اسے ان سب پر دسترس حاصل ہے۔ اس کا فرض ہے کہ انہیں اپنے فائدہ کیلئے استعمال کرے۔ تسخیر فطرت کا آغاز اور اس کی قوتوں کو اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرنا یہ دو باتیں ان عظیم الشان برکات میں سے ہیں جو انسان کو اسلام کی بدولت حاصل ہوئیں۔

عناصر فطرت کو اپنے فائدہ کیلئے استعمال کرنیکا طریق

قرآن پاک نے وہ طریقہ بھی بتا دیا جس کی رو سے ہم عناصر فطرت کو اپنے فائدہ کیلئے استعمال کر سکتے ہیں اس نے چار اقسام غور و فکر کی بیان کی ہیں۔ تفقہ، تدبر، تفکر، تعقل۔ انکے معانی حسب ذیل ہیں۔ تفقہ کے معنے ہیں اشیاء کا صحیح علم حاصل کرنا اور انکے خصائص کو جاننا تاکہ انکو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ تدبر کے معنے ہیں انکی تخلیق و تکوین کے مقصد کا علم حاصل کرنا تاکہ انکو صحیح طور پر استعمال کر سکیں۔ تفکر کے معنے ہیں انکی تخلیق کا علم حاصل کرنا کہ وہ کس طرح پیدا ہوئیں تاکہ ان کے خواص معلوم ہو سکیں۔

(باقی آئندہ)

مغرب میں اشاعت اسلام کی اشد ضرورت

(بقلم مولوی آفتاب الدین احمد صاحب بی۔ اے)

یہ واقعہ ہنوز لوگوں کی یاد سے محو نہیں ہوا ہے کہ جب ۱۹۱۳ء میں لارڈ ہیڈلے الفاروق نے اسلام قبول کیا تو مسلمانانِ کلکتہ نے مولانا ابو الکلام آزاد کی ہدایت کے ماتحت اس جلسۂ عام میں اس امر کا فیصلہ کیا کہ ووکنگ مشن کو مستقل مالی امداد دینی چاہئے جسے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے قائم کیا تھا۔ اس بات کو پورے بیس سال گذر گئے اور اس دوران میں دنیا نے انقلابی تغیرات کے ایک طویل سلسلہ کا مشاہدہ کیا۔ خود مولانائے موصوف پر بہت سے انقلابات وارد ہوئے اُن کی توجہ ہندوستان کی سیاسیات کی طرف مبذول ہوگئی۔ اور انہوں نے اپنی رائے کے مطابق اس حکومت سے جو ہندوستان میں قائم ہے برسرِ پیکار ہو کر اپنے وطن کی خدمت کی اور اس کام میں وہ عرصہ دراز تک مشغول رہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حضرت خواجہ صاحب اور اُن کی خاموش ساعی جمیلہ سے جو وہ ووکنگ میں اسلام کے عروج کے لئے بروئے کار لارہے تھے یکسر غافل ہوگئے۔ حضرت خواجہ صاحب بہرحال تن تنہا اپنی جانفشاں محنتوں میں مشغول رہتے اور اپنا کام آخری لمحہ تک انجام دے کر اس دنیا سے سدھار گئے۔ یہ امر لائق توجہ ہے کہ ان کی وفات کے سال بھر بعد دوبارہ مولانا نے مغرب میں تبلیغ اسلام کی ضرورت پر اظہار خیال کیا اور گذشتہ بیس سال میں جو واقعات رونما ہوئے غالباً انہوں نے مولانا کو اس امر کی صداقت سے پوری طرح آشنا کر دیا جس کا اظہار انہوں نے ۱۹۱۳ء میں کیا تھا۔ ہم نے ان کی تقریر اُردو اخبارات میں پڑھی جو ایک طویل جامع اور مفید تقریر ہے۔ اور ہمارے لئے اس میں کافی تسلی کا۔ ہمدردی کا اس لئے نہیں وہ ہمیں متواتر حاصل ہوتی رہتی ہے۔ سامان موجود ہے ہم مذہبی دیوانوں کے نزدیک جو دنیا داروں کی نگاہ میں ایک بیکار بات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اشد ضروری ہے کہ وہ مولانا کی تقریر کا مطالعہ کریں اور اُن کے قیمتی خیالات کو حرزِ جان بنائیں۔ اُن کے خیالات خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو راحت اور صعوبت دونوں میں ہمارے ساتھ رہے ہیں بہت دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

کاش مولانا نے موجودہ حالات کا ۱۹۱۳ء کے حالات سے موازنہ کیا ہوتا! موجودہ حالات حضرت خواجہ صاحب کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اور مولانا مرحوم خواجہ صاحب کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ بہرحال جو کچھ مولانا نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے وہ کافی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ وہ ایسے شخص کی زبان سے ادا ہوئی ہے جس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ مذہب اور فلسفہ کے مطالعہ میں بسر کیا ہے۔ اور خصوصاً اسلام کی تاریخ اور دنیا کے دیگر مذاہب کی نشوونما اور عالمگیر تحریکات وغیرہ ان سب چیزوں کو بنظر غائر دیکھا ہے۔ اور سب سے بڑی مغربی طاقت کے خلاف مصروف پیکار رہ کر کافی تجربہ حاصل کیا ہے۔

اسلام کے خادم ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ مولانا کے بعض خیالات کو ناظرین تک پہنچائیں۔ کیونکہ مولانا نے مسلمانوں کو اس وقت سب سے بڑے فرض سے غافل قرار دیا ہے۔ اور اسی لیئے میرا خیال ہے کہ مولانا کی تقریر کے موزوں حصے۔ ملک کے طول و عرض میں بکثرت شائع کئے جائیں تو بہت مفید ہوگا۔ مولانا نے یہ تقریر انجمن تبلیغ اہل حدیث کے جلسہ میں کی تھی جس کے اقتباسات گذشتہ اشاعتوں میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

نذرِ عقیدت

از عدن (عرب)

بخدمت شریف امام صاحب مسجد ووکنگ

میرے پیارے بھائی! آپ عدن جیسے دور افتادہ ملک سے ان خدمات اسلام کی تعریف سن کر حیران ہوں گے جو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے سرانجام دی ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عدن کے مسلمانوں کو خواجہ صاحب جیسے عظیم الشان حامی اسلام کی موت کی خبر سن کر جو قرآن کریم کی تبلیغ کرتے ہوئے شہید ہوئے بہت ہی رنج اور صدمہ ہوا۔

خواجہ صاحب کا وجود تمام حصص عالم میں دلچسپی کا موجب تھا اور عدن اس سے مستثنیٰ نہ تھا میں بھی اُن کے مداحوں میں سے ہوں اور اسلامک ریویو کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں۔ جو تمام یورپ کو اپنی نورانی

شعاعوں سے منور کر رہا ہے۔ میں خود خواجہ صاحب سے اس وقت ملا تھا جب وہ لندن جاتے ہوئے عدن اُترے تھے۔ کس قدر زبردست شخصیت تھی۔ ان کی شکل و صورت۔ ان کی حلیمی اور پروقار مسکراہٹ اسلام کے لئے دلوں کو فتح کرنے کا موجب تھی۔ یہ ایک سخت گرمیوں کی سہ پہر تھی۔ جب میں نے خواجہ صاحب کو حاجی عبدحسن کی کتابوں میں پوسٹ کارڈ لکھتے دیکھا۔ ان کے آنے کی اطلاع پہنچ چکی تھی اور میں اس عظیم الشان شخصیت کو جس نے مسیحیت میں تھلکہ مچا دیا دیکھنے کا از حد شائق تھا۔ چند منٹ عام امور پر گفتگو کرنے کے بعد خواجہ صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ خانصاحب یوسف خاں مرحوم پریزیڈنٹ ایکری ایشن کلب عدن کہاں مل سکتے ہیں میں نے آپ کو پتہ دے دیا۔ اسی وقت بعض سومالی اور عرب اور ہندوستانی دوکان کے قریب سڑک پر جمع ہو گئے۔ اور جب میں خواجہ صاحب سے علیحدہ ہوا تو انہوں نے طرح طرح کے سوالات سے مجھے پریشان کر دیا میں نے انہیں بتایا کہ خواجہ صاحب کیا کام کر رہے ہیں۔ اور انگلستان میں انہیں کس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگے اوہو یہ خواجہ صاحب ہیں جو اپنے شیریں الفاظ اور تسخیر کن زبان سے اسلام کی حمایت و اشاعت کیلئے نکلے ہوئے ہیں؟ ماشاء اللہ اللہ اکبر اللہ تعالیٰ اسے ہمت قوت اور عمر طویل عطا فرمائے اور اسکے مشن کی نصرت فرمائے۔ یہ الفاظ جو عدن کی پبلک کے ناخواندہ طبقہ کے منہ سے نکلے اب تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں

جب خواجہ صاحب انگلستان روانہ ہوئے اور ان کے مشن کی خبر موصول ہوئی تو تمام مذہبی دنیا نے انکے دلیرانہ اقدام کو گہری نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ بعض لوگوں نے ان کی کامیابی کو مشکوک نظروں سے دیکھا اور بعض نے ان کے اقدام کو احمقانہ کھیل قرار دیا۔ مجھے یقین تھا کہ چونکہ مسیحیت اسلام کے مقابلہ میں تلوار کا ہی استعمال جانتی ہے اور چونکہ یورپ ایک آزاد خیالی کا ملک ہے اور لاماؤں کی سرزمین نہیں، اس لئے خواجہ صاحب اپنی زبردست قوت اور استقامت کے ذریعہ سے آخر کار مسیحی قلوب پر فتح حاصل کر لیں گے اور یہی بات فی الحقیقت وقوع پذیر ہوئی۔

خواجہ عزیز الدین صاحب نے اپنے بیٹے کیلئے نام تجویز کیا وہ ایک اعجازی رنگ رکھتا تھا کیونکہ کمال الدین کے معنے مذہب کے انتہائی کمال کے ہیں۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو اس نام نے خواجہ صاحب کے دل پر بچپن ہی سے اندر ہی اندر اثر کرنا شروع کیا تاکہ اسکی اصل قدر و قیمت کا اظہار ہو ورنہ میرے لئے یہ امر ناقابل وضاحت ہے کہ وہ کونسی روحانی اور چھپی ہوئی طاقت تھی جس نے انہیں اپنا چلتا ہوا قانونی پیشہ چھوڑ کر یورپ کے قلب و جگر میں مسلم مشن کا سخت ترین کام شروع کرنیکا حوصلہ دلایا اور یہ ایک ایسا کام ہے جسکی نظیر تمام تاریخ اسلام میں نہیں ملتی

خواجہ صاحب نے اسلام کی بالخصوص اور نسل انسانی کی بالعموم جو خدمات سرانجام دی ہیں انکی پوری تصویر کھینچنے کیلئے رنگین اور کارلائل کا زبردست قلم درکار ہے ہم اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے ایک ایسی بنیاد رکھدی ہے جو یورپ

ہولناک تزلزل واقع ہونے پر بھی ٹوٹ نہیں سکتی انہوں نے ان تمام پیچیدہ مسائل کو حل کر دیا جو ازمنہ ماضیہ میں مسیحی دنیا کیلئے پریشانی کا موجب تھے بشپوں کے نام جو کھلے خطوط انہوں نے لکھے اور جو بہت بڑا لٹریچر پیدا کیا وہ آپ کی کامیابی کی خاموش شہادت ہے۔ آہ! وہ اپنی تفسیر قرآن کو مکمل نہ کر سکے جو اسلامی دنیا کے لئے ایک نعمت عظمےٰ ہوتی۔

اس خود پرست دنیا میں باطل کے حامی نہیں آسانی سے مل سکتے ہیں لیکن خواجہ کمال الدین فدائی اسلام جو اسلام کے رستہ میں شہید ہوا۔ بہت کم نظر آتے ہیں۔ خواجہ صاحب ایک شیر تھے وہ ایک جانباز انسان تھے جو صداقت کے ساتھ چمٹ گئے اور کلیسا کو اسکے اپنے بیانات سے جو اسلام کے متعلق اس نے دیئے ہیں خاموش کرا دیا۔ انہوں نے یکہ و تنہا ایک ایسا پر عظمت کام سر انجام دیا جو خلیفۃ الاسلام جیسی اعلیٰ اسلامی طاقت کے خواب میں بھی نہ آسکتا تھا۔ مونٹ ایورسٹ کو جو قدرت کا ایک خاموش ٹکڑا ہے۔ فتح کر لینا آسان ہے لیکن یورپین جیسی ایک مہذب قوم کے دلوں کو جنہوں نے علم کلام میں ڈیما سٹھنیز کو بھی مات کر دیا ہے۔ انکی اپنی زبان اور اپنے ہی ملک میں فتح کرنا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو خواجہ صاحب ہی کا حصہ تھا میں اس عظیم الشان انسان کے اللہ تعالیٰ پر ناقابل تزلزل ایمان اور اس کے صبر استقامت کا مداح ہوں۔

انگریزوں کو مسلمان بنانے کا طریق جو انہوں نے اختیار کیا وہ فی الحقیقت نرالا اور شاندار طریق تھا۔ وہ کبھی کسی ایسے شخص کو اسلام میں داخل نہ کرتے تھے جو بغیر سوچے سمجھے صرف کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے۔ مذہب کو انہوں نے اندھی تقلید کا آماجگاہ قرار نہیں دیا بلکہ سوچ و بچار اور عقل و سمجھ پر منحصر ٹھیرایا۔ انہوں نے ان لوگوں سے جو نور اسلام کے متلاشی ہو کر آتے تھے بحثیں کیں۔ یہ وہ امر ہے جس سے اس فلسفہ کا پتہ لگتا ہے جو مسلمان بنانے کیلئے انہوں نے اختیار کیا اور یہ اس الزام کا کتنا ہی معصومانہ جواب ہے جو شیلڈن آموس نے اسلام پر لگایا ہے کہ یہ عرب فاتحین کی خوش قسمتی تھی کہ تبدیل مذہب کا کام فوجی فتوحات کے ساتھ ساتھ ہوتا چلا گیا" (سائنس آف پالٹکس صفحہ ۵) ان کا بڑا مقصد یہ نہیں تھا کہ اسلام کی عددی قوت کو بڑھانے کیلئے بازاروں سے کچھ نیم برہنہ اور فاقہ زدہ حبشی جمع کر لئے جائیں بلکہ ایسے آدمیوں کو وہ اسلام میں لانا چاہتے تھے جو ان کی جگہ لے سکیں اور ان کے وصال کے بعد اس قابل یادگار کام کو جاری رکھ سکیں۔ برطانیہ عظمےٰ اور دوسرے ممالک میں اسلام کی اشاعت کیلئے اسلامی دنیا کی نظر ایسے ہی لوگوں پر ہے۔ اسلامک ریویو کو ضرور زندہ رہنا ہوگا۔ اور میں اس کی طول عمر اور کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بانی پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرمائے اور اس کی روح کو امن و اطمینان نصیب کرے۔ آمین ۔

آپ کا مخلص۔ اے۔ ڈی۔ ای خان

خطبہ عید الفطر ۱۳۵۲ھ

(از جناب مولوی ولیم بشیر پکرڈ صاحب بی اے کینٹب)

نوٹ:۔ عید کی نماز امسال ہمارے نومسلم بھائی مسٹر بشیر پکرڈ نے پڑھائی اور مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ کی درخواست پر خطبہ بھی دیا۔

ایہا الناس! برادران وخواہران اسلامی! ماہ رمضان ختم ہوگیا اور اس کی بدولت تمہیں قربت الٰہی نصیب ہوئی۔ للہ الحمد۔ روزہ انسان کو پاک کرتا اور خدا سے نزدیک کرتا ہے۔ روزہ سے تمہیں قوت ایمانی حاصل ہوئی اور بدی کا مقابلہ کرنے کی طاقت ملی کیونکہ روزہ انسان کے اندر تقویٰ پیدا کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ لیکن اسلام رہبانیت کا حامی نہیں بلکہ انسانی ضروریات کے مطابق ہے وقت پر روزہ رکھنا اور وقت پر کھانا یہ ایک مناسب بات ہے۔ جسم کو قابو میں رکھو۔ خواہشات کو قابو میں رکھو یہ اچھی بات ہے اپنے جسم کو دکھ مت دو۔ اپنی قوتوں کو تباہ مت کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا غلطی ہے۔ خدا نے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے تمہارے اندر عمدہ صلاحیتیں رکھی ہیں اور اس نے ہدایت نازل کی ہے یعنی قرآن تاکہ وہ صلاحیتیں بروئے کار آئیں۔ سبحان اللہ الہادی۔

اے مسلمانو! آپ آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ بعض بہت دور سے آئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا شکر ادا کریں جو کہ قادر مطلق رحمٰن اور رحیم ہے لیکن میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بات پر غور کرو۔ آیا تم مطمئن ہو کہ تمہاری تعداد میں اضافہ نہ ہو؟ کہ لاکھوں انسانوں میں سے صرف چند آدمی ہدایت حاصل کریں؟ کہ اس ملک میں تمہاری صرف چند مساجد ہوں؟ کیا تم مطمئن ہو کہ اتنے بڑے شہر لندن میں صرف دو تین مسجدیں ہوں؟ کیا تم مطمئن ہو؟ کیا یہ کافی ہے؟ اس زمانہ میں جبکہ روپیہ کی بدولت قلیل عرصہ میں بڑی کامیابی ہوسکتی ہے کیا یہ کافی ہے؟ کیا تم مطمئن ہو؟ اسلام میں روپیہ کی کمی نہیں۔ اسلام کافی دولتمند ہے۔ پھر غلطی کیا ہے؟ اور کس کی ہے؟ بے شک جبکہ دولت اور سامان مہیا ہے تو غلطی ہم لوگوں کی ہے آخر ہم کیوں سو رہے ہیں؟ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ خدائے قادر و حکیم کسی معجزہ کی مدد سے اسلام کو اس ملک میں قائم کر دے گا اور بغیر آپ

کی کوشش کے اس ملک میں اسلام کا نور جلوہ گر ہو جائے گا؟ بیشک باطل مٹ جائے گا اور زائل ہو جائیگا لیکن باطل کو مٹائیگا کون؟ اسلام کے علاوہ اور کون باطل کو مٹا سکتا ہے؟

جس طرح آفتاب کے طلوع ہونے پر تاریکی زائل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صداقت کے ظاہر ہو جانے پر باطل کا مٹ جانا لازمی ہے۔ پس بیدار ہو جاؤ۔ اور اُٹھ بیٹھو۔ صداقت کو قائم کر دو۔ اسلام کو قایم کرو۔ روشنی کو بلند کرو۔ کیا بغیر شمع روشن کئے تاریکی دور ہوسکتی ہے؟ اسی طرح جب تک صداقت کی اشاعت نہ ہو۔ جھوٹ نہیں مٹ سکتا۔ صداقت کا اعلان اور اثبات۔ جھوٹ پر حملہ کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ صداقت بذاتہٖ قائم رہتی ہے اور جھوٹ بذاتہٖ مٹ جاتا ہے۔ کیونکہ جھوٹ کو پائداری نہیں ہوتی۔ پس اسلام جو کہ صداقت ہے۔ پائداری کے ساتھ چمکتا ہے لیکن اُسے تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ چراغ روشن ہیں لیکن ہاتھوں کی ضرورت ہے جو انہیں لیکر چلیں۔ اور اُن سے دوسرے چراغ روشن کریں یہاں تک کہ تاریکی مطلق باقی نہ رہے اور مذہب صرف خدائے واحد کے لئے ہو جائے جو کہ رحمٰن اور رحیم جواد اور کریم حکیم اور ہادی الکل اور رصانی اول اور آخر ہے۔ حتیٰ کہ بنی نوع آدم کے درمیان غیر مشتبہ اخوت کا فضل اور اعتماد۔ مہربانی اور تعاون قائم ہو جائے۔

اے لوگو! جو اس خطبہ کو سن رہے ہو کیا تم اُس دن کو جلد لانے کی کوشش نہ کرو گے جبکہ نسل انسانی محبت کی مختلف اشکال اختیار کرے گی؟ جبکہ مختلف اقوام محبت اور احترام کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوں گی جبکہ وہ آپس میں مثل بھائیوں کے ہو جائیں گی جن کے پاس مختلف تحفے ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ ایک دوسرے کے نقائص کو دور کرینگی اور باہمی تعاون سے ایک دوسرے کی تکمیل کریں گی۔ اور مجموعی طور پر مختلف الوان کو ایک سلک میں منسلک کر دینگی تاکہ وہ سب ایک عمدہ کاریگری کا نمونہ قرار پائیں۔ اگرچہ وہ مختلف استعدادوں۔ مختلف زبانوں اور مختلف خوبیوں کی حامل ہوں لیکن سب یکساں طور پر خدائے رحمٰن کے خادم ثابت ہوں۔

میں کسی نئے خیال کے پیش کرنے کا مدعی نہیں ہوں۔ عالمگیر اخوت ایک مسلم نصب العین ہے جسے مختلف فلسفے پیش کرتے ہیں اور کئی مذاہب بھی اس کے مدعی ہیں لیکن میں حقیقت پر زور دے رہا ہوں مجھے الفاظ اور مناظرے پسند نہیں تاوقتیکہ ان کا عملی رنگ میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ لفظی ایمان محض ایک ہوائی بات ہے۔ حقیقی ایمان وہ ہے جسے عملی رنگ میں پیش کیا جاسکے۔ اس لئے میں کہتا

ہوں کہ اگر آپ عالمگیر اخوت کے قائل ہیں تو اسلام پر عمل کیجئے اور اپنے عقائد کو عملی جامہ پہنائیے
کسی قوم کو دوسری قوم پر ذاتی طور پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ اگر کوئی قوم غرور کرتی ہے یا متکبرانہ
عملدرآمد کرتی ہے اور دوسری قوم کی تحقیر کرتی ہے تو وہ گویا اخوت کے جسم پر کاری ضرب لگاتی ہے۔
اسلام میں یہ بات ممکن نہیں ہے اگر کسی بھائی کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے تو یہ سب کے
فائدہ کے لئے ہے پس مختلف خوبیاں دوسروں کے نقائص کو دور کریں گی اور اُن کی مجموعی
طاقت دوسروں کی کمزوری کا مداوا کرے گی۔ اے مسلمانو! قرآن مجید سے جو تین آیات میں نے
تمہارے سامنے پڑھی ہیں وہ سورۂ بقر کی ہیں اور اُس کے آخری رکوع میں ہیں۔ اور وہ اس بنیادی
اصول اور اس مضبوط بنیاد کی طرف اشارہ کرتی ہیں جن پر انجام کار اسلام کی کامیابی منحصر ہے۔
میں اس بات کی قدرے تصریح کروں گا اور تفصیل کے ساتھ اس بات کی صداقت ظاہر
کروں گا۔ "زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کے لئے ہے" یعنی بادشاہت خدا
ہی کی ہے۔ اگر تم مسلمان ہو اور خدا کی مرضی کے تابع تو تم بھی اس بادشاہت میں شریک ہو اور
تمہیں رنج و افسوس کا کوئی موقع نہیں ہے۔ کامل اتباع ہر تکلیف کو دور کرتا ہے۔ خدا کی قدرت اور
حفاظت اور ملکیت میں کامل اعتقاد رکھنا ایمان کا لباس ہے۔ اور پہننے والے کو تکالیف سے محفوظ
کر دیتا ہے۔ یہ تو ایمان کا لباس ہے۔

اس کے علاوہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم چھپاتے ہو اللہ
تم سے اس کے متعلق حساب طلب کریگا۔ اللہ تعالیٰ عالم الکل ہے۔ ریاکاری سے کام نہیں چل
سکتا نہ فائدہ ہوگا لہذا ان باتوں سے اجتناب کرو۔ ممکن ہے تم انسانوں کو دھوکا دے سکو۔ لیکن
آخر اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ جزا اور سزا دونوں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اپنے دلوں کو بالکل پاک
کرو اور نماز قلب کو پاک کر دیتی ہے۔

اس کے بعد قرآن مجید فرماتا ہے: "اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا
ہے سزا دیتا ہے اور اُسے ہر شے پر قدرت حاصل ہے" حساب کتاب پورے طور پر ہوگا۔ کوئی بات
پوشیدہ نہ رہے گی اور نہ فراموش ہوگی اور تمہیں پورا حساب دینا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ رحیم اور
کریم ہے اگرچہ اُسے یہ معلوم ہے کہ کسے کتنی سزا ملنی چاہئے لیکن تمہارا خدا جسے چاہیگا معاف کر دیگا

اور جسے چاہیگا سزا دے گا۔ یہ معاملہ ارحم الراحمین کے ہاتھ میں ہے۔ پس اُس کا فضل تلاش کرو۔

اب یہ غور طلب ہے کہ اسلام کو فتح کس طرح حاصل ہو گی؟ ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے سے اور عقائد پر عمل کرنے سے۔ اور عقیدہ کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ سنو قرآن مجید کیا کہتا ہے؟ "تمہارا رسول ایمان لایا۔ اس پر جو کچھ نازل ہوا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور ایماندار بھی ایمان لائے۔ وہ سب اللہ، ملائکہ، کتب اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ہم اس کے رسولوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ایمان لائے۔ اے خدا ہم تجھ سے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

یہ اسلام کی حقیقی تعلیم ہے۔ اور اسی عقیدہ کی فتح ہو گی۔ آؤ اس کا مطالعہ کریں کیونکہ یہ اہم مسئلہ ہے میں اسکی تفصیل عرض کروں گا۔ سچے عقیدے میں مفصلہ ذیل ارکان شامل ہیں:-

اللہ عزوجل واحد اور اعلیٰ پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، اس کی نازل کردہ کتب پر ایمان (صرف قرآن ہی پر نہیں، کیونکہ خدا نے ایک سے زیادہ کتب نازل فرمائی ہیں۔ اس کے رسولوں پر ایمان (صرف حضرت محمدؐ ہی پر نہیں، کیونکہ ایک سے زیادہ رسول آئے ہیں اور اس پر غور کیجیے کہ آپ اُن میں تفریق نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ہم حضرات نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ (اور انگلینڈ لوگ غور سے سنیں) اور عیسیٰؑ اور محمدؐ علیہم السلام سب کو یکساں طور پر واجب التعظیم تسلیم کرتے ہیں۔

چنانچہ مومنین کہتے ہیں۔ ہم نے سُنا اور ایمان لائے۔ ہم نے قرآن کو اور دوسرے پیغاموں کو جو دوسرے رسولوں پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئے سب کو تسلیم کیا

"اے خدا ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اب میں سورۂ بقر کی آخری آیت کو لیتا ہوں "اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا" کیسی شاندار آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہر شخص میں استعدادیں رکھدی ہیں جو اس کے فضل سے ترقی پا سکتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ (سبحان اسمہٗ) جو ہمیں عدل کا حکم دیتا ہے، کسی شخص سے اُس کی وسعت سے زیادہ طلب نہیں کرتا۔ اور اس آیت کی بدولت مرتبۂ کمال ہر شخص حاصل کر سکتا ہے اور یہ مرتبۂ کمال کیا ہے؟ حتی الوسع اپنے فرائض کو ادا کرنا۔ کمال ہر شخص کیلئے ممکن ہے سنا امید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مرتبہ کمال ایسا مرتبہ نہیں جو حاصل

نہ ہوسکے۔ ان غلط باتوں سے تسلی حاصل کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ اس ناقص دنیا میں کوئی شخص کامل نہیں ہوسکتا۔ کیوں نہیں ہوسکتا؟ یہ دنیا کس نے پیدا کی؟ انسان کو کس نے پیدا کیا؟ کیا تم خدا پر یہ الزام لگاؤگے کہ اس نے دنیا کو ناقص طور پر بنایا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ میرا یقین ہے کہ کمال ہر شخص کے لئے ممکن ہے۔ تمہارا خدا تم سے تمہاری وسعت سے زیادہ طلب نہیں کرتا۔ اور یہ بات کہ تم اپنی وسعت کے اعتبار سے کمال حاصل کرو تمہاری ذاتی کوشش پر موقوف ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ "جو کوئی نیکی کرے گا وہ اپنے لئے کریگا اور بدی کرے گا تو اپنے لئے" یہ خدائی انصاف ہے جو زندگی میں چمک رہا ہے۔ اگر تم نیکی کروگے تو برکت پاؤگے۔ اگر بدی کروگے تو سزا بھگتوگے۔ یہ الٰہی قانون ہے اور کبھی بدل نہیں سکتا۔ جو کہ دنیاوی انعامات سے بالکل الگ ہے۔ اور انسانی قوانین سزا سے بھی جدا ہے۔ اگر نیکی کروگے اجر ملے گا۔ بدی کروگے سزا پاؤگے۔" اے ہمارے خدا اگر ہم غلطی کریں یا بھول جائیں تو ہمیں سزا نہ دینا۔ اے ہمارے خدا ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تونے ہم سے پہلی اُمتوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے خدا ہمارے اوپر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہمارے اندر طاقت نہیں اور ہمیں معاف کرنے اور مغفرت عطا کر۔ اور ہم پر رحم کر کیونکہ تو ہمارا آقا ہے اور ہمیں کفار کے مقابلہ میں کامیابی عطا کر"

اے مسلمانو! اے سمندر پار کے بھائیو! میں محسوس کرتا ہوں کہ میں آپ کو اہالی انگلستان کی طرف سے خوش آمدید کہوں اور خصوصاً برطانوی مسلمانوں کی طرف سے۔ آپ لوگ ہمارے یہاں مختلف ممالک سے آئے ہیں۔ اور آپ ہمارے مہمان ہیں اور جو لوگ خدا کو محبوب رکھتے ہیں وہ ضرور مہمانوں کی قدر کرتے ہیں۔ یہ ایک اسلامی فرض ہے اور میں خوش ہوں کہ اس پر عملدرآمد ہے۔ پس اے ہمارے مہمانو خوش آمدید! خدا کرے انگریزی نسل کے مسلمان بکثرت خوش آمدید کہنے کے لئے ہماری زندگی ہی میں نظر آجائیں۔ تاکہ نہ صرف اس دن بلکہ اکثر ایام میں آپ کو یہ کلمات روحانی خوشی بخشیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو! اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

اب وقت ختم ہوچلا ہے اور مجھے کچھ زیادہ کہنا نہیں ہے میں اپنی تقریر اس اُمید کے اظہار پر ختم کرنی چاہتا ہوں جو کہ نامناسب نہیں ہے۔ بیشک فی الحال ہماری تعداد تھوڑی ہے لیکن اُسے نظر حقارت سے نہ دیکھنا۔ ہم نے ابتدا کردی ہے اور اچھی ابتدا کی ہے۔ صبر اور نیکدلی

کے ساتھ اپنی قوتوں کو ایک مرکز پر لگا دو۔ اور توجہ اور برداشت کے ساتھ سب کا بھلا چاہو۔ تنازعات کے لئے آمادہ نہ رہو بلکہ ہمیشہ دعاؤں میں مشغول رہو۔ اور حتی المقدور کام کرو۔ اور خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ کسی سے اس کی وسعت سے زیادہ طلب نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک معمولی سی خدمت بھی اگر وہ پابندی اور توجہ سے کی جائے۔ بڑی قیمت رکھتی ہے تقویٰ اختیار کرو۔ غفلت اور لاپرواہی سے بچو کیونکہ جو کچھ تمہاری روزانہ زندگی کے دائرہ میں داخل ہے۔ وہ تمہارے ایمان کے لئے مفید ہے۔

سب سے زیادہ یہ کہ نمازوں کی پابندی کرو۔ کیونکہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ اور تم بلاشک اس کے خادم ہو۔ پس اپنے آقا کے احکام کی تعمیل کرو۔

اے مردو اور اے عورتو! اے میرے بھائیو اور بہنو تم میں سے بعض خلوص کے ساتھ یہاں آئے ہو اور بعض محض اشتیاق کے طور پر میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اسلام کو دیکھو وہ خدائے واحد کی عبادت کا نام ہے جو سب مسلمان مل کر بجا لاتے ہیں۔ لہ الحمد لاشریک لہٗ۔ اور میں تم سے یہ بھی کہوں گا کہ مذہب خدا اور انسان کے درمیان رشتہ کا نام ہے۔ پس اپنا معاملہ خود ہی سمجھ لو۔ اور صداقت کے مقام پر قائم ہو جاؤ۔ کیونکہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔ غور کرو لاکھوں کے ساتھ ہو کر غلطی کرنا اچھا ہے یا چند اشخاص کے ساتھ ہو کر صداقت حاصل کرنا اچھا ہے؟ اس پر غور کرو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ فروتنی اختیار کرو اور خدا سے اس کا فضل طلب کرو۔ جس کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔

ناظرین کرام کی توجہ کے قابل

یہ امر تو مسلم بھائیوں پر واضح ہے کہ مغرب میں اسلام کی اشاعت کا جو عظیم الشان کام مسلم مشن ووکنگ کے ذریعہ بائیس سال سے ہو رہا ہے اسکے گرانبار اخراجات کے کثیر حصہ کا کفیل بہت حد تک رسالہ اسلامک ریویو انگریزی اور اسکے ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ ہی ہے۔ ان ہر دو رسالوں کا حلقہ اشاعت جسقدر بھی وسیع ہوگا اسی قدر مشن کی مالی تقویت کا موجب ہوگا۔

رسالہ اشاعت اسلام کے سالانہ وی پی کی فہرست پر نظر ڈالنے سے یہ امر از حد تکلیف کا موجب ہوا ہے کہ ہمارے بہت سے کرم فرماؤں نے رسالہ کے وی پی کو قبولیت کا شرف نہیں بخشا۔ بہرحال اب اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ موجودہ بہی خواہان رسالہ ہذا اس سال ایک ایک جدید خریدار مرحمت فرماویں۔ (خادم خواجہ عبد الغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ)

عیدالاضحیٰ ووکنگ میں

(از جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ انگلستان)

عیدالاضحیٰ کی تقریب جو حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی غیر فانی قربانیوں کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ امسال ووکنگ (انگلستان) میں ۲۶۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹین کے زیر اہتمام منائی گئی۔ سال کے اس حصہ میں انگلستان کے اندر موسم اس قدر تغیر پذیر ہوتا ہے کہ کھلے میدان میں منائی جانیوالی تقریبات کی کامیابی یا ناکامی موسم ہی کی بہتری یا خرابی پر منحصر ہوتی ہے۔ لیکن عین اس موقعہ پر موسم ہماری توقعات سے بڑھ کر اچھا ثابت ہوا صبح کے وقت مطلع پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ بادل پھٹتے چلے گئے اور سورج کامیابی کے ساتھ باہر نکل آیا حتیٰ کہ نماز کے وقت دن نہایت شاندار اور روشن ہو گیا

نماز حسب معمول ساڑھے گیارہ بجے ادا کی گئی۔ اس موقعہ پر ہز ایکسیلنسی شیخ حافظ وہبہ سفیر ہز میجسٹی سلطان ابن سعود شاہ حجاز نے امامت کرائی۔ لیکن اس افسوسناک خبر نے کہ عرب کی دو بڑی اسلامی سلطنتوں کے مابین دشمنی وعناد کی صورت پیدا ہو گئی ہے ایک غیر خوشگوار صورت پیدا کر دی۔

مجمع دو سو سے زائد آدمیوں پر مشتمل تھا جس میں دُنیا کی تمام اقوام کے آدمی پائے جاتے تھے۔ انگلستان، مراکش، عرب، افغانستان، سومالی لینڈ، عراق، مصر، ہندوستان، ملایا اور ایران کے مسلمان ایک عالمگیر برادری کا نمونہ پیش کر رہے تھے۔ اسی مجمع میں انسان کو ایک نہایت سادہ اور موثر نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر عبادت کا وہ حقیقی مفہوم اس میں پایا جاتا ہے جو اسلام کے پیش نظر ہے اور اس کی حقیقت اور طاقت نمایاں ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام اقوام کے اس متحدہ اجتماع سے یہ حقیقت بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ مختلف اقوام اور قبائل کی صورت میں بنی نوع انسان کی تقسیم محض تعارف کے لئے ہے اور غیر مسلموں کو اسی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام کسی پادریانہ منصب کو روا نہیں رکھتا۔ ایسے ہی مجمعوں سے نسل انسانی کے اتحاد کا نمونہ اور توقع پیدا ہوتی ہے۔ "اگر اسلام نے اس کے سوائے اور کوئی کام نہ کیا ہو کہ نسل انسانی کے ۱/۵ حصہ سے

جو کرہ ارض پر جابجا بکھرا ہوا ہے۔ نسلی تنافر و تحاسد اور قومی منافرت کو دور کر دیا ہے تو یقیناً وہ ہمیشہ کے لئے تہذیب کو اپنا غلام بنائے رکھیگا۔

انگلستان میں ایسی تقریبات سے جو اخلاقی اثر پیدا ہوتا ہے اس کا پورا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ یورپ جس کی عظمت و شان اور فخر و مباہات کا انحصار قومیت کے اس مفہوم پر ہے جو اس نے پیدا کیا ہے۔ ابھی تک اسلام کی عظمت کے بالمقابل اپنے آپ کو قابل ستائش قرار نہیں دے سکتا کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جس نے دنیا کے تمام مذاہب سے بڑھ کر نسل انسانی کے مختلف اجزا کو بین الاقوامی اسلامی برادری کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ اخوت کی وہ فضا جو ایسے اجتماعات میں پائی جاتی ہے۔ یورپ کے لئے ایک بالکل نئی چیز ہے۔ ایک عامی یورپین مسلمانوں کے اس باہمی سلوک کو جو ایسے مجمعوں میں نظر آتا ہے۔ اپنے اس خشک اور متکبرانہ رویہ سے مطابقت نہیں دے سکتا جو اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ ہم نے اس سال کوشش کی کہ انگلستان میں ہم اس دن عید منائیں جس دن مکہ میں منائی جائے اور یہ ہماری خواہش ہے کہ تمام اسلامی دنیا میں عید الاضحیٰ کی تقریب ایک ہی دن منائی جائے تاکہ اسلام کی تمام روحانی مملکت کے طول و عرض میں مسلمانوں کے قلوب ان زیادہ خوش قسمت بھائیوں کی ہمدردی سے لبریز ہوں جو مکہ معظمہ کے اندر جمع ہوئے ہیں۔ عید الفطر کو اگر مختلف ممالک میں تاریخوں کا اختلاف اور گڑبڑ پیدا ہو جائے تو اس کی وجہ تو سمجھ میں آسکتی ہے۔ لیکن عید الاضحیٰ کے متعلق ہمیں نہ تو اپنے لئے اور نہ اسلامی دنیا کے کسی اور حصہ کے لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس دن مکہ معظمہ میں عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ اسلامی ممالک میں اس کے علاوہ کسی اور دن کیوں منائی جاتی ہے۔ جب کہ اس کا موقعہ چاند نکلنے کے دس دن بعد پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس بارہ میں دوستانہ اور برادرانہ قدم اُٹھایا۔ ہم نے سعودی عرب سفارت خانہ کے ذریعہ سے مکہ معظمہ میں چاند دکھائی دینے کی یقینی تاریخ معلوم کرنے کا انتظام کیا اور اس بارہ میں صحیح سرکاری خبر معلوم ہونے پر ہم نے تقریب عید کی تاریخ مقرر کی۔ یہ خیال ہمارے اندر خوشی کے جذبات پیدا کرنے والا ہے۔ کہ وہ دن آرہا ہے۔ جب سعودی عرب حکومت خطبہ حج کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ریڈیو کے ذریعہ کرسے تمام ممالک میں پہنچانے کا انتظام کرے گی۔ امید رکھنی چاہئے کہ وہ دن بہت دور نہیں

نماز کے بعد ہز ایکسیلنسی نے خطبہ پڑھا جس کو بہت پسند کیا گیا۔ اس میں مسلمانوں کو وعظ و نصائح کی گئیں جو قرآن کریم کی آیات سے مملو تھیں۔ نماز ختم ہونے کے بعد مسلمانوں نے ایک دوسرے کو عید مبارک کہا اور بہت سے ایسے تھے جنہوں نے ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر اپنے جذبات مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حاضرین کی لنچ سے تواضع کی گئی۔ ہم مالکان خیبر انڈیا ریسٹارنٹ کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس موقعہ پر نہایت عمدگی سے ہندوستانی کھانے تیار کئے۔ اس کے بعد تمام ان مسلمانوں کا جو نماز پڑھنے آئے تھے۔ مسٹر جے۔ ڈبلیو حبیب اللہ لوگرو کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ذیل کے تین ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوئے:۔

ریزولیوشن ۱۔ مسلمانان برطانیہ عظمےٰ کا یہ نمائندہ جلسہ اس معاندت کو نہایت رنج اور خطرہ کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ جو عرب کی دو بڑی اسلامی طاقتوں کے مابین پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہز میجسٹی سلطان ابن سعود اور ہز ہائینس امام یحیٰی سے نہایت خلوص قلب سے درخواست کرتا ہے کہ عرب کے امن و امان کو بالخصوص حج کے مہینہ میں زائل نہ ہونے دیں اور اپنے باہمی نزاعات مفاہمانہ طریق سے طے کریں۔

ریزولیوشن ۲۔ یہ جلسہ تمام دول خارجہ کی توجہات اس طرف منعطف کراتا ہے کہ عرب کے ان حصص میں اگر کوئی فتنہ و فساد رونما ہو تو وہ صرف مسلمانوں کے داخلی معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کوئی مالی سیاسی یا اور کسی قسم کی مداخلت اگر کی گئی تو یہ تمام اسلامی دنیا کو جائز طور پر رنجیدہ اور ناراض کرنے کا موجب ہوگی۔

ریزولیوشن ۳۔ یہ جلسہ مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹین کے چیرمین کو اختیار دیتا اور ان سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ان ریزولیوشنوں کی نقول ہز میجسٹی سلطان ابن سعود۔ ہز ہائینس امام یحیٰی، برطانوی، اطالوی اور فرانسیسی محکمہ ہائے خارجہ کے نمائندوں اور اخبارات کے نام ارسال کر دیں ٭

جناب مسیحؑ کی زندگی اور آپ کا مشن

(صوفی محمد یعقوب صاحب کے قلم سے)

جب نیٹشے نے جو جرمنی کی فلسفیانہ سرزمین کی آخری نہیں تو گذشتہ فلسفیوں میں سب سے بعد کی پیداوار ہے۔ ان اناجیلی بیانات کی بنا پر جو اس کے وقت میں پائے جاتے تھے مسیحیت کی مذمت کی اور اُسے ایک ایسا مذہب قرار دیا جو غلاموں اور جہلا کے لئے موزون ہوسکتا ہے۔ تو زمانہ اور حالات ایسے تھے کہ وہ سولی اور ان اذیتوں سے بچ گیا جو اس سے قبل بعض زیادہ دلیر آدمیوں مثلاً ڈیسکارٹس برونو کیپلر۔ کوپرنیکس وغیرہم کے حصّہ میں آچکی تھیں لیکن مسیحیت اپنی روایات کے مطابق اس سے بھی بدلہ لئے بغیر نہ رہی اور اسے پاگل اور ناواجب طور پر جوشیلا قرار دیدیا جسے فلسفہ کے ساتھ ایک ذرہ سا بھی مس نہیں۔

اگر یہ زمانہ اور حالات تھے جنھوں نے نیٹشے کو مسیح کے کلیسائی مبلغوں کے جوش غیظ و غضب سے بچا لیا تو یہ بھی وقت اور حالات ہی کا اثر ہے کہ آج وہ ایک دوربین انسان نظر آتا ہے کیونکہ موجودہ حالات اس درجہ تک پہنچ چکے ہیں کہ خود مسیحیت کے فدائی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ مذہب نسل انسانی کی علمی ترقیوں کے لئے موزوں نہیں۔ سوائے اس کے ہم ایسی طاقت رکھتے ہوں کہ زمانہ کے ہاتھ کو کئی صدیاں پیچھے لے جائیں اور گلیل کی کسی جھیل پر مچھلیاں پکڑنے والوں کی بود و باش اختیار کرلیں۔

ایک لمحہ کیلئے بھی اگر اس بات کو باور کرلیا جائے کہ وہ زمانہ جب ابن مریم نے اس زمین میں زندگی بسر کی، بہت ہی سادہ لوگوں کا زمانہ تھا۔ اور الہامی تعلیمات کو کسی طرح بھی فلسفیانہ اصولوں اور ریاضی کے قاعدوں کے مطابق نہیں بنایا جا سکتا تھا اور نہ ایسی تعلیم کے حصول کا وقت تھا تو پھر ہمیں اس "سادگی" کے مطالبہ کا حق حاصل ہوجاتا ہے جس کے ساتھ خدائی الہام کی مہر ہو اور جو تمام انسانی نسل کیلئے تمام زمانوں اور سب حالات میں قابل عمل اور لائق قبول ہو۔ اور ایسی تعلیم کے لئے اناجیل کی طرف نظر کرنے میں ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

ایک ایسی کتاب کے لئے جو تمام نسل انسانی کیلئے آئے یہ ضروری ہے کہ اسکے اندر اپنی صداقت کا کافی ثبوت ہو

اور اسکا الہام انسانی کانشنس کیلیئے اس لحاظ سے کہ وہ فطرت کی پیداوار ہے جذبِ کشش کا موجب ہو۔

عام نقطہ نظر کو لیتے ہوئے ہم مؤخر الذکر امر پر غور کرنیسے پہلے مسیحیت کو دیکھتے ہیں۔ سب سے پہلے مسیح کی ذات کو جس رنگ میں اناجیل میں بیان کیا گیا ہے جب اُسے تمام ان مقدس پردوں کے اندر سے دیکھا جاتا ہے جن میں خوش اعتقاد لوگوں اور مصنفین نے خدائیت کے رنگ میں اسے مستور کر رکھا ہے تو اس خیال کے قائم کرنے میں کوئی مدد ہمیں نہیں ملتی کہ آیا اس کی رسالت اور نبوت کا مشن اس کی تعلیمات کا جزو لاینفک ہے؛ اسی وقت کی وجہ سے روسو نے اپنی کتاب Emile میں سوال کیا ہے کہ کیا ہم یہ کہیں کہ مسیح کے زمانہ کی تاریخ عجیب و غریب تخیلات کو پورا کرنے کیلیئے بنائی گئی ہے؟ تاہم اس نے اپنی بات کو سقراط کی بات اور اس کے ناقابل تحسین الفاظ کے بالمقابل ترک کر دیا ہے۔

یوسیبس نے اپنی تاریخ کلیسا Ecclesiastical History میں جسکا حوالہ مسلمین نے دیا ہے یہ لفظ لکھے ہیں "۔ جہاں یہ صحیح ہے مسیحیت نے ان تمام ترمیمات کو قبول کر لیا ہے۔ وہیں میں اس رائے کے خلاف سختی سے احتجاج کرتا ہوں کہ بہت سے بیرونی مصنفین کے نظریہ کے مطابق مذہب کا آغاز انسانی دل و دماغ کی تدریجی اور فطری ترقی کا نتیجہ ہے"۔ اس فقرہ میں "ترمیمات" اور "سختی سے احتجاج" کے الفاظ تمام دلیل کی خاصیت کو واضح کرنیوالے ہیں۔ مسلمین کے خیال میں ایک انسان تمام کی ایک مسلمہ حقیقت کے خلاف جب اُسے بلا لحاظ تمام حالات پر منطبق کیا جائے احتجاج کر سکتا ہے لیکن جب دوسرے مذاہب پر بالخصوص اس کا اطلاق ہو تو ایسا احتجاج نہیں ہو سکتا۔ اور اس موقعہ پر میں ڈوزی کی کتاب مسلمانانِ سپین (Mussalmans de l'Espagne) جلد ۲ کے اس باب کو جو مسیحی شہداء پر لکھا گیا ہے اس بات کے ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ یہ مصنفین اپنے علاوہ دیگر مذاہب کا ذکر کن الفاظ میں کرتے ہیں۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کو ان تمام مقدس روایات اور انسانوں سے علیحدہ کرکے جو خاص مفاد کی خاطر ان لوگوں نے وضع کئے ہیں جن کی غیر مسیحی طاقت ہم یورپ اور ایشیا کی دنیوی تاریخ کے صفحات میں محسوس کرتے ہیں اسے ایک معمولی لڑکے کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے جو اپنے والد کے روزانہ مشاغل میں انکا ممد معاون ہے۔ بڑا ہو کر بھی کوئی اجنبی بات اس سے صادر نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ "وہ ہر ایسی حرکت یا الفاظ سے پوری احتیاط کے ساتھ بچنے کی کوشش کرتا ہے جو حکام یا عوام الناس کی نظروں میں اُسے ملزم ٹھیرانے کا موجب ہوں"۔ یہ زبردست احتیاط ایک عامی انسان سے اگر سرزد ہو تو اسکی دلی کمزوری پر محمول کی جائیگی۔ چہ جائیکہ اگر

ایک پیغمبر یا ولی اللہ جو پیغام ربانی کو لیکر آیا ہو ایسی حرکت کا مرتکب ہو۔
مسیح کے کارناموں کا ایک اور ظاہری ثبوت اس واقعہ سے مل سکتا ہے جو مسیحی مؤرخوں نے گلیل کے اندر ایک شادی کی دعوت میں پانی کو شراب بنانے کے متعلق بیان کیا ہے اور جو غالباً نادانستہ طور پر یورپین لوگوں میں اس محبت شراب کو پیدا کرنے کا موجب ہے۔ جو آئندہ صدیوں میں اُن میں رچنے والی تھی۔
اس کے بعد ہم اُسے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ساتھ دیکھتے ہیں جہاں ہمیں بتایا گیا ہے کہ یوحنا نے بیانتک کسر نفسی سے کام لیا کہ اپنے آپ کو آنیوالے مسیح کی جوتیوں کا تسمہ کھولنے کے ناقابل بنایا اور عجیب بات ہے کہ وہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں میں مسیح کو اسوقت تک نہیں پہچانتا جب تک اُسے بپتسمہ نہیں دے لیتا اور اسوقت اس کی شناخت ایک قدرتی بات تھی۔ اس کے علاوہ اسی یوحنا کو جب ہیرو ڈ انیٹی پاس کی طرف سے جیل میں ڈالا جاتا ہے۔ جہاں وہ پونے سال بھر تک رہتا ہے تو اس حالت میں وہ اپنے دو شاگردوں کو اُن عجیب اطلاعات کی تحقیقات کے لئے مقرر کرتا ہے جو یسوع کے متعلق اسے پہنچیں کہ اُس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور انہیں یہ دریافت کرنیکا حکم دیتا ہے کہ آیا وہ وہی مسیح ہے جس کی انتظار کی جاتی ہے"
مسیحی مصنفین کا ایک طرف یہ بیان کہ اسی یوحنا نے مسیح کی آمد کو بالکل نزدیک قرار دیا بلکہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں میں اس کی اشارہ کر کے بتایا کہ یہ مسیح ہے اور دوسری طرف یوحنا کا اپنے دو شاگردوں کو اُن عجیب اطلاعات کی صداقت معلوم کرنے کیلئے مقرر کرنا جو اس کے متعلق مشہور ہو رہی تھیں حالات کو بالکل پریشان کن بنا دیتا ہے سیلمین نے ان متضاد بیانات کو دیکھ کر بالکل انہیں ساقط ٹھیرا دیا ہے وہ لکھتا ہے کہ کیا یوحنا نے یہ طریق عمل اپنے شبہات کے ازالہ کے لئے اختیار کیا یا اپنے شاگردوں کے ؟ کیا اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ اُس نے اپنی موت قریب ہونے کے خیال سے اپنے شاگردوں کو ایک اپنے سے بڑے ہادی کے سپرد کرنا چاہا؟ مورخ کی اس پریشانی پر انسان کو حیرت آتی ہے لیکن اس گڑبڑ میں ایک بات جو صاف طور پر روشن ہے وہ یہ ہے کہ یوحنا کو یسوع کی مسیحیت میں شبہ تھا حقیقت یہ ہے کہ یوحنا نے کبھی اس کو مسیح نہیں مانا اور اسلئے ان اطلاعات پر جو اُسے پہنچیں وہ حیران رہ گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے عبرانی رسولوں کی تاریخ کو ان کے مقدس صحائف میں بھی مطالعہ کیا ہے۔ اس بات کو بطور امر واقعہ کے جانتے ہیں کہ ان کے نزدیک زمانہ کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ انہوں نے اُن امور کو جو صدیوں کے بعد پیدا ہونیوالے تھے۔ واقعات کے رنگ میں بیان کیا اور اس روشنی میں مسیح کی آمد کے متعلق یوحنا کی پیشگوئی کو مطالعہ کیا جائے تو وہ ایک مختصر تذکرہ تھی ہے اور کسی دوسرے آدمی کا ذکر اس میں پایا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں جناب مسیح نے خود اپنے آپ کو اپنے زمانہ کیلئے موزون قرار نہیں دیا۔ یا جرمن افسانہ نویس ویس کے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ انہوں نے نہایت پُرزور الفاظ میں اس زمانہ اور اس قوم کو اس امر کے ناقابل قرار دیا ہے کہ ان کے مذہب کی اصل اور حقیقی عظمت کو سمجھ سکیں "یہ آسمانی باپ" کی عقل و دانائی پر کتنا بڑا حرف ہے کہ اس نے اپنے بیٹے (پیغمبر) کو ضرورت سے پہلے بھیج دیا جو اسکی قطعی ناکامی کا موجب ہوا کیا اسکی مسیحیت یہیں تک تھی؟

یوحنا کی پریشانی کو ایک طرف رکھیئے یسوع خود اس پوزیشن پر سراسیم نظر آتا ہے جو اس نے پیدا کر دی اینعان نے عبادت خانہ کے منظر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اب وہ عموماً جلد جلد جگہ تبدیل کرتا اور کبھی ایک رنگ اختیار کرتا ہے کبھی دوسرا اور اپنے بعض معجزات کو عارضی طور پر چھپانے کی بھی کوشش کرتا ہے"! اور گلوارا کے ضلع میں قبروں سے بدروحوں کو نکالتا اور سوروں کے غول میں انہیں داخل کرتا ہے۔ پھر چوتھا منظر یہ ہے کہ یسوع صیدا کے قریب بیابان چلا جاتا ہے اور جس قدر وہ ضروری سمجھتا ہے احتیاط سے کام لیتا ہے اور ہیروڈیس کے مظالم کا شکار ہونے سے اپنے آپ کو بچاتا ہے"

کیا یہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا قتل نہ تھا جس نے یسوع پر اثر ڈالا اور یہ تمام سراسیمگی اور پریشانی اس سے صادر ہوئی؟ اس کے شاگرد جو مسیح کی ارضی طاقت و سطوت کے خواب دیکھ رہے تھے اب انکے ایمان متزلزل ہونے لگے اور اس غالی (زانگ لیڈر) کو جس کے افعال و خیالات کو واضح کرنا مشکل ہے چھوڑ دیا جس پر یسوع نے نہایت مایوسانہ انداز میں سے ان سے (یعنی بارہ رسولوں) سے کہا کہ نہ بھی اس کے مشن کو چھوڑ کر چلے جائینگے

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ مسٹر اس نے اپنی کتاب Laben de jeau میں اناجیل کے اس بیان کو بعد کی ایجاد اور عدم تطابق کی دلیل قرار دیا ہے۔

یوحنا یسوع کی عید فسح سے (جس میں وہ قبل ازیں متواتر دو سال شامل ہوتا رہا) غیر حاضری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "یسوع یہ باتیں کر کے گلیل میں چلا گیا۔ وہ یہودیوں کی سرزمین میں نہیں پھرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہودی اس کی تلاش میں تھے"۔ اس فقرہ پر کسی رائے زنی کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ ابن آدم ہے جس کا ذکر نام نہاد کتب مقدسہ میں کیا گیا ہے۔ اور اس کی اصل حالت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ بائبل کا مسیح ہے جسے خدا نے مقدس بنایا اور وہ اگر اپنے باپ نہیں تو خالق و مالک کے رستہ میں جان دینے سے گھبراتا اور موت کے منہ سے بچنے کے لئے ادنے ادنے چیزوں کی آڑ میں چھپا پھرتا ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ آیا یہ محض گلیلیوں کے عبادت خانہ میں قتل و غارت کا اثر تھا کہ یسوع مسیح نے اپنے مقررہ مشن کو جواب دے دیا یا یہ گورنر پلاطوس کی جو انسانی زندگی کے متعلق بہت ہی لاپرواہی شخصیت کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے آسمانی فرض ادائگی سے رک گیا۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب مسیحی علماء پر چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔

جو کچھ بھی اس کے معنے وہ کریں اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ یسوع کا رویہ ڈر۔ خوف اور کتمان حق کا ایک دلچسپ مرقع پیش کرتا ہے۔

اس عرصہ میں فلسطین۔ ٹائر سیدون اور تمام وہ ممالک جو بحر ٹائیبریاس کے شمال میں واقعہ ہیں اور یردن کے سرحدی مقامات کے اندر یسوع مسیح کا دورہ رہا ہے جس کا مقصد محض اس قدر تھا کہ حکام کی نظر سے بچے رہیں۔ یہاں تک احتیاط اس کو مدنظر تھی کہ اس کے لئے اس نے اپنی مشہور و معروف فیاضی کو بھی ترک کر دیا جیسا کہ اس کنعانی عورت کے واقعہ سے ثابت ہے جو اس کے پاس اپنی لڑکی کے علاج کے لئے آئی جو ایک بد روح قبضہ میں تھی۔ لیکن یسوع نے اس عورت کی التجاؤں پر کوئی کان نہ دھرا۔ اس بارہ میں اس نے بظاہر اپنے شاگردوں کے خیال کی پیروی کی جو اس بات کو بُرا سمجھتے تھے کہ اجنبی لوگ اُن کے خداوند کی برکتوں سے حصہ لیں اور اس سے پیشتر وہ کئی بار نام نہاد ابن داؤد کی رکیونکہ پطرس اسی نام سے پکارتا تھا) زبانی اور اگر متضاد نہیں تو کم از کم ناقابل توضیح چال چلن سے متحیر و سراسیمہ ہو کر اسے عام نقطہ نگاہ کی طرف متوجہ کر چکے تھے۔

یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا کہ ایک موقعہ پر اُس نے ان ادنے لوگوں سے جنہیں وہ کتوں سے مشابہت دے چکا تھا زبردست اپیل کرنی چاہی تاکہ ایک بُرے انجام سے بچ جائے لیکن ان اعلیٰ خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو شاگردوں میں اس کے متعلق پائے جاتے تھے اُس نے اُس سے احتراز کیا۔ یہود کی دشمنی و عناد سے بچنے کے لئے انتہائی احتیاط سے کام لینے کے بعد آخر کار اس نے پردہ اُتار دیا اور سینڈرین میں تمام یہودیوں کے سامنے آگیا۔ یہ اقدام مایوسانہ اور حقیقی تھا کیونکہ صرف اسی ذریعہ سے وہ اپنے کیرکٹر کی عظمت کو قائم رکھ سکتا اور دلیرانہ موت میں جا سکتا جس کے متعلق وہ نہایت رازدارانہ طریق سے خبر دے چکا تھا کہ وہ بالکل قریب ہے۔

یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اپنے مشن کے ان چار سال میں اور عبادت خانوں میں بار بار جانے کے سلسلہ میں اس نے ایک مرتبہ بھی نئی شریعت لے کر آنے کا دعویٰ اس زمانہ کے یہود کی اصطلاح کے مطابق نہیں کیا بلکہ بڑی خوشی سے موسوی شریعت کا اپنے آپ کو پیرو ظاہر کیا اور یہ کہا کہ "میں اس شریعت کی اصلیت کو ظاہر کرنے آیا ہوں" اور یہ وہ حقیقت ہے جو ہمیں موجودہ اناجیل کی قدر و قیمت کو معلوم کرنے میں امداد کا کام دے گی۔

(باقی آئندہ)

اعجازِ اذان

(نتیجۂ فکر جناب منشی فخر دین سراج الدین فریدی - احمد آباد)

کس قدر پیاری ہوا کرتی ہے آوازِ اذان
راندۂ درگاہِ حق سمجھے گا کیا رازِ اذان

عاشقِ روئے محمدؐ سیدی حضرتِ بلالؓ
جن کو بخشا تھا خدا نے مرحبا نازِ اذان

یہ تصدق ہے ہمارے سیدِ کونینؐ کا
اہلِ ایماں ہیں ازل کے دن سے ممتازِ اذان

دافع البلیات ہے اللہُ اکبر کی صدا
اس لئے مشہور ہے دُنیا میں اعجازِ اذان

لات کھائی لات نے اوندھے گرے جبل و منات
کعبۃ اللہ میں ہوا جس وقت آغازِ اذان

اہلِ یورپ کیلئے خواجہ کمال الدین بھی
ہند سے لیکر گئے سرمایۂ نازِ اذان

شہر میں وحشت و جبل میں گر کہیں مل جائے تو
اُلوؤں کو پھانس ہی لیتا ہے شہبازِ اذان

تجھ پہ لعنت ہے اے مردود شیطانِ لعین
تیرا سر پھرتا ہے کیا سنتے ہی آوازِ اذان

مندروں کے گھنٹہ و ناقوس پہ فرحت منائے
اور گت جاتی ہے سن کر نغمۂ سازِ اذان

ملحدوں کی ایسی گیدڑ بھبکیوں کا خوف کیا
شیر سے للکارتے ہیں روز جانبازِ اذان

شش جہت میں اے فریدی از عطائے کردگار
نور بن کر چھا گیا ہے رنگِ اندازِ اذان

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ - لاہور

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۲۱۵۶	جناب شیخ اللہ بخش صاحب (عید فنڈ)	۰	۵	۱
		؍ آغا لال شاہ صاحب ؍	۰	۵	۰
	۲۱۵۷	؍ ایم جمال محمد صاحب (مفت تقسیم لٹریچر)	۰	۰	۶۰
	۲۱۵۸	؍ سلطانی صاحب (مشن) - -	۰	۰	۵۰
۲	۲۱۶۱	منافع از بنک بابت فکسڈ ڈپوزٹ - -	۰	۰	۱۰۰
	۲۱۶۲	جسٹس انعام علی صاحب - - - -	۰	۰	۲
۳	۲۱۶۳	معرفت جناب سید عبد الحلیم صاحب -			
		جناب سید عبد الحلیم صاحب ۔۔۴۔۲			
		؍ عبد الواحد صاحب ۔۔۲۔۵			
		؍ غلام سرور صاحب			
		؍ اسمٰعیل حسین صاحب			
		؍ سلیمان میاں صاحب ۰۔۳۔۱	۰	۹	۸
۵	۲۱۶۸	؍ خانصاحب ایس امام دین راٹھور - -	۰	۰	۱۰
	۲۱۶۹	؍ حاجی شیخ عبد العزیز صاحب - -	۰	۰	۱۰
۶	۲۱۷۳	؍ بیگم صاحبہ حاجی اللہ دتا صاحب - -	۰	۰	۵
	۲۱۷۴	؍ منہاج الدین صاحب - - -	۰	۰	۱۰
۷	۲۱۸۳	؍ نور الدین احمد صاحب ۔ ۱۰ روپے زکوٰۃ ۱۰ روپے مشن	۰	۰	۲۰
	۲۱۸۴	؍ محمد طاہر الدین صاحب - - - -	۰	۰	۱۰
۸	۲۱۸۹	؍ میجر ایم اے جعفری صاحب - -	۰	۰	۱۵
	۲۱۹۰	؍ مس [illegible] جعفری صاحب - - -	۰	۰	۵
	۲۱۹۱	؍ میاں محمد اکبر صاحب - - -	۰	۱۲	۱۶
	۲۱۹۳	؍ عبد الحق صاحب (۵ روپیہ مشن ۱ زکوٰۃ)	۰	۰	۶
	۲۱۹۷	؍ صبیح الدین صاحب - - - - -	۰	۰	۱
۹	۲۱۹۹	؍ مسز چوہدری محب اللہ صاحب - -	۰	۰	۱۵
۱۰	۲۲۰۱	؍ عبد الحکیم صاحب - - - -	۰	۰	۱
۱۳	۲۲۳۴	معرفت جناب شمس الدین خان صاحب (برموقعہ عید)	۰	۰	۵۰
	۲۲۳۵	جناب کے چھوٹے صاحب - - - -	۰	۱	۰
		واپسی رقم از ڈرافٹ از جناب عبد القدوس خانزادہ صاحب (امانت)	۰	۰	۱۰۰۰
	۲۲۳۹	جناب محبوب خاں صاحب (مشن)	۰	۰	۲
	۲۲۴۰	؍ قاضی منہاج الدین احمد صاحب	۰	۰	۲
	۲۲۴۱	؍ سارہ بی بیگم محبوب خاں صاحب	۰	۰	۱
۱۴	۲۲۵۸	؍ ایم ضیاء الدین صاحب - - - -	۰	۰	۳۰
	۲۲۶۰	؍ ایم دین محمد صاحب - - - -	۰	۰	۱۲
	۲۲۶۱	؍ ملک محمد علی صاحب - - - -	۰	۰	۵
	۲۲۶۲	؍ شمس الدین صاحب - - - -	۰	۰	۱۰
	۲۳۰۴	؍ لفٹنٹ راجہ نجیب اللہ صاحب -	۰	۰	۵

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	۲۳۰۵	جناب چوہدری محمد نور غنی صاحب -	۰	۱۴	۹
۱۶	۲۳۲۵	؍ ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب -	۰	۰	۱۷
	۲۳۲۸	؍ اسحاق تار محمد صاحب - - - -	۰	۰	۱
۱۷	۲۳۵۵	؍ شاہ محمد صاحب (زکوٰۃ)	۰	۰	۱۰
	۲۳۵۸	؍ اے عزیز اینڈ سنز (مشن)	۰	۰	۵
۱۹	۲۳۶۳	مسلم بک سوسائٹی لاہور (فروخت کتب)	۶	۱۴	۵۰
	۲۳۶۵	جناب کے ایچ مانیار صاحب - -	۰	۰	۲
		؍ حبیب احمد صاحب - - -	۰	۰	۵۸
	۲۳۶۸	؍ کے این عبد العزیز صاحب - -	۰	۰	۲
		The. Mr. Ghulam Kadir Sb.			
		Nur Ahmad Sb. 5-00			
		Sultan Mahmud Sahib 3-50			
		Sardar Ali Shah Sahib 2-50			
		Sultan Mahmud Sahib 1-50			
		Mohd Bakhsh Sahib 1-00			
		Rasheed Din Sb. 0-50			
		Mohd Din Sb. 1-00			
		Imam Din Sb. 0-50			
		Shah Din Sb. 0-50			
		Ahmad Sb. 2-00			
		Safdar Ali Sb. 1-00			
		Mohd Khan Sb. 0-30			
		Mohd Hamed-ud-Din Sb. 2-00			
		Syed Shah Sb. 0-10			
		Saeed Ali Sahib 0-10			
		S. Muslim Bros., 1-00			
		Ismail Sb., 1-00			
		Abdur Rauf Sb. 0-50			
		[illegible]anda Sb. 0-50			
		[illegible] Amin-ud-Din Sb., 1-00			
		Siraj-ud-Din Sb., 0-10			
		Mohd Yaqub Sb. 0-50			

بقیہ تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور - بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		M. Abdulla Sh 1-00			
		Abdul Hamid Sahib 1-00			
		Fazal Ahmad Sh 0-50			
		Sh. Fazal Din Sh 1-00			
		Syed Ahmad Shah Sahib 1-00			
		Mrs Q. Cader Sahib 1-51	5	9	49
	۲۳۸۰	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		جناب خانصاحب عبداللہ خاں صاحب ۔۔۔ ۱۰			
		سید زاہد حسین صاحب ۔۔۔ ۱۰	۰	۰	۲۰
	۲۳۸۱	سید مجیب الرحمن صاحب (عیدا)	۰	۰	۱
۲۲	۲۴۳۰	محمد امیر حسن صاحب (دخن)	۰	۰	۱
	۲۴۳۶	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		جناب خان بہادر شیخ وجیع الدین صاحب ۔۔۔ ۵			
		محمد یامین صاحب ۔۔۔ ۵			
		حاجی غلام محمد اینڈ برادرز ۔۔۔ ۵			
		شیخ پیر محمد صاحب ۔۔۔ ۵			
		اللہ بخش اینڈ سنز ۔۔۔ ۵			
		نادر علی خاں اینڈ کمپنی ۔۔۔ ۵			

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		جناب حافظ مسیح الدین صاحب ۔۔۔ ۵			
		حافظ رفیق الٰہی اینڈ سنز ۔۔۔ ۱			
		ایس این دین صاحب ۔۔۔ ۵			
		شیخ رکن الدین صاحب ۔۔۔ ۱			
		عبداللہ صاحب ۔۔۔ ۲			
		خان بہادر نواب سید مہربان علی صاحب ۔۔۔ ۵			
		S. [illegible] Esq. ۔۔۔ ۲			
		جناب اقبال احمد صاحب ۔۔۔ ۱			
		مقصود علی صاحب ۔۔۔ ۱			
		حافظ معین الدین صاحب ۔۔۔ ۲	۰	۰	۱۰۱
۲۳	۲۴۳۷	مسز مفتی محمد طفیل صاحب	۰	۰	۲
۲۴	۲۴۴۲	اہلیہ صاحبہ جناب غلام رسول صاحب	۰	۰	۵
	۲۴۴۳	Mohd Sahib A. Bari Esq. for circulation of Islamic Literature			
		واپسی پیشگی از بے گھادی پریس بابت طباعت ٹریکٹ متعلقہ اپیل مشن	۰	۰	۴۰
		جناب غلام محمد صاحب دفتری	۰	۸	۲
		H. H. Prince Mohd Ali Pacha Sahib.			
		جناب محمد بخش صاحب (مشن)	۰	۰	۵
	۲۴۷۹	خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب	۰	۰	۵
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ فروری ۱۹۳۴ء	۰	۳	۱۴۰۷
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام	۰	۰	۸۰
		میزان کل	۱۱	۷	۴۳۱۷

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو - بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۶	۲۱۷۸	جناب ڈاکٹر محمد موسیٰ خاں صاحب ۔۔ (کابل)	۰	۰	۵
۷	۲۱۸۲	ایم اے عظیم صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
۱۰	۲۲۳۳	سید محمد وصی صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
	۲۲۳۴	عبدالواحد صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
۱۴	۲۲۵۹	علی احمد صاحب ورکش ۔۔ ۲۰/-	۰	۰	۱۰۰
	۲۲۶۳	سید نصرت علی صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
	۲۳۰۹	R. A. Z. Sharaf Esq. ۲/-	۰	۰	۱۰
۱۵	۲۳۲۴	جناب نظام الدین خاں صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
۱۶	۲۳۲۶	Zarafatullah Sh ۱/-	۰	۰	۵
	۲۳۲۷	جناب محمد حسن خاں صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
		عبدالرحمن صاحب ۔۔ ۱/-			۵

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		Mrs Ghulam Qadir Sh.			
	۲۴۰۹	جناب مولوی ظہور القیوم صاحب (کابل)	۰	۰	۵
۲۰	۲۴۱۱	شیخ محمد یٰسین صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
۲۲	۲۴۲۵	سید عبداللہ صاحب ۔۔ ۵/-	۰	۰	۲۵
۲۴	۲۴۴۴	Zarafatullah Sh. ۲/-	۰	۰	۱۰
۲۷	۲۴۵۹	جناب سردار خان بہادر سید شمس الدین سید میاں قادری صاحب (معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ) ۵۰/-	۰	۰	۲۵۰
		محمد بخش صاحب ۔۔ ۱/-	۰	۰	۵
		مرزا غلام محمد صاحب چغتائی	۰	۰	۲
		کل میزان	۰	۰	۴۶۲

ریزرو فنڈ

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۵۶	مسز ایس ایم محمود صاحب	۰	۰	۱			عملہ دفتر لاہور	۰	۴	۱
	۵۷	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب	۰	۸	۲	۱۵	۵۸	جناب محمد عبداللہ صاحب	۰	۰	۱
		" خواجہ جلال الدین صاحب	-	-	۱						
		" خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱			میزان کل	۰	۱۲	۷

تفصیل خرچ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ - بابت ماہ فروری ۱۹۳۴ء

تاریخ	رسید نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۱۵۵	تنخواہ عملہ دفتر لاہور	۰	۱۳	۱۰۳۱
۵	۱۵۶	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۴۹۱۲ تا ۴۹۷۸ ۔۔۔ ۱۰۴ — ۹ — ۰			
		پریس پیپر وغیرہ ۔۔۔ ۲۴			
		کرایہ گاڑی بابت کاغذ اسلامک ریویو ۔۔۔ ۰ — ۱۴ — ۰			
		سٹیشنری ۔۔۔ ۵ — ۱۰ — ۳			
		اخراجات متفرق ۔۔۔ ۱۴ — ۱۳ — ۹	۰	۰	۱۵۰
	۱۵۷	اخراجات بنک بابت ڈرافٹ بل نمبر ۱۵۰	۰	۸	۲
۱۰	۱۵۸	سالانہ اجرت رجسٹریشن پتہ تار اسلام - بابت سال ۱۹۳۴ء	۰	۰	۲۰
	۱۵۹	پیشگی برائے اخراجات سفر جناب سکرٹری صاحب و جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب	۰	۰	۳۵۰
	۱۶۰	لفافہ جات و کارڈ چھپوائی	۰	۴	۳۹
	۱۶۱	کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام دسمبر ۱۹۳۳ء	۰	۴	۴۰
	۱۶۲	کاغذ بابت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۱۲	۳۹۲
	۱۶۳	چھپوائی ٹریکٹ اسلام کا "دور جدید" انگریزی - تعداد دس ہزار - برائے اپیل مشن	۰	۰	۲۱۷
۱۳	۱۶۴	" عید کارڈ - اسلامک ریویو - اشتہار و ٹائٹل اشاعت اسلام	۰	۰	۶۸
۲۴	۱۶۵	خرید قرآن شریف ۵ کاپی برائے معلمی آسٹریلیا	۰	۱۱	۴۱
	۱۶۶	طباعت گجراتی اپیل در بمبئی	۰	۰	۶۰
	۱۶۷	اخراجات سفر جناب سکرٹری صاحب و مولوی آفتاب الدین احمد صاحب از میرٹھ تا دہلی	۳	۱	۱۶
		" از دہلی تا احمد آباد	۰	۵	۵۹
	۱۶۸	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۴۹۷۹ تا ۵۱۳۰ ۔۔۔ ۹۰ — ۷ — ۴			
		پروف ریڈنگ اسلامک ریویو بابت جنوری فروری ۱۹۳۴ء ۔۔۔ ۲۱ — ۱۲ — ۰			
		ترجمہ بابت اشاعت اسلام جنوری فروری ۱۹۳۴ء ۔۔۔ ۲ — ۴ — ۰			
		کرایہ دفتر بابت جنوری ۱۹۳۴ء ۔۔۔ ۳۰ — ۰ — ۰			
		اخراجات موسم ۔۔۔ ۰ — ۲ — ۰			
		اخراجات متفرق ۔۔۔ ۱ — ۶ — ۹	۰	۰	۱۵۰
	۱۶۹	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۵۱۳۱ تا ۵۲۵۳ ۔۔۔ ۹۰ — ۰ — ۰			
		جلد بندی و عوض محل - اپیل مشن - تار میرٹھ ۔۔۔ ۲۱ — ۱ — ۰			
		اجرت کتابت رسالہ اشاعت اسلام بابت مارچ ۱۹۳۴ء ۔۔۔ ۱۷ — ۸ — ۰			
		جلد بندی - کاغذ رسالہ اشاعت اسلام بابت جنوری فروری ۱۹۳۴ء ۔۔۔ ۵ — ۰ — ۰			
		کرایہ گودام بابت جنوری ۱۹۳۴ء ۔۔۔ ۱۰ — ۰ — ۰			
		اخراجات متفرق ۔۔۔ ۶ — ۷ — ۰	۰	۰	۱۵۰

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ - لاہور

بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۲۳۸۴	جناب عبدالحق صاحب - ۵ روپے مشن ۱۳ - روپے زکوٰۃ - ۱ روپیہ عید	۰	۰	۱۹
۲	۲۳۸۹	، چراغ الدین صاحب - - - - - - -	۰	۰	۱۸
	۲۳۹۰	Yusuf gi Palel Esq	۰	۰	۲
	۲۳۹۱	The H. A. Bakar Esq Wan Can Esq 1-00 C. M. Yusuf Esq 1-00 Ismail A. Majid Esq. 1-00 A. Aziz H. Bakar Esq 1-00 M. S. Awang Esq 1-00 M. Din Esq 1-00 Hussain Esq 1-00 Mohd Salleh Esq 1-00 Mohd Saeed Esq 1-00 Abdul Aziz Esq - 2-00 Haji Abu Bakar Esq 1-00.	۰	۰	۲۳
۳	۲۴۹۶	جناب سلطانی صاحب - - - - -	۰	۰	۵۰
	۲۴۹۸	، شیخ احمد عثمان بھائی صاحب - (معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ)	۰	۰	۲۰
	۲۴۹۹	، خان صاحب فیض محمد خان صاحب بابلی ، ،	۰	۰	۵۰
۶	۲۵۰۶	، حاجی شیخ عبدالعزیز صاحب - - -	۰	۰	۵
	۲۵۰۷	، حاجی شیخ عبدالعزیز صاحب - -	۰	۰	۵
	۲۵۰۹	، مولوی غلام حسن صاحب - - -	۰	۰	۲
	۲۵۱۳	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ جناب منشی برادرز - - - - - - -	۰	۰	۱۰
		، حاجی رجب بھائی عبدالرحمٰن صاحب	۰	۰	۲۰
۸	۲۵۱۷	، مناج الدین صاحب - - - - -	۰	۰	۱۰
۹	۲۵۲۲	عالیجناب حضور نواب صاحب بہادر منگرول	۰	۰	۹۹
۱۰	۲۵۲۵	جناب محمد محفوظ الکریم صاحب - - -	۰	۰	۲
	۲۵۲۶	، صبیح الدین صاحب - - - - -	۰	۰	۱

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	۲۵۳۰	جناب چوہدری محمد نور غنی صاحب - -	۰	۱۴	۹
۱۴	۲۵۳۲	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ عالیجناب حضور نواب صاحب بہادر منگرول	۰	۰	۵۰۰
	۲۵۳۵	جناب ملک محمد علی صاحب	۰	۰	۵
	۲۵۴۱	A. B. Nicol Esq. Abu Bakar Nicol Esq £ - 0-10-0 Fatima Nicol 0-5-0 Kamal-ud-Din Khawja Esq-0-2-6 Abdulla Hakeem Esq - 0-2-6 A. G. Spilsbury Esquire. 0-2-6. A. B. Mukhlis Esq 0-5-0 Shaikh Bun Sahid Esq. 0-2-0 Ahmed M. Col Esquire 0-1-0 Omar Abdul Rahman Esquire 0-3-0 Al-Haj Haroon Rashid Esq 0-2-6 N. D. Tony Esq, 0-10-0 A. R. Tajud-Din Esquire 0-1-0 J. B. Samer Esquire 0-2-0 Mohd Sannusi Mustafa Esq 0-2-0 A. R. Hassan Esq 0-2-6. M. B. Ibrahim Esquire 0-1-0 M. S. Zubeir			

بقیہ تفصیل آمد ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		Zubaira Esq 0-1-0			
		A.M. Saunsi Esq 0-1-0			
		S.B. Lam Esquire 0-2-0			
		G.A. Bukar Esquire 0-1-0			
		S. Adam Esq 0-1-0		3	34
۱۳	۲۵۶۶	جناب رہ بی بی بیگم جناب محبوب خاں صاحب	۰	۰	۱
	۲۵۶۷	جناب محبوب خاں صاحب	۰	۰	۲
	۲۵۶۵	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		جناب صاحبزادی بیدا بیگم صاحبہ ۔۔ ۱۰۲			
		سیٹھ ایوب صاحب ۔۔ ۲۵			
		سیٹھ ابراہیم صاحب ۔۔ ۱۵			
	۲۵۷۰	غلام حسن حاجی عبدالرحمن صاحب ۔۔ ۲۴-۱۲	۰	۱۲	۱۶۷
۱۴	۲۵۷۱	ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب	۰	۰	۲
	۲۵۷۵	عبدالصمد صاحب (فروخت کتب)	۰	۸	۳
۱۵	۲۵۸۱	مسز فتح محمد رانا صاحب	۰	۰	۲
	۲۵۸۲	کے ایچ مانیار صاحب	۰	۰	۲
۱۶	۲۵۹۳	منافع ششماہی مارچ ۱۹۳۴ء تک گورنمنٹ پرامیسری نوٹ عطیہ نواب صاحب مانگرول	۰	۰	۴۰۰
۱۷	۲۶۰۰	فروخت ردی کاغذ متعلقہ دفتر مشن	۳	۴	۰
۱۹	۲۶۰۱	جناب رحمت اللہ صاحب	۰	۰	۱۰
	۲۶۰۲	محمد خالد صاحب (مفت تقسیم لٹریچر)	۰	۰	۱۰

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	۲۶۱۵	جناب قاضی منہاج الدین احمد صاحب	۰	۰	۲
۲۰	۲۶۱۶	امیر علی صاحب	۰	۰	۳
	۲۶۱۷	آغا محمد ابراہیم صاحب	۰	۰	۲
		ڈاکٹر ایس فتح محمد صاحب	۰	۰	۲
	۲۶۲۰	Mohd Saleh. U. Baat Esq	۰	۰	۸
۲۱	۲۶۲۹	جناب اسحاق تار محمد صاحب	۰	۰	۱
	۲۶۳۲	ڈاکٹر وزیر احمد قریشی صاحب	۰	۰	۱۵
۲۲	۲۶۳۳	فضل حسین صاحب	۰	۱۲	۱۹
	۲۶۳۵	U. Maung Gale Esq	۰	۴	۱
۲۳	۲۶۴۶	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		عالیجناب ولیعہد صاحب ۔۔ ۵۰			
		علیاحضرت بیگم صاحبہ ۔۔ ۲۵			
		عالیجناب کمسٹر صاحب، شیخ محمد بدرالدین میاں صاحب ۔۔ ۱۰۰	۰	۰	۱۷۵
۲۴	۲۶۴۷	جناب ڈاکٹر ایس فتح محمد صاحب	۰	۰	۱۰
	۲۶۴۸	سید عبدالمجید صاحب	۰	۰	۲
۲۹	۲۶۶۶	چوہدری محمد بخش صاحب (زکوٰۃ)	۰	۱۴	۹
	۲۶۶۷	Mohammed G. Mansuri & Bros.			
۳۱	۲۶۶۹	جناب ایس محمد نصیب صاحب (فروخت کتب)	۰	۸	۰
	۲۶۷۰	ایم اے سبحان صاحب	۰	۰	۸
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت مارچ ۱۹۳۴ء	۰	۱۰	۶۲۹
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام	۰	۲	۱۴۳
		کل میزان	۳	۱۳	۲۶۱۳

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲	۲۴۹۰	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		G.F.C. Hakim Esq. اکائی	۰	۰	۵
		جناب احمد میاں احمد میاں فاروقی صاحب ۱	۰	۰	۵
		صدیق بھائی حاجی بھائی صاحب ۱			
۳	۲۴۹۸	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		Mohd Sadiq			
		Siraguddin Nanavati ۶	۰	۰	۳۰
		Mahmudji Ali			
		ji dying Co: ۲	۰	۰	۱۰
		K.B. Mahbood Nazir ۱	۰	۰	۵
		M.M. Hakim Sh. ۱	۰	۰	۵
۵	۲۵۰۴	جناب ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب ۵			
۶	۲۵۱۳	معرفت جناب سکرٹری صاحب ٹرسٹ			
		جناب فتح محمد نقیر صاحب ۱			

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		جناب ایم ایف منشی صاحب اکائی	۰	۰	۵
		بی الف منشی صاحب ۱	۰	۰	۵
		Chatunbai Esq			
		ji Bahi Esq ۱	۰	۰	۵
۱۰	۲۵۲۲	جناب قاضی تجمل علی صاحب ۱	۰	۰	۵
		Abu Bin Tahir Esq ۱	۰	۰	۵
۱۳	۲۵۴۳	محمد رشاد علی صاحب ۱۲	۰	۰	۶۰
۱۴	۲۵۷۶	عبدالحق صاحب ۲	۰	۰	۱۰
۱۵	۲۵۷۹	علی احمد درانی صاحب ۲۰	۰	۰	۱۰۰
۱۶	۲۵۸۸	بیگم سید متین احمد صاحب ۱	۰	۰	۵
۱۹	۲۶۰۱	رحمت اللہ صاحب ۱	۰	۰	۵
۲۰	۲۶۲۴	خان عبدالغنی صاحب ۱	۰	۰	۵
۲۸	۲۶۵۴	محمد بیدار بخت چودھری صاحب ۱	۰	۰	۵
		میزان کل	۰	۲	۳۱۴

ریزرو فنڈ

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۰	۵۹	جناب قاضی تجمل علی صاحب	۰	۰	۵			جناب مولوی عبد الغفور صاحب	۰	۰	۱۰
۱۶	۶۰	وصولی از حساب جاریہ بمد قرضہ بذریعہ حساب جاریہ	۰	۰	۴۰۰			〃 محمد ابو الحسنات صاحب	۰	۰	۱
۲۱	۶۱	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی	۰	۰	۱۵			〃 چودھری فخر عالم صاحب	۰	۰	۱
۳۱	۶۲	معرفت جناب چودھری عبد السبحان صاحب						میزان کل	۰	۰	۴۳۲

تفصیل خرچ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۱۷۰	تنخواہ عملہ دفتر لاہور - - - - - - - - - -	۰	۱۲	۱۰۲۶
	۱۷۱	پیشگی مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ - - - - - - -	۰	۰	۳۵
۷	۱۷۲	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۵۳۳۵ تا ۵۴۲۱ برائے روانگی رسالہ اسلامک ریویو مارچ سنہ ۱۹۳۴ء - - - -	–	۰	۱۵۰
	۱۷۳	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۵۲۵۴ تا ۵۳۳۴ - - - - - - - ۰ — ۰ — ۵ جلد بندی New Era. اپیل مشن انگریزی - - - - - ۰ — ۴ — ۲۶ چھپوائی اشتہار رسالہ اسلامک ریویو - - - - - ۰ — ۰ — ۸ طباعت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۴ء - - - - ۰ — ۸ — ۱۲ طباعت بلاک برائے رسالہ اسلامک ریویو مارچ سنہ ۱۹۳۴ء - - - - ۰ — ۰ — ۴ سٹیشنری - - - - - - - - - ۰ — ۱۳ — ۷ اخراجات سفر جناب سکرٹری صاحب و جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب از لاہور تا سہارنپور و از سہارنپور تا میرٹھ ۹ — ۲ — ۲۹ کاغذ سرورق رسالہ اشاعت اسلام مارچ سنہ ۱۹۳۴ء - - - - - ۹ — ۰ — ۵ اخراجات متفرق - - - - - - - - - ۶ — ۳ — ۷	۰	۰	۱۵۰
	۱۷۴	اخراجات سفر اکونٹنٹ صاحب از لاہور تا آگرہ آمد و رفت معہ تقسیم کرائی و چسپاں کرائی پوسٹر و دیگر اخراجات - - -	۰	۴	۵۳
		امپرسٹ بل بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء - پونڈ - - - - - - ۴½ — ۱۳ — ۲۶ بل اخراجات سفر امام صاحب مسجد ووکنگ - - - - - - ۷½ — ۱۹ — ۶ امپرسٹ بل بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء - - - - - - ۷ — ۳ — ۲۰ امپرسٹ بل بابت ماہ اگست و ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء - - - - - ۹ — ۵ — ۶۰ بل اخراجات سفر امام صاحب مسجد ووکنگ - - - - - - ۷ — ۱۵ — ۷			
		پونڈ ۱۱ — ۱۷ — ۱۲۱	۰	۱۵	۱۶۲۷
	۱۷۶	کاغذ برائے رسالہ اسلامک ریویو - - - - - - - - - - -	۰	۱۵	۹۰۲
۱۷	۱۷۷	ادائگی قرضہ ریزرو فنڈ - - - - - - - - - -	۰	۰	۴۰۰
۲۹	۱۷۸	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۵۴۲۲ تا ۵۵۹۴ - - - - - - - - - -	۰	۰	۱۵۰
		کل میزان	۰	۱۵	۴۴۹۵

قانون مکافات اسلام میں

(ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین کے قلم سے)

قوانین عالم خواہ وہ قومی ہوں یا بین الاقوامی دنیا میں اس بین الاقوامی امن، انصاف اور عام اطمینان کو پیدا کرنے کی کافی صلاحیت نہیں رکھتے جس کی ضرورت ہے کیونکہ وہ مکمل نہیں۔ وہ بنیادی امور جن پر ان قوانین کا انحصار ہے فطرت انسانی کے مطابق نہیں۔ دوسری طرف اسلام نے امن و انصاف اور مکافات کے قوانین دنیا کو دیئے ہیں وہ ہر رنگ میں فطرت کے عین مطابق ہیں۔

مسیحی حضرات جو تعلیم مسیح کو یا عدم تعاون کے حامی جو مسٹر گاندھی کے عدم تشدد کو بین الاقوامی امن و انصاف کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کے سامنے تصویر کا صرف ایک ہی رخ ہے اور جو نتائج تصویر کا ایک ہی پہلو دیکھ کر مرتب کر لئے جاتے ہیں وہ کبھی درست نہیں ہو سکتے۔

مثلاً مسیحی تعلیم یہ ہے کہ اگر ایک ناانصافی یا ظلم کرنے والے کے خلاف ہاتھ نہ اٹھایا جائے یا آواز بلند نہ کی جائے تو ظلم یا ناانصافی کرنے والا آئندہ ایسا کرنے سے نادم ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن صرف بعض خاص حالات میں جب کسی غلط فہمی کے ماتحت ناانصافی کی جائے یا رنج اور دکھ پہنچایا جائے۔ تمام حالات ایسے نہیں ہوتے۔ مثلاً ایک پیغمبر کے حق میں یہ قانون اچھا ہے۔ وہ لوگ جن کو وہ تعلیم دینے کے لئے آتا ہے دیکھتے ہیں کہ تمام ناانصافیوں۔ تمام دکھوں اور مصائب کو وہ برداشت کرتا ہے اور وہ اس کی عظمت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ یا بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو فی الحقیقت نیک ہیں لیکن کسی اشتعال کے ماتحت وہ دوسرے کو تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔ ان کی نیک فطرت جلد اپنا اثر ڈالتی ہے اور وہ اپنی غلطی کو معلوم کر لیتے اور نیکی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بعض اور لوگ ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن کی نرم دلی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ شرافت مسخ ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے مال و دولت کے غرور میں اور اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لئے ہر قسم کے ظلم و ستم برپا کرتے اور دوسروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ان کی اصلاح خاموشی اور بردباری کے ذریعہ سے کبھی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح وہ لوگ جو نیکی کی اشاعت کو اپنی پالیسی کے خلاف سمجھتے ہیں انہیں مسیحی اصولوں سے متاثر نہیں کیا جا سکتا۔ یہی

وہ موقعہ ہے جہاں مکافات اور سزا ہی ایک چیز ہے۔ جو انہیں غلطی سے متنبہ کر سکتی ہے۔ صرف اسی وقت جب ان کی کرتوتوں کا بدلہ انہیں دیا جائے۔ انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ انصاف اور سزا بھی کوئی چیز ہے اور وہ بدی سے باز آجاتے ہیں ان مثالوں سے واضح ہے کہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم اگرچہ اچھی ہے لیکن کامل نہیں اور نہ تمام مواقعات اور اغراض کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔

دوسرا اصول بھی جو عدم تشدد اور عدم تعاون کے نام سے مشہور ہے۔ یہی اثر رکھتا ہے۔ یہ اصول اس صورت میں مفید ہو سکتا ہے جب ظالموں کی تعداد مظلوموں سے تھوڑی ہو۔ مسٹر گاندھی کی اس تحریک کو اس بارہ میں اگر کوئی کامیابی حاصل ہوئی ہے تو وہ محض اس وجہ سے ہے کہ انگریز ہندوستان کے باشندے نہیں اور کہ ہندوستانیوں کی بقا انگریزوں کے فائدہ کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ اگر ہندوستانیوں کی تعداد تیس کروڑ کے بجائے تیس لاکھ ہوتی اور انگلستان کے لئے یہ ممکن ہوتا کہ وہ ہندوستانیوں کی جگہ انگریزوں کو یہاں آباد کرے تو اس صورت میں غیر متشدد عدم تعاون کا اصول بالکل بے اثر اور ناکام ثابت ہوتا لیکن اس سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی اگر زیادہ گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ عدم تشدد یا عدم تعاون کوئی اصول نہیں کہلا سکتے۔ ان کا صرف نام ہی ہے جو بہت بلند اور شاندار ہے۔ رہنمایان قوم اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ تمام قوم کو ایک دن میں اس بات کیلئے انہیں تیار کر سکتے ہیں کہ وہ جیلخانوں کو بھر دیں اور پولیس کی لاٹھیاں کھائیں۔ ان رہنماؤں کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ قوم کو انقلاب برپا کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے ان کی اپنی جانیں بھی خطرہ میں پڑ جائینگی۔ انہی وجوہ سے یہ دونو نام انہوں نے وضع کئے ہیں لیکن دراصل اُن کی غرض تمام قوموں کو ایجی ٹیشن کیلئے بیدار کرنا ہے۔ جب یہ ایجی ٹیشن کافی طور پر پھیل جائیگی تو یہ تحریک خود بخود متشددانہ اور جارحانہ رنگ اختیار کر یگی۔ جیسا کہ ابھی ان انفرادی تشدد و تعدی کے واقعات سے ظاہر ہے جن میں یورپینوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا۔ اور ٹرینوں کو تباہ کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ روس اور فرانس کے لیڈروں نے یہی تعلیم دی۔ اور دونو صورتوں میں نتیجہ خونریز انقلاب کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اگر ہندوستان میں کوئی انقلاب پیدا ہوگا تو وہ غیر متشدد عدم تعاون کا نتیجہ نہ ہوگا بلکہ اس ایجی ٹیشن کا نتیجہ ہوگا جو ان ناموں سے پھیلائی جاتی ہے غرض غیر متشدد عدم تعاون کوئی صلح و امن کا ذریعہ نہیں بلکہ تباہی کا ایک آلہ ہے۔ اسکے برخلاف اسلام نے ظالموں کو انصاف کی عدالت میں لانیکی جو تعلیم دی ہے یہی درحقیقت دنیا میں امن و اطمینان پیدا کرنیکا موجب ہو سکتی ہے

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ** تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے

اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد

اسلام اپنے پیرؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آ سکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام

حضرت **محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم** جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو، ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید

مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام

ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کر لیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے، نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ما قبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اس کا غلط استعمال اُسے برا بنا دیتا ہے۔

ارکانِ اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت اور حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالیٰ

مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادرِ مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اس کی مانند نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اس کی ذات قابل تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

(ایمان اور عمل) ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

(اسلامی اخلاق) آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ سے مُتصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

(انسانی استعداد بروئے اسلام) مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہُوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور اُلوہیّت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

(اسلام میں عورتوں کا مرتبہ) عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہُوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

(مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی) اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمتِ انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل و عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

(ذاتی غور و فکر) اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

(طلب علم) طلب علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

(تقدیسِ کسب) اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے، جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ گداگری گناہ ہے۔

(بذلِ اموال) انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئیے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے
سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان)
کو تحریر فرمائیے۔

OCTOBER 1934.   Regd. L. No. 1808.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا، لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

۱- عالیجناب دی رایٹ آنریبل سر رولینڈ جارج النسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق - بی اے (کینٹب) ایم - آئی - سی - آئی - ای - آف - اکاڈاہوس - کیلارنے - آئرلینڈ (چیرمین)

۲- جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج (پنجاب)

۳- جناب دی آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی - بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل آف سٹیٹ - رئیس لدیہ ضلع بارابنکی لکھنو -

۴- کنورشری جناب بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ بانکیہ میاں صاحب والئے ریاست منگرول - کاٹھیاوار -

۵- جناب حکیم محمد نبیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند عالیجناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم ومغفور - رئیس اعظم - دھلی -

۶- جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی - پشاور (سرحد) -

۷- جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۸- جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز - لائل پور -

۹- جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویرہوس - لاہور -

۱۰- جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سپیشل سکریٹری ٹو مشیرما صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر -

۱۱- جناب ڈاکٹر ایس محمدی صاحب - لندن -

۱۲- جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے - ایل ایل - بی - مترجم مفسر قرآن کریم انگریزی واردو -

عہدہ داران

۱۳- جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا - لاہور - (وائس پریذیڈنٹ

۱۴- جناب شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے - ایل ایل - بی - ایڈوکیٹ ہائی کورٹ - لاہور - (وائس پریذیڈنٹ) -

۱۵- جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم - بی - بی ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکریٹری) -

۱۶- جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے - بی - ٹی - امام شاہجہان مسجد ووکنگ - انگلستان -

۱۷- جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکریٹری - دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ -

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

۱- حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور - بی - اے - ایل - ایل - بی - بانی مسلم مشن ووکنگ - انگلستان - (سابق پریذیڈنٹ) -

۲- جناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم - کے - سی - آئی - ای - سی - ایس - آئی - ایل ایل - ڈی - بی سلے - ایف - یو - بی - آف بمبئی اینڈ کلفٹن -

۳- جناب سر میاں محمد شفیع صاحب مرحوم - کے - سی - ایس - آئی - سی - آئی - ای - ڈاکٹر آف لٹریچر - بیرسٹرایٹ لا - لاہور -

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

۱- جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم وسکریٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۲- جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سکریٹری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر

۳- جناب کنورشری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول - کاٹھیاوار -

۴- جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب جنرل مرچنٹ - راولپنڈی -

۵- جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ ووائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی - پشاور (سرحد) -

۶- جناب میجر مولوی شمس الدین صاحب بی اے فارن سکریٹری ریاست بہاولپور -

۷- خان صاحب جناب محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ ورئیس اعظم م[illegible]ن (سرحد) -

۸- جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی سوداگر - رنگون - (برما) -

۹- جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز - لائل پور -

۱۰- جناب حاجی شیخ رحیم بخش صاحب بی اے ریٹائرڈ سشن جج - لاہور -

عہدہ داران

۱۱- جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور - (وائس پریذیڈنٹ) -

۱۲- جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاہور (وائس پریذیڈنٹ) -

۱۳- جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم - بی - بی - ایس - سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکریٹری) -

۱۴- جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکریٹری ووکنگ مشن ٹرسٹ -

ضروری نوٹ: تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ ٹرسٹ

H. The Emir Abdullah of Trans-Jordan and a few Muslim Friends at the Shah Jehan Mosque, Woking, on Friday, the 29th June 19

His Highness the Emir Abdullah of Trans-jordan.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲ | بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۴ء مطابق رجب المرجب ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء

شذرات

ماہ حال کے رسالہ اشاعت اسلام کو ہز ہائینس امیر عبد اللہ بالقابہ والی ماورائے یردن کے جلالتمآب فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔

آپنے مورخہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۳۴ء شاہجہان مسجد ووکنگ میں برطانیہ عظمےٰ کے مغربی اور غیر مغربی احباب کی معیت میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ جناب امام صاحب مسجد ووکنگ کی درخواست پر فرائض امامت بھی آپ ہی نے انجام دیئے مسلم سوسائٹی انگلستان کی جانب سے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ[1] بھی پیش کیا گیا۔

شوکت مآب کی ولادت اب سے ۵۳ سال قبل مکہ معظمہ میں ہوئی۔ امیر فیصل جن کا انتقال حال ہی میں ہوا ہے۔ رشتہ میں آپ کے برادر حقیقی تھے سنہ ۱۹۲۱ء میں آپ نے ایک مختصر لیکن جری اور بہادر فوج کی قیادت کی

اعلیحضرت ایک مدبرانہ شخصیت کے حامل اور راسخ الاعتقاد مسلمان ہیں۔ آپ ایک عبادت گذار مسلمان ہونے کے علاوہ انسانیت کا بھی ایک بہترین اور قابل قدر نمونہ ہیں۔ آپ کی تقسیم اوقات میں عبادت الہٰی کو ایک کافی حد تک دخل ہے۔ منشیات اور مسکرات سے آپ کو قلبی نفرت اور حقارت ہے۔

---

[1] سپاسنامہ ماہ اگست کے رسالہ میں شائع ہو چکا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۹

آپ کے سالانہ صحرائی قیام کا زمانہ نہایت ہی خوشگوار ہوتا ہے۔ جہاں کہیں خیمہ جات نصب کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے وہاں ایک عام جمہوری دربار منعقد کیا جاتا ہے جس میں شمولیت کے لئے عام اجازت ہوتی ہے۔ ہر شیخ اپنے حکمران کے پہلو بہ پہلو قالین نشین ہو سکتا ہے۔ کئی بار دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ قاتل نے خوف سیاست سے اعلیحضرت کے خیمہ میں پناہ گزینی اختیار کی اور اس کو سزائے موت سے نجات مل گئی۔ کیونکہ عوام اعلیحضرت کے خیموں کو نجات کا گھر خیال کرتے ہیں۔

تصویر کی پشت پر اعلیحضرت شوکت مآب ہز ہائنس امیر عبداللہ دام اللہ ماورائے یردن معہ چند مسلم بھائیوں کے شاہجہان مسجد ووکنگ میں جمعہ کے روز مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۴ء کو رونق افروز ہیں۔

بائیبل سوسائٹی کی تبلیغی تگ و دو

یورپ اور امریکہ کو اگرچہ عیسائیت سے نفرت ہو رہی ہے۔ کیونکہ عیسائیت ان ممالک کے دکھوں کو دور کرنے میں بالکل ناکام اور عاجز رہی ہے ان ممالک نے بائیبل کو چھوڑ دیا ہے۔ گرجے خالی ہو چکے ہیں پادریوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے لیکن اس ناکامی اور عجز کے باوجود عیسائیوں کے تبلیغی ادارے اپنے کام میں مصروف ہیں۔

ہم ذیل میں ان اداروں کی تبلیغی تگ و تاز کی ایک تازہ ولایتی خبر درج کرتے ہیں۔ کاش ہمارے مسلم بھائی اس خبر سے کوئی سبق حاصل کریں۔ اور اسلام کی اشاعت کی طرف توجہ کریں۔

"لندن۔ ۲۰ ستمبر۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی گذشتہ سال کی رپورٹ مظہر ہے کہ سوسائٹی نے ساٹھ لاکھ ترانوے ہزار تین سو تین نسخے تقسیم کئے۔ گویا سال زیر رپورٹ میں اس سے پہلے سال کی نسبت تین لاکھ اکتیس ہزار پانچسو چھہتر نسخے زیادہ تقسیم ہوئے ہیں۔ سوسائٹی کی فہرست میں ترجمے کیلئے گیارہ زبانوں کا اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے ۹ زبانیں افریقہ کی ہیں۔ اس طرح سوسائٹی کی فہرست میں زبانوں کی کل تعداد ۷۰۰ تک پہنچ گئی۔"

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۱۰۲

نہایت مسرت سے میں آپ کو اپنے قبول اسلام کے وجوہات تحریر کرتا ہوں۔ سالہا سال کے تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ موجودہ عیسائیت اطمینان بخش نہیں۔ کلیسائے انگلستان کی رکنیت سے یہ بھی مزید انکشاف ہُوا کہ یہ مذہب محض رسمیات کا مجموعہ ہے حقیقت نہیں۔ ایک دن میں نے ایک دوست کے سامنے موجودہ عیسائیت کی مذمت کی اس نے مجھے اسلامک ریویو کی ایک کاپی اور دیگر اسلامی ادبیات برائے مطالعہ عنایت کیں اس کا اثر یہ ہُوا۔ کہ جب سے مَیں نے اسلام قبول کیا ہے میرا زاویہ نگاہ قطعاً تبدیل ہو گیا اور میری زندگی کا گویا از سرِ نو آغاز ہُوا۔ میری مثال اس شخص کی سی ہے جو مطلقاً محروم البصارت ہو۔ اور یکایک اس طرح اس کی آنکھیں روشن ہو گئی ہوں۔ جیسے کسی نے ابھی اس کے سامنے سے ایک نقاب اٹھایا ہے۔ انجام کار جس مذہب حقہ کیلئے مَیں سرگرم جستجو تھا۔ آج محمد عالم اور رافعی شورٹ کی نوازش سے مجھے اس کی تلاش میں کامیابی ہوئی۔ انہیں ہر دو متذکرہ بالا مسلموں کے طفیل مجھے اسلام سے واقفیت نصیب ہوئی یہ ہر دو اصحاب ہمیشہ اصول اسلام پر روشنی ڈالتے رہتے ہیں۔ مذہب اسلام کی سادگی۔ پاکیزگی اور رسمیت سے بریت نہایت خوش کن اور دل پسند ہیں۔

مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں ایک نیک مسلمان بننے میں کامیاب ہو جاؤنگا۔

آپ کا اسلامی بھائی۔ ہیری ڈیجر

مکتوب نمبر ۱۰۳

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

(جناب مومن عبدالرزاق سلیاہ کے قبول اسلام کی داستان ان کے اپنے قلم سے)

ایک رومن کیتھولک ہونے کی وجہ سے مجھے کیتھولک مذہب کے مطالعہ کا بہت کچھ موقعہ ملا میں اپنے آپکو

یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا رہا۔ کہ کیتھولک مذہب ہی ایک سچا مذہب ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کے رازہائے سربستہ اس کے ناقابل فہم معتقدات اور ان "لازمی ایمانیات" نے جن کا ماننا ضروری قرار دیا گیا ہے مجھے خاموش بیٹھنے نہ دیا۔ میں تلاش صداقت میں لگ گیا۔ اور کئی سال تک نہایت خاموشی کے ساتھ اس کام میں مصروف رہا۔ میرے بہت سے کیتھولک دوست اور خود میرے خاندان کے لوگ اس بات پر شاہد ہیں کہ مذہبی مطالعہ میرے فارغ اوقات کا ایک اہم مشغلہ تھا ہندو اور بدھ مذہب میں ایسی خامیاں مجھے نظر آئیں کہ ان کو چھوڑ کر ایک ہی امر جو میرے لئے باقی رہ گیا۔ وہ اسلام کا مطالعہ کرنا تھا۔

ایک وقت تھا۔ کہ میں اسلام کو فی الحقیقت نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ میرے دوستوں میں کوئی مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ اسلام میرے لئے ایسا ناگوار تھا۔ کہ میں اس کے حلقہ بگوشوں کو اپنا جلیس بنانا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ مجھے یہ وہم بھی نہ آسکتا تھا۔ کہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی کتابیں جو انہوں نے اسلام پر لکھی ہیں۔ مجھے ایک نیا انسان بنا دینگی۔ اسلام کی دلآویز تعلیمات نے میری توجہ کو آہستہ آہستہ اس طرح جذب کر لیا۔ کہ میں بہت ہی جلد سرگرمی کے ساتھ اس کے زیادہ گہرے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ اسلام سے اس کے سیدھے اور غیر مخفی راستہ کی وجہ سے میں محبت کرنے لگ گیا۔ یہ بالکل صاف اور سادہ مذہب ہے۔ اور باوجود اس کے اسمیں اس قدر گہرے مطالعہ کی باتیں ہیں کہ میں نے بہت جلد محسوس کر لیا۔ کہ وہ وقت قریب آرہا ہے۔ جب اس پاک مذہب کے قبول کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔

قرآن کریم نے جس کے بعض حصص کو میں نے پڑھا۔ مجھے محو حیرت کر دیا۔ کیونکہ میرا یہ خیال تھا۔ کہ کوئی ایسی کتاب دنیا میں نہیں جو بائبل کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن میں نے دیکھا۔ کہ میں اس بارہ میں سخت غلطی کے اندر مبتلا ہوں۔ قرآن کریم نے الحقیقت اس قدر صداقتوں سے معمور ہے اس کی تعلیمات اس درجہ عملی اور ناقابل فہم رسمیات اور رازہائے سربستہ سے پاک ہیں کہ میں ہر روز امن اور محبت کے اس مذہب کی طرف کھنچا چلا گیا جو فی الحقیقت اسلام کا امتیاز خصوصی ہے۔

اخوت اسلامی بھی میری نظروں سے اوجھل نہیں رہی اگر کوئی شخص اس تعلیم کہ کہ اپنے ہمسایہ سے ایسی ہی محبت کر جیسی تو اپنے آپ سے کرتا ہے حقیقی اور عملی رنگ دیکھنا چاہے تو وہ صرف اسلامی برادری ہی میں نظر آسکتا ہے جس میں لوگوں کا وہ عظیم الشان اور سچا اتحاد نظر آتا ہے جس کو دنیا نے شاید ہی کبھی دیکھا ہو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی برادری پر تقریر کرتے ہوئے ایک دفعہ یہ فرمایا۔ کہ تمام مسلمان

ایک دیوار کی طرح ہیں اس طرح سے وہ ایک دوسرے کی قوت کا موجب ہیں" میں نے دیکھا کہ اخوت اسلامی دو مسلمانوں کے مابین محبت کی ایک زنجیر ہے یہ وہ حقیقت ہے جس نے میرے دل پر نہایت گہرا اثر کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کوئی ایسا انسان نہیں گذرا جس کے دل میں انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور انہیں اس طرح ملانے کا خیال بھی پیدا ہوا ہو۔ دوسرے مذاہب کی طرح آنحضرت صلعم کا مذہب کسی خاص منتخب گروہ کے لئے نہ تھا۔ بلکہ وہ تمام نسل انسانی کے لئے ہے۔ اخوت اسلامی کے بارہ میں اس قدر مجھے کہنا ہے کہ جس چیز نے میرے دل کو اس پیارے اور بہترین مذہب کی قبولیت پر آمادہ اور مجبور کر دیا۔ وہ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے مابین فرق مراتب کا کوئی لحاظ نہیں۔ ایک بادشاہ اور غلام خانہ خدا کے اندر ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو عام امن پسندانہ رنگ میں سلام کرتے ہیں۔ جیسے ہر مسلمان ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتا ہے اور وہ کھانا بھی ایک ہی دسترخوان پر ایک ہی رکابی میں مل کر کھاتے ہیں۔ طاقت، حیثیت، ذات، پات اور رنگ وغیرہ کا اس عالمگیر اخوت کے سامنے کوئی لحاظ نہیں۔ یہ سپرٹ فی الحقیقت ہر قسم کے برے احساس کو کچل دیتی اور سب میں امن اور خوشدلی پیدا کر دیتی ہے۔ حقیقی محبت کے علاوہ ایک دوسرے کی امداد کی خواہش اور بہت سی دوسری عمدہ باتیں ہیں۔ جو اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن کیتھولک کلیسا میں مجھے دستیاب نہیں ہوئیں۔

عبادت الٰہی اور نمازوں میں مسلمانوں کے اندر کوئی بے فائدہ اور بے کار رسمیات نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اسے دیکھ نہ سکو تو ایسا تو ہو کہ گویا وہ تمہیں دیکھتا ہے"۔ پھر فرمایا۔ کہ خدا اس عبادت کو قبول نہیں کرتا جس میں دل جسم کے ساتھ شامل نہ ہو اور پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ صبح اور شام خدا کی عبادت کرو۔ اور دن کو اپنے معمولی مشاغل میں گذارو۔

میں نے یہ دیکھا ہے کہ اسلامی نمازوں اور عبادت میں کوئی شخص اپنے آپ کو فریب نہیں دے سکتا۔ نہ وہ ایک رسم پورا کرنے یا دوسروں کو دکھانے کیلئے عبادت کرتا ہے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے یہ حکم ہے کہ نماز کی حالت میں اگرچہ ایک دشمن پیچھے سے ننگی تلوار لیکر تمہیں مارنے کے لئے آئے تو بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ کرو، کیونکہ یاد رکھو کہ تم اپنے پورے دل و دماغ روح اور جسم کے ساتھ خدا کی عبادت کے لئے آئے ہو نہ کہ اپنی جان بچانے کے لئے۔

یہ وہ سخت ترین قواعد ہیں۔ جن کی ایک مسلمان کو جب وہ نماز اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو تعمیل

کرنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ جو چیز میرے اندر ایمان پیدا کرنے کا موجب ہوئی وہ یہ ہے کہ اسلام نا قابل عمل مذہب نہیں یہ ایک بہترین اور عملی معقول اور جدید خیالات رکھنے والا مذہب ہے توحید الہی اور روحانیت کے اعتبار سے بھی یہ ایک بہترین مذہب ہے معتقدات کے لحاظ سے عملی اور نصب العین کے لحاظ سے جدید اور معقول ہونے کی وجہ سے یہی ایک مذہب ہے جو تمام نسل انسانی کے کام آسکتا ہے۔

آخر میں ان تمام دوستوں کا جو نوا را ایلیا ڈسٹرکٹ مسلم یونین سے تعلق رکھتے ہیں دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہوں نے نہایت مہربانی سے میری ایسی مدد کی کہ میں قبول اسلام کا راستہ پانے کے قابل ہوا۔ میں مسٹر اے۔ جے۔ وے کیڈر آنریری جنرل سیکرٹری مسلم مشنری سوسائٹی سلون کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے میرے لئے اسلام پر کتابیں مہیا کرنے کا اور آخر کار اپنے ہاتھ پر مجھے قبول اسلام کا موقعہ دے کر نہایت بیش بہا اور خوشدلی کے ساتھ مجھے امداد دی۔ ان تمام عمدہ اور اچھے کاموں اور نوازشات پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسٹر کیڈر اور میرے نوا را ایلیا کے دوستوں پر بہت بہت رحمتیں اور برکات نازل فرمائے۔

مکتوب نمبر ۱۰۴

رونلڈ رولینڈ فرگوسن کا قبول اسلام

میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں اور میں حضرت محمد کو رسول اللہ مانتا ہوں۔ اور بہ طیب خاطر میں اسلام قبول کرتا ہوں۔

میں حتے المقدور کوشش کرونگا۔ کہ مسلم زندگی بسر کروں جو کہ قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہو۔

زکوٰۃ

(از قلم جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سیکرٹری ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ)

زکوٰۃ درحقیقت ایسا اہم مسئلہ ہے۔ جس میں اسلام اور پرستاران اسلام کی فلاح وبہبود کا راز مضمر ہے زکوٰۃ کا اسلام کے اساسی اصولوں میں شمار ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں پر اس کو فرض قرار دیا ہے علی الزعم ذاتی خیرات وصدقہ جس کا تعلق منفردات سے ہے۔ زکوٰۃ ایک عالمگیر قومی مفاد کو اپنے امن میں لئے ہوئے ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے عہد نبوت میں اور نیز مابعد خلفائے راشدین کے زمانہ خلافت میں ہر صاحب نصاب کی آمدنی کا چالیسواں حصہ بیت المال میں بمدِ زکوٰۃ جمع کیا جاتا تھا حضرت رسول اکرم (صلعم) زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے افسروں کا تقرر فرمایا کرتے تھے۔ رسالتمآب کے وصال کے بعد بعض قبیلوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اپنی رقوم زکوٰۃ کو اپنے حسب منشا صرف کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔ حتیٰ کہ شدت کے ساتھ ان قبیلوں کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ اور انجام کار فوج کشی تک نوبت آئی۔

ایک مسلم صدقہ اور خیرات اپنی مرضی کے موافق خرچ کرسکتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ جو ایک اہم فریضہ اور گویا خدائی ٹیکس ہے۔ وہ ضرور انہی اغراض پر صرف ہونی چاہیئے۔ جن کے متعلق قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے یعنی جس سے مسلمان من حیث القوم مستفید ہوں۔

انتہائی بدقسمتی ہے کہ آج مسلمانوں کے قومی مال ومتاع۔ دولت وثروت۔ قوت واقتدار کا عظیم الشان سرچشمہ قریب قریب خشک نظر آتا ہے۔ کاش! اس کی موجوں سے قوم کی کھیتی سرسبز وشاداب ہوتی۔ اور ہم بھی ان چند قطرات سے بہرہ اندوز ہوتے۔ جو بہت جلد ریتلی زمین میں جذب ہوکر معدوم محض ہوجاتے ہیں۔

مقام تاسف ہے کہ اسلام کا یہ ارفع واعلےٰ منظم نظام اس قدر مخدوش ہوگیا ہے کہ ماہ رجب المرجب کی آمد سے پیشتر ہی ہزارہا قومی ہیکل افراد جو اپنی روزی بخوبی کما سکتے ہیں۔ کاسۂ گدائی ہاتھوں میں لے کر

حشرات الارض کی طرح اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور جابجا ہندوستان کے صاحب نصاب مسلمانوں کی جیبوں پر گویا زکوٰۃ کے پردہ میں ... ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ شریف اور مخیر بزرگان دین ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں۔ اسلام میں اس قسم کے مصرف زکوٰۃ کا ذکر فکر بھی نہیں۔ اصولی زکوٰۃ کا مقصد اولی تو محض مسلم جماعت کی فلاح و بہبودی تھی۔ نہ کہ دریوزہ گری۔ ایسے علماء و مقررین کو جو شہر بشہر محض فراہمی زکوٰۃ کی خاطر گشت کرتے ہیں زکوٰۃ دینا احکام قرآنی کی خلاف ورزی ہے۔

ماہ رجب المرجب میں ہی مسلمان اپنی زکوٰۃ کا عموماً حساب کرنے اور اس کی تقسیم کرتے ہیں۔ اگر اس ماہ مبارک میں زکوٰۃ باضابطہ فراہم کی جائے، اور قرآن کریم کے حسب الحکم اس کو صرف کیا جائے تو بہت سی قومی ضروریات رفع ہو سکتی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں زکوٰۃ پر کافی سے زیادہ زور دیا گیا ہے قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف مقرر ہیں۔ ذیل میں وہ آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے فریضہ زکوٰۃ پر مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے اہل نظر حضرات غور فرمائیں اور دیکھیں۔ آیا ان کی رقوم زکوٰۃ کا احکام قرآنی کے ماتحت مصرف ہوتا ہے یا نہیں۔

انما الصدقت للفقراء والمساکین والعملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضةً من الله والله علیم حکیم

ترجمہ:۔ صدقات صرف ان ناداروں[۱] کے لئے ہیں اور مسکینوں[۲] کے لئے، اور کارکنوں[۳] کے لئے، جو ان (صدقات) پر مقرر ہیں۔ اور ان[۴] کے لئے، جن کی تالیف قلوب ضروری ہے۔ اور غلاموں[۵] کے آزاد کرنے۔ اور قرضداروں[۶] کے لئے، اور اللہ[۷] کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہاور مسافروں[۸] کے لئے، یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ۔ آیت ۶۰)

زکوٰۃ کے ضروری آٹھ مصارف ہیں سے جو آیت بالا میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ ایک مصرف کارکنوں کے لئے مخصوص ہے۔ جو ان صدقات کی فراہمی پر متعین ہیں۔ ان الفاظ سے قرآن کریم کی منشا اظہر من الشمس ہے۔ کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی جائے۔ قرآن حکیم کے مقدس الفاظ میں اس امر کی جانب صریح اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کا ۳/۸ حصہ یعنی مصارف نمبر ۳۔ ۴۔ اور ۷۔ اسلام کی اشاعت اور دشمنان اسلام کے بالمقابل اسلام کی حفاظت کیلئے ہیں۔ یہی اغراض ہیں۔ جن کے لئے ہم نے تحریر ہذا میں آپ کو متوجہ کیا ہے۔

فی زمانا اشاعت اسلام دنیا میں مسلمانوں کے لئے مقدمات سے ہے۔ سخت غیرت و افسوس کا مقام ہے کہ مسیحی منادا ور زعمائے کلیسائی۔ اسلام کی تضعیف و تخریب کے درپے ہیں۔ از روئے حسد تعلیمات اسلامی کی غلط بیانی ان کی فطرت ثانوی ہو چکی ہے۔ حضرت پیغمبر اسلام (صلعم) کو نہایت ہی بدنما اور بدزیب لباس میں عوام کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں اور کر رہے ہیں آسمان اسلام پر غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے تاریک بادل چھائے ہوئے ہیں۔ لہذا مقتضائے وقت یہ ہے کہ مسلمان اپنی رقوم زکوٰۃ کی مدّات تبلیغ اسلام اور حمایت دین متین کے لئے وقف کر دیں۔ آج دنیا اسلام کی طرف راغب ہے۔ اور نہ معلوم کتنی ارواح سعیدہ۔ اضطراری حالت میں۔ تشنہ کام۔ اور رقبول اسلام کے لئے قریب قریب بے اختیار ہو نگی۔ لیکن ہم مسلمانوں کی بے اعتنائی اور عدم توجہی کے باعث وہ قعر ضلالت و مذلت میں آوارہ و پریشان ہیں اگر ہماری مخن لے پاس کافی سرمایہ اور مالی ذرائع ہوں۔ تو ہم ان مشتاقان اسلام تک جو دنیا کے مختلف گوشوں میں اس وقت موجود ہیں۔ اسلامی ادبیات کا ایک کثیر حصہ پہنچا سکتے ہیں۔ ہم ایک قلیل عرصہ میں تمام عالم میں ایک انقلاب عظیم برپا کر سکتے ہیں مشن کی خدمات اسلامی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اس نے جب سے اس مقدس کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ تب سے ہی اسے کامیابی ہو رہی ہے۔ مزید مالی استحکام سے مشن کی خدمات اور بھی زیادہ مثمر اور معجز نما ثابت ہو سکتی ہیں۔ ربع مسکون کا ایک کثیر حصہ اسلام کی دلکشی اور دلربا تعلیم پر مفتون ہو چکا ہے جس کی وجہ اس مشن کی مسلسل تبلیغی نشر و اشاعت ہے۔ لیکن ہنوز تشنہ ہے۔ کاش! مسلمان اٹھیں اور تشنگان توحید کی تسکین و راحت کے لئے کار سقائی انجام دیں۔

یہ وقت مسلمانوں کی غفلت اور سہل انگاری کا نہیں۔ بحر کفر و ضلالت کا سیلاب بے پناہ اور صحرائے جہالت و گمراہی کا طوفان محشر خیز۔ چہار دانگ عالم پر مسلط ہے۔ مخلوق خدا علم و بصیرت سے نا آشنا۔ فہم و فکر سے عاری۔ تہذیب و تمدن کے لئے بچارہ ناچار کوشاں ہے اندریں حالات۔ حالات زمانہ مقتضی ہیں۔ کہ اس وقت دنیا کو قرآن شریف کی نورانی تعلیم سے منور کیا جائے ....

.... اور مخلوقات خداوندی کو ان الائشات سے منزہ کیا جائے۔ جن میں وہ اپنی نادانی کے باعث ملوث اور آلودہ ہیں۔

درآنحالیکہ دنیا کے تمام دیگر مذاہب کے پیرو قبول اسلام کے لئے دل سے متمنی ہیں اور اپنے عقائد سے متنفر ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کی تبلیغ اسلام سے بے پرواہی۔ سراسر کفران نعمت ہے۔ ان سے روز قیامت

ضرور اس کی بازپرس ہوگی۔

مسلمانوں کو دور دراز مقامات میں اسلام کا روح پرور اور مسرت انگیز پیغام پہنچانے کا دل سے تہیہ کرلینا چاہیئے۔ دنیا کو حضرت رسول کریم (صلعم) کے زرین حالات زندگی سے روشناس کرکے تدین و تقویٰ علم و رشد۔ ہدایت و تورع کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ یہ امر اسی صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے دلوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا احساس پیدا ہوجائے۔ وہ اس اہم رکن اسلام کی اہمیت کو سمجھ لیں۔ وہ اپنے صدقات۔ نذر و نیاز۔ خیرات کو غیر مستحق ہاتھوں میں دینے کے بجائے اسلام کی اشاعت میں صرف کریں اور اللہ تعالیٰ کے فرمودہ احکامات زکوٰۃ پر عمل پیرا ہوکر اسلام کی اشاعت کے فنڈ کو مستحکم کریں *

اس امر کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں کہ ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی جدوجہد بفضلہ ان تمام تو سی تحریکات کے بالمقابل کامیاب رہی ہے۔ جو گذشتہ بائیس سالوں میں مسلمان بھائیوں نے اپنی فلاح و بہبود کے لئے جاری کیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یار لوگوں نے بہت بری طرح سے ہم کو جدوجہد میں زک پہنچایا۔

الغرض یورپ امریکہ بلکہ کل دنیا میں تبلیغ اسلام کا ذریعہ محض اس وقت اسلامی لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہے۔ اور اس کام میں بفضلہ ووکنگ مسلم مشن کی مساعی جمیلہ مثمر ہو رہی ہیں۔ لہذا اس وقت ووکنگ مسلم مشن آپ کی زکوٰۃ کا مستحق ہے ووکنگ مسلم مشن کی بائیس سالہ اسلامی خدمات محض زبانی جمع خرچ یا ملمع سازی نہیں۔ یہ مشن قیاسی یا وہمی ادارہ نہیں۔ مشن ان امور سے بالاتر ہے۔ بائیس سالہ عرصہ میں مشن نے جو اسلامی خدمات انجام دی ہیں۔ وہ پوشیدہ و مخفی نہیں۔ ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ دنیا بھر میں اگر کوئی ادارہ عالمگیر اور وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت کر رہا ہے تو وہ یہی ایک ادارہ ہے۔ کوئی دوسرا تبلیغی ادارہ اس کے ہم پلہ نہیں۔ جو فریضہ یہ تبلیغی ادارہ سرانجام دے رہا ہے۔ کسی اسلامی سلطنت میں بھی اس کی مثال نہیں۔ اور نہ کسی اسلامی ریاست میں۔ اس ادارہ نے لاکھوں کی تعداد میں نہایت مفید اور مسکت اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے جس کی مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی کاپیاں ہر ماہ انگلستان۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا۔ جاپان اور دیگر ممالک کی مشہور لائبریریوں کو مفت ارسال کی جاتی ہیں۔ تبلیغ اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کے حفظ ناموس کی خاطر یہ مشن ہر ماہ کئی کئی انگریزی رسائل، پمفلٹ اور ٹریکٹ طبع کرا کر کل ممالک میں مفت تقسیم کرتا ہے۔

اس مشن نے دنیا بھر کے بہت سے اہم مقامات پر اسلامی ادبیات کے مفت تقسیم کرنے کے لئے مرکز قائم کر دیئے ہیں۔ مشن کے مبلغین شبانہ روز اغراض مشن کی تکمیل میں منہمک رہتے ہیں۔ ان پیہم مساعی سے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کچھ بندگان خدا ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کی آنکھیں اب کھل رہی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ دینی اور دنیوی ضرورتوں کا کفیل اور دنیا کے ہر درد کی دوا یا مداوا اگر کوئی مذہب ہو سکتا ہے وہ مسیحیت نہیں بلکہ فقط اسلام ہے جس کے علم توحید سے دنیا کی فضا اب آہستہ آہستہ بس رہی ہے۔ اس امن و آشتی کے مذہب کی تبلیغ سے دنیا صلح و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ دنیا کو جنگ و جدل کے خونخوار عفریت سے پناہ ...... اور نار جہنم سے نجات مل جائیگی تمام مخلوق خدا ایک ہی خاندان کے افراد نظر آئیں گے۔

اس لئے آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت ووکنگ مسلم مشن کو فراموش نہ فرمائیں۔ اشاعت اسلام کا یہ عظیم الشان کام جو ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ سرانجام پذیر ہو رہا ہے۔ آپ کی زکوٰۃ، صدقات، خیرات کا بہترین مصرف ہے۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سیکرٹری صاحب ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور فرما کر داخل حسنات ہوں۔

ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ

ترجمہ:۔ تم راستبازی کو ہرگز حاصل نہ کرو گے یہاں تک کہ اس سے خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو گے۔ تو اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ (آل عمران آیت ۹۱)

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ

ترجمہ:۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اگر تم پھر جاؤ۔ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کرلے آئے۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں۔ (سورہ محمد آیت ۳۸)

خادم۔ (خواجہ) عبد الغنی

سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

تفسیر القرآن

ازقلم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۱ جلد ۲۰ نمبر ۷)

آیت ۷۶۔ آیت ۷۵ میں یہ کہکر کہ مسلمانوں کو یہودیوں پر کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ایک اور واقعہ بطور تصدیق پیش کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ مومنین کے آگے تو اقرار بھی کر جاتے ہیں۔ لیکن جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں۔ کہ تم مسلمانوں کو کیوں توریت کی بعض باتیں بتایا کرتے ہو۔ مثلاً وہ پیشگوئی جو کسی آنے والے نبی کے متعلق ہے اور وہ اس وقت تک پوری نہ ہوئی تھی۔ وہ اپنے بھائیوں کو کہتے ہیں۔ کہ توریت کی باتیں بتلاکر تم انہیں اس قابل کر دیتے ہو۔ کہ وہ مذہبی معاملات میں تم سے بحث کر سکیں۔

آیت نمبر ۷۷۔ ایسے لوگ اس حقیقت کا احساس نہیں کرتے۔ کہ خدا اگرچہ نظروں سے نہاں ہے لیکن وہ ہر شئے سے خبردار ہے۔ اور ان حقائق سے بکلی واقف ہے۔

آیت نمبر ۷۸۔ ان میں سے بعض لوگ علم الکتاب سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ وہ بعض خواہشات ذاتی کے تابع ہوتے ہیں۔ اور ان کی بناء پر قیاسی گھوڑے دوڑاتے ہیں۔

آیت نمبر ۷۹۔ بے شک یہ نہایت قابل افسوس بات ہے کہ لوگ اپنے ہاتھ سے ایک کتاب لکھیں اور اسے خدا کی طرف منسوب کر دیں۔ یہ سب کچھ ایک قلیل مالی فائدہ کے لئے کریں۔

آیت نمبر ۸۰۔ یہ لوگ اس خیال میں ہیں کہ دوزخ کی آگ انہیں نہ چھو سکیگی۔ آج کے دن تک بقول سیل یہودی یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان میں سے کوئی شخص سال بھر سے زیادہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ لیکن اگر ان سے پوچھا جائے "کیا تم لوگوں سے خدا نے کوئی وعدہ کر لیا ہے تو ظاہر ہے۔ کہ ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

آیت نمبر ۸۱۔ دوزخ کی طرف جانے کا صرف ایک راستہ ہے۔ جب کوئی شخص بدی کی طرف مائل ہوتا ہے اور گناہ کے راستہ پر چلتا ہے۔ تو وہ چاروں طرف سے بدی میں محدود ہو جاتا ہے۔ ....

.... تو وہ دوزخ کے مسلسل عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ مستقبل کا حال تو خدا جانے

لیکن جہاں تک زمانہ موجودہ کا تعلق ہے وہ فی الحقیقت دوزخ میں ہے۔ آیت ۶۲ بے شک جو یہودی زندگی کے عملی اصولوں پر عامل ہیں تو اُن کو یہاں اور آئندہ زندگی میں کامل ابدی آرام ملیگا اور اس آرام کو قرآنی اصطلاح میں "جنت" کہا گیا ہے۔ یہ آرام کس رنگ میں ظاہر ہوگا۔ اس کا جواب ہم جب تک اس دنیا میں ہیں صحیح طور پر نہیں دے سکتے۔ تاہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر بعد وفات زندگی کا تسلسل باقی رہیگا۔ تو مذکورہ بالا صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ضرور ہمارے لاحق حال رہیگی اور جہاں تک حیات بعد الموت کا سوال ہے موجودہ سائنس نے اسے ثابت کر دیا ہے اور اب ہمیں اس کے وجود کو ثابت کرنیکی چنداں ضرورت نہیں ہے آیت نمبر ۸۱ میں گناہ کے ضمن میں جو اصطلاح استعمال ہوئی ہے وہ عربی لفظ کسب ہے جس کے معنی ہیں کمانا۔ یہ لفظ دراصل انسانی فطرت کے متعلق قرآنی نظریہ کا پورا بیان کرتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ انسان کی فطرت میں گناہ مرکوز نہیں ہے اور وہ اسے خارجی ذرائع سے حاصل کرتا ہے جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں جو چیز ہم حاصل کرتے ہیں وہ پیدائش سے ہمارے ساتھ نہیں ہوتی۔ بلکہ خارج سے ہمارے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ پس گناہ بدکاری کا نتیجہ ہے یعنی بدی اسی وقت ہمارے اندر ترقی کرتی ہے جبکہ ہم کوئی برا کام کرتے ہیں یعنی گناہ وہ شے ہے جو ہم خود کماتے ہیں؛ ورنہ ہماری فطرت فی نفسہٖ بدی سے پاک ہے

رکوع نمبر ۱۰ آیت ۸۳ و ۸۶۔ اس رکوع میں قرآن اُن احکام کا ذکر کرتا ہے، جو خدا نے یہود کو نازل فرمائے یہ وہی ہیں جنکا ذکر بائبل میں ہے (دیکھو کتاب استثناء و کتاب خروج) ان سب کا ذکر اس جگہ نہیں کیا گیا اولاً تو اس لئے کہ ان کا ذکر قرآن میں دوسرے موقعوں پر بھی کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن نے صرف انہی پر زور دیا ہے، جو کسی منظم جماعت کے لئے ضروری ہیں۔ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جبکہ یہود مدینہ میں رہتے تھے آیت ۸۵۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آیت ۸۵ میں ان واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ یہود کی دو جماعتوں بنو نظیر اور بنو قریظہ نے غیر یہود دو جماعتوں یعنی اوس اور خزرج سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ اوس اور خزرج نے معاہدہ توڑ دیا اور جنگ شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان یہودی قبائل کو جو اپنے حلیفوں سے عہد و پیمان کر چکے تھے، اپنے ہی لوگوں (یہود) کے خلاف لڑنا پڑا۔ لیکن جب انمیں سے بعض قید میں آ گئے۔ تو یہود نے ان کا زر فدیہ ادا کرنے کیلئے چندہ جمع کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم نے یہ کام اپنی شریعت کے حکم کے مطابق کیا ہے۔ پس ایک تو وہ اپنی ہی قوم کے لوگوں سے لڑے بعض اس سبب سے کہ آخر الذکر دشمن قبیلہ کے حلیف تھے اور جب وہ اسیر ہو گئے تو پھر انہیں رہا کرانے کے لئے یہ کہکر چندہ جمع کیا۔ کہ یہ ہماری شریعت کا حکم ہے۔ لامحالہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یہ لوگ اپنی کتاب کے بعض حصوں پر عمل

کرتے تھے اور بعض پر نہیں کرتے تھے۔ گویا اپنے مفاد کو احکام الہٰی پر مقدم رکھتے تھے۔ کتاب الہٰی پر اس بدنظمی کے ساتھ عمل کرنے کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس دنیا میں بھی ذلیل ہوں اور آخرت میں بھی۔

آیت ۸۶۔ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ دنیاوی امور میں اس قدر منہمک ہو گئے ہیں کہ آئندہ زندگی کے اہم امور سے غافل ہیں۔

آیت ۸۷۔ قصہ مختصر حضرت موسےٰ کے بعد یہود کی ہدایت کے لئے پے در پے انبیاء نازل ہوئے اور سب کے بعد حضرت عیسےٰ مبعوث ہوئے۔ لیکن یہود نے ازراہ غرور، بعض انبیاء کو کاذب کہا۔ اور بعض کو قتل کیا۔ لفظ "قتل" کے ساتھ جو فعل آیا ہے۔ وہ ماضی میں نہیں ہے بلکہ حال میں ہے جو غالباً اُن خفیہ سازشوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یہودی آنحضرت کی جان لینے کے متعلق کر رہے تھے۔

قرآن مجید حضرت عیسےٰ کے تذکرہ میں روح القدس کا بھی ذکر کرتا ہے۔ نصاریٰ کا یہ کہنا کہ یہاں روح القدس سے تثلیث کا تیسرا اقنوم مراد ہے۔ قرآن سے ان کی نادانی کا ثبوت ہے۔ قرآنی اصولوں کے مطابق روح القدس حضرت عیسےٰ سے مخصوص نہیں ہے۔ کیونکہ آیت ۲۲ سورت مجادلہ میں آنحضرت کے صحابہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہیں روح القدس کی تائید حاصل ہوئی۔ لفظ روح بہت وسیع المعانی ہے۔ عربی زبان میں ہر اس شے کو جو مخلوقات کی لطیف اشیاء میں حرکت پیدا کرے روح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس ہوا بھی روح ہے۔ لیکن روح کے اصلی معنی اس لطیف قوت کے ہیں۔ جو مردہ اشیاء میں روح پھونکتی ہے اور ان میں حرکت پیدا کرتی ہے۔ "روح" نفس ناطقہ کے معنی میں بھی استعمال ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا۔ یہ لفظ بہت وسیع المعانی ہے۔ بہرکیف ہر جگہ اشیاء کے لطیف ترین مادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حتےٰ کہ انبیائے غیر ذی روح کے اس ابتدائی عنصر کے لئے بھی جس پر اس کی ہستی کا انحصار ہے۔ لیکن جو معنی خاص طور سے مستعمل ہیں۔ وہ نفس ناطقہ ہے۔ اس حالت میں جبکہ وہ تمام دنیاوی خواہشات اور حیوانی رجحانات کے عیب سے پاک ہو۔ اور جب تک انسان میں یہ حالت پیدا نہ ہو۔ بحکم قرآنی وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس حالت کے ابتدائی مقام کو قرآنی اصطلاح میں نفس مطمئنہ کہا گیا ہے۔ لیکن اس مقام کے بعد انسانی روح کی تکمیل کے تین مقامات اور ہیں۔ جن کو علی الترتیب نفس راضی شدہ، نفس راضی کن اور نفس خادم کہتے ہیں۔ اس آخری منزل میں جبکہ انسان، تمام نفسانی خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور گویا وہ خدا کے ہاتھ میں ایک

بے جان شے ہو جاتا ہے۔ اور اس کی خواہشات بعینہٖ خدا کی خواہشات ہو جاتی ہیں اور وہ خدا کی مرضی کے ظل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ روح کی اس حالت کو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہی روح قدس حضرت عیسٰے کو مرحمت ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی شے نہیں تھی۔ اور یہ حالت نفس مطمئنہ سے پیدا ہوتی ہے۔

حضرت عیسٰے کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ترقی روحانی کی چوتھی منزل میں تھے۔ یعنی راضی باللہ کی منزل میں۔ یعنی اس منزل میں جبکہ انسان اللہ کے ہر ایک حکم کو بہ رضا و رغبت قبول کرتا ہے۔ اور ہر واقعہ پر جو اسے پیش آتا ہے خوش ہوتا ہے۔ چنانچہ جبکہ وہ بیت المقدس میں دشمنوں میں محصور تھے۔ اور ان کا آخری وقت آرہا تھا۔ تاہم انہوں نے روح کی اس مخصوص کیفیت کا اظہار کیا۔ انہوں نے نہایت الحاح کے ساتھ اس مصیبت سے جو اُن پر آرہی تھی۔ بچنے کی دعا کی۔ لیکن اس تاریخی دعا میں آخری الفاظ یہ تھے "اے باپ اگر یہ پیالہ ٹل نہیں سکتا، اور مجھے پینا ہی پڑیگا۔ تو پھر تیری مرضی پوری ہو (متی ۲۶، ۴۲) آنحضرت صلعم نے اپنے معراج کا جو حال بیان فرمایا ہے وہ ہمارے اس خیال کی تائید کرتا ہے کیونکہ آپ نے حضرت عیسٰے کو چوتھے آسمان یعنی چوتھی منزل میں دیکھا۔ ایک حدیث کی رو سے آنحضرتؐ نے مختلف انبیاء کو مختلف آسمانوں میں دیکھا۔ ابن مریم کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ عربی لفظ "سما" جس کے معنی عموماً آسمان لئے جاتے ہیں۔ در اصل بلندی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ مرتے وقت جو نبی جس روحانی حالت میں تھا۔ اسی کے مطابق اس کو بعد وفات مرتبہ یا بلندی دی گئی۔ جسے عرف عام میں آسمان کہتے ہیں۔ اور ہمارے آنحضرت نے شب معراج میں حضرت عیسٰے کو چوتھے آسمان میں دیکھا۔ پس جبکہ وہ چوتھے آسمان میں تھے ہمارے رسول پاکؐ ساتوں آسمانوں کو عبور کر کے خدا کے عرش کے سامنے پہنچے۔ اور اس بات سے آپ کے مراتب روحانی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

مطالعہ قرآن مجید کی ضرورت

(بقلم ایس۔ ایم۔ سعید الدین صاحب)

اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ بنی آدم کے لئے برکات کا پیغام ہے۔ اور اس کا مقصد تمام انسانوں کی اصلاح ہے۔ اسی کی بدولت عرب جیسی وحشی قوم معجزانہ طور پر ذلت کی پستی سے نکل کر ایسی بلندی پر پہنچ گئی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ ایک نکتہ چین یا ایک حامیٔ تحریک جدید یا موجودہ نام نہاد تہذیب کا حامی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اسلام کا پیغام عربوں یا دوسری پست اقوام کی اصلاح کے لئے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پائی جاتی تھیں کافی ہو گیا ہو۔ لیکن وہ اس روشنی کے زمانہ اور اسکی پیچیدہ مسائل کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس پر ہم یہ سوال کریں گے کہ اس روشنی سے کیا مراد ہے؟ اور موجودہ پیچیدہ مسائل کیا ہیں؟ موجودہ مسائل دراصل وہی پرانے مسائل ہیں جو آدمؑ کے وقت سے چلے آرہے ہیں اور خالصتاً خود غرضی پر مبنی ہیں۔ انسانوں نے زبردستی بین الناس کچھ امتیازات پیدا کر لئے ہیں۔ نہ صرف قوم رنگ ملک اور مذہب کے امتیازات بلکہ خاندان، قبیلہ اور افراد کے بھی۔ ہر شخص یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ اسکی نجات جس سے میری مراد اور خود اسلام کی مراد بھی یہی ہے کہ اس کی مسلسل ترقی اور اصلاح خود اس کی انفرادی ترقی میں مضمر ہے۔ خواہ اس کے لئے اسے ماباقی انسانوں کو قربان کر دینا پڑے۔ لہٰذا ہر شخص اپنی ترقی کی فکر میں ہے۔ باقیوں کی کچھ فکر نہیں خواہ وہ چاہ ضلالت میں گر پڑیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر شخص ضلالت میں مبتلا ہے۔ کیونکہ عارضی اور فانی راحتوں کی خاطر کسی کو اس کی فکر نہیں کہ آئندہ کیا ہوگا۔ کوئی شخص انجام پر نظر نہیں ڈالتا اور نہ مستقبل کی فکر کرتا ہے۔ ہر شخص اس بات سے غافل ہے کہ کبھی حساب کتاب بھی ہوگا۔

لہٰذا ایک ملک دوسرے کے خلاف اور ایک قوم دوسری کے خلاف صف آرا ہے۔ بلکہ اقوام میں مذاہب، جماعتیں، سماجیں، فرقے، قبیلے بلکہ خاندان اور خاندانوں کے مختلف افراد ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ ایشیا یورپ سے نبرد آزما ہے۔ یورپین اقوام باہمدگر جنگ وجدل میں مشغول ہیں۔ جاپان، امریکہ بلکہ تمام اقوام عالم اور تمام ممالک بلکہ ہر فرد ایک دوسرے کے خلاف لڑ رہا ہے۔ امن امان کا پتہ نہیں۔ اسلام کی مراد امن سے یہ ہے کہ انسان انسانوں سے، خدا سے، فطرت سے اور قوانین فطرت

سب سے برسرِ صلح ہو، اور یہ تمام جنگ و جدل اس تہذیب تمدن کی مدد سے کی جا رہی ہے جس پر آج لوگوں کو بڑا ناز ہے۔ اور جس کی بنا پر یہ لوگ اسلام کے پیغام سے بے نیازی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ روشنی اور تہذیب جدید نے لوگوں کی امداد آلات جنگ، زہریلی گیس۔ ہوائی جہاز، مشین، فیکٹری، حکمت عملی، چالاکی، برقی قوت، لاسلکی اور استحصال بالجبر سے کی ہے۔ موجودہ متمدن دنیا کی مشکلات کا علاج کیا ہے؟ وہی ہے جو آج سے تیرہ سو سال پہلے آنحضرت صلعم نے دنیا کے لئے تجویز کیا تھا۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں جو مشکلات ہیں وہ وہی ہیں جو اس زمانہ میں تھیں یعنی خود غرضی۔ خود غرضی جملہ امراض کی جڑ ہے اور یہ مرض مہلک نتیجہ ہے۔ وحدت کے اس اصول کو فراموش کر دینے کا جو نظام کائنات کی تہ میں مضمر ہے۔ اور ایمان علی التوحید کی بنیاد ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ خود غرضی نتیجہ ہے اس بات کا کہ انسان بنی نوع آدم کے فائدہ میں اپنا فائدہ تصور نہیں کرتا۔ اور اخوت و وحدت نوع انسانی . . . پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور یہ ایمان علی التوحید کا منطقی نتیجہ ہے۔ خود غرضی مستقبل کو نہ دیکھنے اور اس پر ایمان نہ رکھنے کا نتیجہ ہے۔ آئندہ پر ایمان۔ دراصل یوم آخرت پر ایمان لانے کی بنیاد ہے۔ کیونکہ یوم آخر کے معنی آئندہ کے ہیں۔ ایسا آئندہ جو ہر لمحہ کو شامل ہے اور موجودہ لمحۂ حیات سے لیکر حیات بعد الموت کے شمول میں انسان، جماعت، قوم اور بنی نوع آدم کی تمام زندگی پر حاوی ہے۔ بلکہ حیات دنیوی کے علاوہ حیات اُخروی کو بھی شامل ہے۔ یا خود غرضی۔ یوم الحساب سے غفلت کرنے کا نتیجہ ہے کیونکہ موجودہ دنیا کی تمام مصائب دراصل ان جنگوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ جو افراد، خاندانوں، جماعتوں، ملکوں، فرقوں، قوموں اور قبائل میں واقع ہوتی ہیں، نتیجہ ہیں۔ اس بات کو فراموش کر دینے کا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہوگی اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ بس اگر مرض وہی ہے جو قدیم زمانوں میں تھا تو علاج بھی وہی ہوگا جو پہلے تجویز کیا گیا تھا۔

زمانۂ ماضی اور زمانۂ حال میں اگر کوئی فرق ہے تو یہ کہ ہمارے زمانہ کی تہذیب نے انسانوں کو جنگ جدل کے لئے زیادہ مہلک اور تباہ کن اسلحہ عنایت کر دیئے ہیں۔ بنی نوع آدم کے سامنے جسقدر مشکلات درپیش ہیں آپ جسقدر چاہیں ان کا تجزیہ و تحلیل کر دیکھیں۔ جماعتوں، قوموں اور ملکوں کے سامنے جس قدر مشکلات درپیش ہیں آپ اُن میں جس قدر چاہیں امتیاز کر لیں۔ خواہ آپ انہیں ہندو مسلم سوال کہیں یا سرمایہ اور مزدوری کا سوال یا رنگ اور چھوت چھات کا سوال یا راعی اور رعایا کے مابین تنازعات یا مفلس اور زردار کے درمیان کشمکش یا اونچ اور نیچ کی بحث۔ یا آقا اور غلام کی تفریق۔ یہ تمام مسائل دراصل

ایک مسئلہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک ہی دشواری سے یہ سب دشواریاں پیدا ہوئی ہیں۔ یعنی خدا کی توحید پر ایمان نہ رکھنا جس میں وحدت انسانی اور وحدت کائنات خود شامل ہیں۔ اور یوم آخرت پر ایمان نہ رکھنا۔ جس دن اعمال کا حساب ہوگا۔ زرد خطرہ، سفید خطرہ، سیاہ خطرہ، اشتراکیت، فرقہ پرستی اور تمام اختلافات، تمام خطرات، تمام توہمات دراصل خدا پر ایمان نہ رکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اخوت انسانی اور معاد اور یوم الحساب پر ایمان نہ رکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس تمام امراض کا علاج یہ ہے کہ ان چند حقائق پر ایمان رکھا جائے۔ فرد، جماعت، قوم، ملک اور نسل جس حدتک ان حقائق پر ایمان لائیگی اسی حدتک ترقی کرے گی اور کرتی ہے۔ اور جس حدتک ان حقائق پر ایمان نہ ہوگا اسی حدتک پستی کی طرف چلی جائے گی اور چلی جاتی ہے۔ اگر آپ آج ہندوستان کی کسی قوم کے افراد میں ان حقائق پر ایمان پیدا کردیں اور ان پر ایمان لانے سے اُن کے اختلافات ملکی و قومی و ملی و لسانی و لونی بڑی حدتک بلکہ ان کے ایمان کی صداقت کی نسبت سے مٹ جائیں گے تو یقیناً اسی حدتک وہ قوم ترقی بھی کرسکے گی اگر آپ تمام ہندوستان پر اس دوا کا استعمال کریں تو سارا ملک ترقی کرنے لگے گا۔ اور اگر آپ تمام دنیا کو اس اصول پر چلا سکیں تو تمام دنیا کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ ایمان کی شدت اور وسعت کے اعتبار سے ترقی بھی اسی قدر ہوگی جس حدتک کوئی فرد یا قوم یا قبیلہ یا ملک یا نسل یا انسانیت ایمان رکھیگی اسی حدتک ترقی بھی کرے گی۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کرجاؤ جو بات آپ کو دیگر امور سے زیادہ مؤثر نظر آئے گی وہ یہ ہے کہ جس حدتک کسی قوم نے ان حقائق پر ایمان رکھا اسی حدتک ترقی اور کامیابی حاصل کی۔ کسی قوم کے عروج و زوال کے دیگر اسباب جن کا بیان مؤرخین نے کیا ہے وہ دراصل ان حقائق پر ایمان لانے یا نہ لانے کی مختلف صورتیں ہیں۔ کیونکہ ایمان ہی عمل پر آمادہ کرتا ہے۔ انسان کا ایمان جس قدر قوی ہوگا اسی قدر وہ سرگرم عمل ہوگا۔ اور قرآن پاک نے انسانیت کے عروج کے اصولوں کی طرف جو دراصل ایمان اور عمل پر مبنی ہیں۔ حسب ذیل دلکش آیات میں اشارہ کیا ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ (سورت ۱۰۳)

قسم ہے اترتے دن کی مقرر انسان ٹوٹے میں ہے مگر جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کیا سچے دین کا اور آپس میں تاکید کیا صبر کا۔

اس جگہ لفظ ایمان تین معنی دیتا ہے (۱) خدا کی توحید پر ایمان، انسان کی وحدت اور اخوت پر ایمان نظام کائنات کی وحدت پر ایمان (۲) حیات بعد الموت پر ایمان (۳) یوم آخرت یعنی یوم الحساب پر ایمان۔ اور عمل کے معنی ہیں ان عقائد کے مطابق عمل کرنا۔

جس قدر ایمان میں شدت ہوگی اسی قدر عمل میں سرگرمی ہوگی۔ جس قدر زیادہ ان حقائق پر آپ کا ایمان ہوگا اسی قدر زیادہ آپ ان پر عمل کریں گے۔ اور قوم، رنگ، مذہب اور ملک دولت اور امارت کے امتیازات کو مٹا دیں گے۔ اور اس طرح گویا انسانیت کی ترقی میں معاون ہوں گے۔ ایک خدا اوپر ہے اور ایک عظیم الشان انسانی برادری نیچے ہے۔ اور دنیا میں جو کچھ ہے وہ اس انسانیت کے فائدہ کے لئے ہے اور اگر کائنات کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو انسانیت بہت جلد مرتبۂ کمال کو پہنچ جائے گی۔ بچہ اپنی انگلی آگ میں ڈالتا ہے تو وہ جل جاتی ہے۔ اس نے ایسا کیوں کیا؟ کیونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ آگ جلاتی ہے یا اگر اس نے یہ سن لیا ہوتا تو اس سماعی علم کا تجربہ نہیں کیا تھا۔ بالفاظ دیگر، بچہ کو ایمان حاصل نہ تھا اسی لئے مستقبل سے بے پرواہ تھا اور عاقبت سے غافل تھا۔ یا یوں سمجھو کہ نتائج کا علم نہ تھا۔ اس کی لاعلمی اُسے آگ کے پاس لے گئی۔ آگ دوزخ تھی اور جلن حساب لیکن جلن نے بچہ کو پاک کر دیا اور وہ زیادہ عقلمند ہوگیا اور مومن بن گیا۔ کیونکہ خدا یا فطرت کی سزا۔ جو کہ دوزخ کے تصور میں مضمر ہے۔ وہ بھی درپردہ ایک رحمت ہے۔ اور جب ایک انسان مومن بن جاتا ہے تو وہ اس دوزخ سے نجات پا جاتا ہے۔ اور جب تک وہ مومن رہتا ہے وہ جنت میں رہتا ہے کیونکہ آگ سے دور ہے۔ حیات ما بعد الموت میں کسی دوزخ یا جنت کا تصور کسی آخری منزل میں محدود نہیں ہے۔ وہ تمام آئندہ زمانہ کو مع موجودہ زمانہ کے حاوی ہے۔ اگر آپ کوئی کام کرتے ہیں جو آپ کے حق میں مفید ہے۔ تو وہ عمل آپ کے لئے نیکی کا باعث ہوتا ہے اور یہی جنت ہے اور اگر آپ کوئی ایسا کام کرتے ہیں جو آپ کے حق میں مضر ہے تو وہ عمل آپ کے لئے بدی کا باعث ہوتا ہے اور یہی دوزخ ہے۔ دوزخ ایک مدرسۃ الاصلاح ہے۔ لوگ جبکہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے مصائب کا شکار رہتے ہیں تو عقلمند ہو جاتے ہیں۔ یہ دنیا سراسر دار الاصلاح ہے۔ ایک دوزخ ہے جہاں کہ لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے اور اصلاح یافتہ لوگوں کے لئے یہی دنیا جنت بن جاتی ہے۔ جس طرح ایمان لانے کے بعد عربوں کے لئے بن گئی تھی جبکہ انہوں نے اسلام کے پیغام پر عمل کیا حالانکہ یہی دنیا ایمان لانے سے پہلے ان کے لئے

جہنم تھی۔ لیکن دنیا میں اکثر لوگ ایسے ہیں جن کی اصلاح نہیں ہوتی اور اس لئے ان کی اصلاح حیات بعد الموت میں ہوتی ہے۔ پس دوزخ میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد ہر شخص یقینی طور پر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ایک فرد یا قوم جس قدر زیادہ ان عقائد پر ایمان لاتی ہے اسی قدر زیادہ راحت حاصل کرتی ہے۔ اور اسی قدر زیادہ جنتی زندگی بسر کرتی ہے۔ اور توحید الٰہی پر جس قدر کم ایمان ہوتا ہے اسی قدر کم راحت ملتی ہے۔ اور اسی قدر زندگی دوزخی ہو جاتی ہے۔ یورپین اقوام صحیح معنی میں اقوام ہیں اور اقوام بن گئی ہیں۔ کیونکہ وہ انقلابات خانہ جنگی۔ تصادم مذاہب اور توہمات کی دوزخ میں سے گزر چکی ہیں۔ اور جہاں تک ان افراد کا سوال ہے جن سے ان کی اقوام مرکب ہیں وہ توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس توحید پر اس حد تک ایمان رکھنے کی بدولت وہ لوگ آج دنیا میں جنتی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے بالمقابل ہندی لوگ ایک قوم نہیں ہیں اور ہنوز مختلف مصائب مثلاً ہندو مسلم سوال وغیرہ کی دوزخ میں سے گزر رہے ہیں۔ خود ہندو اور مسلمان بھی متحد نہیں ان میں بھی ذات پات اور پیشوں کی تقسیم پائی جاتی ہے۔

اس پر آپ کہیں گے کہ یورپین اقوام ان عقائد میں نسبتاً زیادہ ایمان رکھتی ہیں۔ توحید پر زیادہ شدید عامل ہیں۔ اور اس لئے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت زیادہ حقیقی مسلمان ہیں؟ میرا جواب یہ ہے کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ بلاشبہ مسلمان توحید کا زبان سے بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں۔ اور ایمان اور عقائد مذکورہ کا بھی زبانی چرچا بہت کرتے ہیں۔ لیکن اکثر مسلمان ان باتوں کو صرف زبان سے کہتے ہیں اور ان باتوں پر حقیقی ایمان رکھنا تو کجا (جو کہ علم کی ایک شدید صورت ہے) ان کو ان کے متعلق صحیح علم بھی نہیں ہے۔ اور بہتوں کو تو مطلق علم نہیں ہے۔ مختلف کانفرنسوں اور پلیٹ فارموں سے ہندو اور مسلمان دونوں بہت سی اچھی اچھی باتیں کہتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ اکثروں کو ان باتوں کا صرف سطحی علم ہوتا ہے اور اکثر ان کو مطلق نہیں سمجھتے۔ بے شک ہندو اور مسلمان دونوں رسوم اور ظاہر پرستی اور متکلمانہ عقائد اور فلسفیانہ مباحث کے بہت شوقین ہیں۔ لیکن ان باتوں کا مذکورہ بالا عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اس لئے فرد جماعت یا بنی نوع آدم کے عروج سے یا زوال سے اُن کا کوئی علاقہ نہیں ہے۔ یہ لوگ عموماً تقدیر اور تدبیر، روح اور مادہ، تناسخ، آغاز عالم اور حیات بعد الموت کے مسائل میں منہمک رہتے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں ان بحثوں سے مطلق کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ بحثیں سب فضول ہیں ہم جانتے ہیں کہ ہم مخلوق ہیں اور اس حالت سے مفر نہیں ہیں۔ اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جائیں گے۔ لیکن اس قدر معلوم ہے کہ ہم پیدا ہوئے ہیں اور مرنے کے بعد کہیں نہ کہیں جانا ہے خواہ تناسخ صحیح ہو یا غلط اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے موجودہ اعمال ہمارے مستقبل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ہمارے اعمال ہمارے عقائد کے ماتحت ہوتے ہیں یعنی عقیدہ توحید، معاد، اور یوم الحساب، جزا و سزا کے، اور یہ سب ہمارے جنت و دوزخ کے عقیدہ کے اندر داخل ہیں۔ جہاں تک رسوم ظاہری کا سوال ہے بعض بالکل بے سود ہیں۔ مثلاً ہماری داڑھی، پگڑی، لباس اور وضع کو ہمارے عروج و زوال سے مطلق کوئی علاقہ نہیں ہے بے شک بعض سائنٹیفک رسوم ایسی ہیں کہ اگر ان کا صحیح استعمال کیا جائے تو ان سے یکسوئی قلب پیدا ہوگی۔ اور وحدت حاصل ہوگی لیکن اس صورت میں بھی بہت کچھ نیت قلب پر منحصر ہے۔ مثلاً نماز خواہ کسی صورت میں ادا کی جائے صرف اسی صورت میں فائدہ مند ہے جبکہ ذہنی رجحان درست ہو۔ ورنہ نہیں۔ اگر وہ رسوم جن پر آپ عامل ہیں آپ کے لئے مفید نہ ہوں تو پھر وہ محض تکلفات ہیں۔ اور آپ کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ مذہبی اصطلاح میں اس کو بت پرستی کہتے ہیں۔ جو شخص کسی پتھر، درخت، قبر، دریا، پہاڑ، روپیہ، عزت، ذات، رنگ، ملک، عقیدہ، رسم، وہم، حیوان یا انسان بلکہ نبی کی پرستش کرتا ہے، وہ نہ خدا کی توحید پر ایمان رکھتا ہے نہ وحدت کائنات پر اس کی کوشش منتشر رہتی ہے مرکوز نہیں ہو سکتی اس لئے وہ کبھی قوم کی وحدت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اسکی ترقی رک جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کی پرستش نہیں کرتا اور صرف خدا کی پرستش کرتا ہے جو کہ خالق کائنات ہے یعنی اگر وہ وحدت کائنات پر ایمان رکھتا ہے تو وہ ان چیزوں کو اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرے گا۔ اور ان کی مدد سے انسانیت کی مدد کرے گا۔ مثلاً روپیہ ہر شخص کے لئے کار آمد ہے۔ اگر جمع کرنے کی صورت میں اس کی پرستش نہ کی جائے۔ ایک شخص خواہ لا انتہا دولت جمع کرے لیکن اگر اسے بنی نوع آدم کی بہبود کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو وہ بالکل بیکار ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کسی دریا کی پوجا کرتا ہے تو وہ اسے اپنے فائدہ کے لئے استعمال نہیں کر سکتا۔ پس وہ دریا انسانوں کے لئے مطلق مفید نہیں ہے۔ یورپین لوگ ہم سے زیادہ عقلمند ہیں۔ مثلاً وہ دریاؤں کی پوجا نہیں کرتے اور نہ کسی مظہر فطرت کی عبادت کرتے ہیں۔ پس وہ ان چیزوں کو اپنے فائدہ کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے دریاؤں، پہاڑوں، بجلی، درختوں اور دولت سب کو

اپنا خادم بنا رکھا ہے۔ انہوں نے پل بنائے ہیں۔ نہریں نکالی ہیں۔ ریلوے چلائی۔ اور روپیہ سے شفاخانے یتیم خانے، اپاہج خانے، مدرسے، کالج اور دارالعلوم قائم کئے ہیں۔ پس اس لحاظ سے وہ بہ نسبت ہم پیدائشی مسلمانوں کے زیادہ موحد ہیں۔

پس بحیثیت اقوام یورپین لوگ ہم سے زیادہ توحید پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اُن کے بین الاقوامی خیالات اور تعلقات استوار نہیں ہیں۔ ایک قوم دوسری کے خلاف صف آرا ہے۔ اور اس لئے اس رنگ میں وہ اخوت انسانی کے عقیدہ پر عامل نہیں ہے۔ جو کہ توحید الٰہی کے تسخیر کا منطقی نتیجہ ہے۔ اور یہ تصور کائنات کا اصل اصول ہے۔ الغرض ہماری تمام بیماریوں کا علاج صرف ایمان علی التوحید ہے۔ اور ایمان علی المعاد اور ایمان علی یوم الحساب ہے۔ یہ وہ عقائد ہیں جو اپنی شدت کے لحاظ سے اخوت انسانی کے نصب العین کو قائم کرتے ہیں اور ترقی دنیاوی میں ہمارے معاون ہوتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم ان عقاید کو کس طرح اپنے اندر پیدا کریں؟ ان پر ایمان رکھنے والوں سے براہ راست ملنے سے اور ان کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے۔ ہر جگہ ہر ملک میں اور ہر زمانہ میں سچے اور جھوٹے مصلحین پیدا ہوتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ جھوٹے مصلحین وہ ہیں جو اپنے اقوال کے خلاف عمل کرتے ہیں اور جن لوگوں کی اصلاح کے مدعی ہوتے ہیں ان کی اصلاح مدنظر نہیں رکھتے۔ وہ اصلاح کا دعویٰ محض اپنی مقاصد برآری کے لئے کرتے ہیں۔ ان لوگوں میں ہمارے زمانہ کے اکثر لیڈر داخل ہیں لیکن ان کے علاوہ وہ لوگ بھی ہیں جن کی حقیقی خواہش اصلاح قوم ہے۔ اور وہ اپنے اعتقاد کی نسبت سے کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر مقامی مصلحین ہوتے ہیں۔ اور ان کا کام معاملات کے خارجی پہلو سے متعلق ہوتا ہے۔ مثلاً سر سید احمد خان بہادر مرحوم اور ہندو عیسائی جماعتوں کے مصلحین لیکن ان کے علاوہ مصلحین کی ایک جماعت اور بھی ہے جن کا نصب العین بنی نوع آدم کے ایک بڑے حصہ کی اصلاح ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات تمام دنیا ان کے دائرہ اصلاح میں آجاتی ہے۔ اور ان کا کام معاملات کی اصل سے وابستہ ہوتا ہے۔ مصلح جس قدر مخلص اور پرجوش ہوتا ہے اسی قدر زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔ اور ان میں جو لوگ مخلص ترین ہوتے ہیں وہ نبی کہلاتے ہیں۔ کسی مصلح یا نبی کا ظہور ایک قدرتی فعل ہے جس طرح بارش کا نزول۔ جب سخت گرمی پڑتی ہے تو بارش ہوتی ہے۔ اسی طرح جب بدی اور برائی حد سے بڑھ جاتی ہے تو مصلح ظاہر ہوتا ہے۔ سر سید احمد خاں وغیرہ ایسی ہی صورتوں میں ظاہر

ہوئے اور اسی طرح دوسرے ممالک میں مصلحین ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ کائنات میں انضباط پایا جاتا ہے اس لئے مختصر رقبہ کے لئے مصلحین اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جن کا دائرہ عمل وسیع ہوتا ہے وہ طویل وقفہ کے بعد اور انبیاء بہت ہی زیادہ طویل وقفہ کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارے رسول پاک صلعم نے تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ اور آپ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بے نظیر ہیں۔ آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے کوئی پیدا ہوا اور نہ آیندہ ہوگا۔ کیونکہ آپ سے پہلے انبیاء کا دائرہ اصلاح محدود تھا۔ وہ کسی ایک قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ خدا کی توحید کائنات کی وحدت اور اخوت انسانی کے اصولوں کی کامل تشریح نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے جبکہ دنیا اگرچہ بداخلاقی کی تاریکی میں مبتلا تھی۔ لیکن ایسے زمانہ کے قریب آ رہی تھی جبکہ ایجادات کی وجہ سے آمد و رفت کے وسائل میں سہولت پیدا ہو رہی تھی۔ اور اس لئے زمان و مکان دونوں پر انسان کی دسترس ہونیوالی تھی۔ چنانچہ آپ نے توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی پر کامل زور دیا۔ آپؐ مثل آفتاب کے ہیں اور دوسرے انبیاء مثل تاروں کے۔ سورج ایک ہے اور تارے بہت سے ہیں۔

پس اگر کوئی شخص اخوت انسانی کے نصب العین کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور دنیا کی ترقی میں معین بنا چاہتا ہے تو اسے لازم ہے کہ آپ کے پیغام کا مطالعہ کرے جو آج ہمارے سامنے قرآن مجید کی شکل میں محفوظ ہے۔ اور آپؐ نے اسے اپنے اقوال اور افعال سے مشرح بھی فرمادیا ہے۔ اس کے لئے آپؐ کی سوانح حیات کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ اور آپؐ کے اقوال آج ہمارے سامنے احادیث صحیحہ کی شکل میں موجود ہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ یورپ نے جس قدر ترقی کی ہے اور وہ قرآن مجید یا اس کے پیغام سے جس کو اسلام کہتے ہیں اور جس کے معنی ہیں قوانین الٰہیہ اور فطرت دونوں سے برسر صلح رہنا بے نیاز ہو کر کی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ جیسا میں نے اوپر بیان کیا۔ نظام فطرت میں کمال درجہ انضباط پایا جاتا ہے۔ حال اور استقبال دونوں ماضی سے وابستہ ہیں۔ فطرت میں کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی وہ کچھ عرصہ کے لئے نظروں سے نہاں ہو جائے یہ دوسری بات ہے لیکن مثل تخم پاشیدہ۔ دوبارہ کچھ عرصہ کے بعد رونما ہو جاتی ہے۔ یورپ نے اسلام کا پیغام سنا۔ اور اب یورپ نے اپنے

مفکرین کی زبان سے اس احسان کا اعتراف کرلیا ہے جو اسلام نے اس پر کیا تھا۔ اور اب یورپ کسی حد تک اس احسان کا بدلہ بھی اتار رہا ہے۔ چنانچہ وہ مشرق کو وہ علوم و فنون سکھا رہا ہے جو اس نے اسلام کی بدولت علمی تحریک حاصل کرکے اکتساب کئے تھے۔

پس یورپ کو اسلام کی بدولت عربوں کے واسطے سے علم کی تحریک نصیب ہوئی۔ اور یورپ کے واسطے سے تمام دنیا کو۔ اس لئے آج دنیا میں جسقدر ترقی نظر آرہی ہے وہ سب اسلام ہی کی بدولت ہے۔ ممکن ہے یہ بات ایک ظاہر بین انسان کو دکھائی نہ دے سکے لیکن ایک غور و فکر کرنے والا انسان فوراً اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ بہت سے عقلمند آگاہ ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے آپ یہ نہ جانتے ہوں کہ یہ لباس جو آپ پہنے ہوئے ہیں یا یہ موٹر جس پر آپ سوار ہیں کس نے ایجاد کی۔ لیکن آپ ان چیزوں کو بخوبی استعمال کرتے ہیں اور ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور اس قدر ضرور معلوم ہے کہ آپ ان اشیاء کے موجد نہیں ہیں بلکہ کسی اور شخص نے انہیں ایجاد کیا ہے

یہی حال اس تحریک کا سمجھئے جو اسلام کی بدولت یورپ کو ازمنہ مظلمہ میں نصیب ہوئی۔ جبکہ آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے تھے۔ اس جگہ شاید آپ کہیں کہ اس طرح تو عربوں نے رومی، مصری یونانی۔ ایرانی اور ہندی اقوام سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ یہ بالکل صحیح ہے اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ فطرت بڑی کفایت شعاری سے کام کرتی ہے۔ ہم ہمیشہ اپنے اسلاف اور ہمعصروں سے علوم حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور پھر ان پر اضافہ کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرتؐ نے عربوں کو فلسفہ یا سائنس نہیں سکھایا کیونکہ انبیاء ان علوم کے سکھانے کے لئے مبعوث نہیں ہوتے۔ وہ عام اصول سکھا دیتے ہیں۔ مثلاً توحید الہٰی، وحدت انسانی، حقیقت، معاد، یوم الحساب اور یہ کہ دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں، مع سائنس کے وہ سب ہمارے فائدہ کیلئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اُن سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور جہاں کہیں اور جن سے مل سکیں۔ انہیں حاصل کرنا چاہیئے۔ آنحضرتؐ نے دنیا کو یہ پیغام دیا تھا۔ اور چونکہ ایک مرتبہ آپؐ نے وضاحت کے ساتھ یہ پیغام دیدیا اس لئے دوبارہ اس کا اعادہ نہیں ہوسکتا توحید الہٰی، وحدت انسانی، وحدت کائنات، ان تینوں عقائد سے ترقی ہوتی ہے، حصول علوم میں مدد ملتی ہے۔ وحدت انسانی اور اخوت انسانی پیدا ہوتی ہے اور آنحضرتؐ سے پہلے انبیاء نے بھی انہی عقائد کی تلقین کی تھی۔ لیکن اس امر سے قطع نظر کرکے کہ لوگ اس پیغام کو بھول گئے تھے، اور

انہوں نے کتب مقدسہ میں تحریف کو راہ دیدی تھی، وہ پیغام مکمل نہیں تھا۔ کیونکہ لوگ تمام دنیا میں منتشر تھے اور اُن کے درمیان مراسلت کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ لہذا عقیدہ توحید کی کامل تشریح اس وقت پر موقوف رکھی گئی جبکہ مختلف اقوام میں مراسلت کا سلسلہ قائم ہوجائے، اور اس ارتباط سے پیچیدہ مسائل پیدا ہوجائیں جبکہ اخوت انسانی کا اصول بخوبی سمجھ میں آسکے۔ اور جبکہ اس تفہیم کی بمقابلہ ازمنہ سابقہ زیادہ ضرورت ثابت ہوسکے۔ قرآن مجید بھی بتاتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک میں انبیاء مبعوث ہوئے اور اسی لئے ہمیں جملہ کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

پس جب ہم آنحضرت صلعم پر ایمان لاتے ہیں تو آپ کے ساتھ ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے پیغام پر بھی جو کہ وہی تھا جو آنحضرتؐ نے دیا۔ فرق اسقدر ہے کہ انبیائے سابقین کا پیغام ابتدائی صورت میں تھا۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کے لئے تھا۔ جو کہ زندگی کی ابتدائی حالت میں تھے اور نسل انسانی کے ایک خاص طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ قرآن نے ایک خاص سبق یہ سکھایا ہے کہ فطرت اور اس کے جملہ شعبوں میں ارتقاء کا اصول کام کر رہا ہے، بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں جیسے کہ مذہب اور خدا کے تصور میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ قرآن کے الفاظ رب العالمین اور لترکبن طبقا عن طبق اور اس کے علاوہ دوسری آیات قرآنی اس حصص کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ کہ ارتقاء کا ازلی قانون کائنات میں کام کر رہا ہے۔ جیسا حال ہی میں مغرب کے علماء نے تسلیم کیا ہے، پس ارتقا یافتہ دنیا کے لئے آنحضرت کے زمانہ میں ایک ایسے نبی کی ضرورت تھی۔ جو دنیا کو مذہب کے متعلق ارتقا یافتہ خیالات عطا کرتا۔

ممکن ہے بعض لوگ مجھے موجودہ روشنی اور تمدن کے باب میں نکتہ چیں خیال کریں اور اس میں شک نہیں کہ میں نے موجودہ روشنی اور تمدن کو انسانیت کے لئے مضر بیان کیا ہے لیکن میں اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں ہوں کہ جہاں اس تہذیب نے بنی نوع آدم کو نقصان پہنچایا ہے وہاں کچھ تعمیری کام بھی کیا ہے کیونکہ موجودہ تہذیب کی بدولت جو ایجادات ہوئی ہیں انہوں نے انسانوں کو فائدہ بھی پہنچایا ہے مثلاً ہسپتال، یتیم خانے، دارالعلوم، ریلوے، نظام حکومت وغیرہ۔ سیرت کے لحاظ سے بھی انسانیت نے کچھ ترقی ضرور کی ہے لیکن یہ تہذیب، جیسا کہ میں نے کہا ہے اس تحریک کی بدولت ہے جو اسلام نے ثابت کی ہے۔ اور جس حد تک اس تہذیب نے نقصان پہنچایا ہے وہ اس طرح کہ وہ اسلام کے

نصب العین کے مطابق نہیں ہے۔ قرآن مجید دنیا کے لئے بزرگ ترین پیغام ہے اور آنحضرتؐ دنیا کے لئے بزرگ ترین اسوہ حسنہ ہیں۔

دنیا کی ترقی اور تہذیب کی رفتار، قرآن شریف کی پیش کردہ تعلیم متعلق توحید الٰہی، وحدت انسانی اور وحدت کائنات کو مدنظر رکھنے سے دوبارہ تیز ہو سکتی ہے اور قرآن مجید نے ان اصولوں کو کافی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ توحید الٰہی، وحدت انسانی اور وحدت کائنات کے اصولوں سے خود واقف ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم معاد اور یوم الحساب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس لئے اس امداد باہمی پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ .... جو علوم اور کائنات کی جدید قوتوں کو استعمال کرنے کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً مظاہر کائنات، امواج بحر و برق، توانائی اور ایجادات حکیمہ وغیرہ لیکن میں اس کے جواب میں یہ کہونگا کہ آپ صاحبان میں سے بہت کم ان حقائق پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں جس طرح آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے اور پانی پیاس بجھاتا ہے آپ کبھی ہرگز آگ میں اپنی انگلی نہیں ڈالتے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اس بات پر کامل یقین ہے کہ آگ جلاتی ہے اور آپ کے پانی پینے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ پانی سے پیاس بجھتی ہے اس کے برخلاف آپ کا ایک دوسرے سے لڑنا، بلوہ کرنا، افتراق انگیزی کرنا۔ دوسروں کو بیجا دبانا، غفلت اور غفلت کرنا، ذات نسل اور رنگ، قبیلہ اور پیدائش کے امتیازات قائم کرنا، اور ان باتوں کی بدولت دائمی جہنم میں زندگی بسر کرنا، یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ آپ نہ توحید الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں نہ وحدت انسانی پر، نہ معاد پر، نہ یوم الحساب پر۔

رسالہ اشاعت اسلام

تھیاسوفی اور اسلام

(بقلم مولوی آفتاب الدین احمد صاحب)

مسٹر خالد لطیف گابا نے جو کہ مشہور نومسلم ہیں، اپنی نئی تصنیف "النبی عربی" میں کیا خوب لکھا ہے:" کہ مسیحیت، یہودیت اور بودھیت کا اب دنیا میں کوئی اثر باقی نہیں ہے اسلام ابھی تک ایک زبردست طاقت ہے اور اسی لئے، بلقانی ریاستیں اُس سے دشمنی کرتی ہیں، یہودی اسکو دیکھ کر جلتے ہیں ہنود اس کے نام سے خوفزدہ ہوتے ہیں اور ملک روس اس کے خلاف ریشہ دوانی کرتا رہتا ہے۔

ہمارے دوست نے مسیحی یورپ کو اس فہرست میں شامل نہیں کیا حالانکہ وہ ان کے مشاہدہ اور تبصرہ کے لئے بہتر مثال ہے اور بالکل آنکھوں کے سامنے ہے اگرچہ سولہویں صدی سے یورپ کے مفکرین نے بہت کچھ روشن خیالی سے کام لیا ہے، وہ تمام علوم حاصل کر لئے ہیں۔ جو دوسری اقوام کے پاس تھے جو کہ کسی زمانہ میں مہذب تھیں مگر اب شکستہ حال ہیں۔ اور اس لئے اب یورپین اقوام کو ان اقوام کے ساتھ ایک قسم کی تمدنی ہمدردی پیدا ہو گئی ہے۔ جن کو وہ پہلے بوجہ ان کی زبوں حالی کے حقیر سمجھتی تھیں۔ اس لئے ان لوگوں نے قدیم تمدن اور تہذیب، اور فراموش شدہ تصورات اور اطوار کو از سر نو زندہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کے دماغ اب تعصب کی لعنت سے پاک صاف ہو چکے ہیں لیکن یورپین لوگوں کی ہمدردی اور وسعت قلبی کی راہ میں ایک رکاوٹ حائل رہی ہے اور وہ اسلام ہے۔ اگرچہ گاہے گاہے کارلائل یا ڈیون پورٹ اسلام کی وکالت کر لیتا ہے لیکن عام طور سے یورپین اقوام کی رائے عامہ اسلام کے خلاف ہی رہی ہے۔ یورپ میں کسی جگہ بھی اسلام کے لئے وہ ماحول پیدا نہیں ہوا۔ جو ہندو مذہب کے لئے سوامی وویکانند کے شکاگو لکچر نے پیدا کر دیا تھا۔ یا وہ جوش و خروش پیدا نہیں ہوا۔ جو ہندو دھرم کے لئے ڈاکٹر ٹیگور کے لکچروں سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور نہ اسلام کی وکالت کے لئے یورپ میں ایسی سوسائٹیاں قائم ہوئی ہیں جیسی دوسری مذاہب مثلاً جین مت، بدھ مت اور ویدانت کی اشاعت کے لئے قائم ہیں۔ اور اس میں تعجب کی کوئی

بات نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ نو بیدار شدہ یورپ کی ہمدردی قدرتی طور پر ان اقوام کے ساتھ ہو گی۔ جو سیاسی طور پر مردہ ہو گئی ہیں۔ اور چونکہ اسلام مادی دنیا میں ابھی مردہ نہیں ہؤا ہے اس لئے یورپ کو اس سے کیوں تمدنی ہمدردی ہونے لگی۔

پچھلی صدی کے آخر میں جبکہ یورپ کی روحانی حس نے سائنٹیفک تحریکات کی بنا پر پیدا شدہ لاادریت کے خلاف کسی ایسے مذہب کے دامن میں پناہ لینی چاہی جو روحانی بھی ہو اور عقلی بھی تو اُس نے اپنی توجہ مشرق کے فراموش شدہ مذاہب کی طرف منعطف کردی اور اس انعطاف کا نتیجہ اس تحریک میں ظاہر ہُوا جسے تھیاسوفی کہتے ہیں۔ اس تحریک نے اس تنگ نظری اور کوتاہ بینی کا مکیسر خاتمہ کر دیا۔ جو عیسائیت اور دیگر مذاہب میں پائی جاتی تھی۔ اور جملہ مذاہب کو یکساں طور پر تسلیم کیا جو آج دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی عمدہ تعلیمات کو ایک جگہ جمع کرنے کی تجویز کی۔ یہ تجویز اگرچہ بہت اچھی تھی اور اس سے دنیا کو بہت فائدہ پہنچ جاتا۔ اگر اس کو خلوص کے ساتھ کیا جاتا۔ تھیاسوفی کی تحریک نے ہندو اور بدھ دھرم کی طرف ایک ایسا رجحان ظاہر کر دیا۔ جو اسلام کی طرف نہیں کیا۔ چنانچہ تھیاسوفی کا لٹریچر دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اس کا تعلق زیادہ تر ہندو دھرم کے ساتھ ہے اور اس کے بعد یہودیت اور عیسائیت کے باطنی اور صوفیانہ پہلو کے ساتھ اس کی اصلاحات اور رسوم عقائد اور خیالات سب کے سب ہندو اور بدھ مذہب سے مستعار لئے گئے ہیں۔ کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ اسلام جیسا مذہب جو اپنے اندر مفکرین کی دلچسپی کا اس قدر سامان رکھتا ہے جس نے دنیا کو اس قدر زبردست صوفیانہ نظام عطا کیا ہے۔ جو انسان کی مجموعی زندگی کی عقلی تشریح کر سکتا ہے اور مقصد حیات کے حصول کے لئے ایک عملی پروگرام پیش کرتا ہے۔ اس کی طرف ان بزرگوں نے اس قدر کم توجہ دی، حالانکہ ان لوگوں کی تحریک اس قدر وسیع المشرب اور عالمگیر ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ تھیاسوفی کی تحریک بھی اس بات سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جو مسٹر کے۔ ایل۔ گابا نے دیگر مذاہب کے متعلق تحریر کی ہے۔

اس خیال کی تائید اُس ریمارک سے بھی ہوتی ہے جو شاید نادانستہ طور پر تھیاسوفیکل فلسفہ کے ایک پرجوش حامی نے فروری ۱۹۳۷ء کے رسالہ "تھیاسوفی" میں پیش کیا ہے۔

جو لوگ یہودیت اور اس کی خالص تر اولاد مسیحیت اور اسلام کے تاریک۔ مکانی فلسفہ کے تاریخی اور اخلاقی پہلو کا مطالعہ کرنا چاہتے ہوں۔ اُن کے لئے پروفیسر مولر کی تصنیف کا مطالعہ از بس مفید ہوگا

ہم نہیں کہہ سکتے کہ رسالہ مذکور کے اڈیٹر نے یہ ریمارک کس لئے لکھے۔ آیا وہ اسلام اور اس کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں یا اس ریمارک کا باعث وہ دشمنی ہے جو یورپ کو اسلام کے ساتھ ہے۔ جس کا ذکر اوپر ہوا؟ مسلمانوں نے ہندوستان کے ہنود پر سات سو سال سے زائد حکومت کی۔ اور مغربی یورپ کے عیسائیوں پر بھی تقریباً اس طویل مدت تک حکمرانی کی۔ مسلمان بدھ مذہب والوں کے ساتھ رہے انہوں نے قبطیوں اور یونانیوں پر حکومت کی۔ انہوں نے کبھی مفتوحہ اقوام کو دنیا سے نابید کرنے کی کوشش کی؟ جس طرح یہود نے کی۔ انہوں نے کبھی مفتوحہ اقوام کو تلوار کے زور سے مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ جس طرح عیسائیوں نے بعض مشرک اقوام اور اسپین کے مسلمانوں کو بجبر عیسائی بنانے کیلئے کی تھی۔ کیا انہوں نے کبھی مفتوحہ اقوام کا تمدن برباد کر دیا۔ جس طرح متعصب عیسائیوں نے مشرک اقوام اور مسلمانان یورپ کا تمدن برباد کر دیا؟ تاریخ سے ان سوالات کا جواب لیا جائے۔ تو یقیناً نفی میں ملیگا۔ لیکن متعصب عیسائی مؤرخین تاریخ سے مطلق کام نہیں لیتے۔ اور ایک مسیحی تھیاسوفسٹ بہر حال مسیحی ہے وہ ہندو کا طرفدار ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان کا طرفدار نہیں ہو سکتا۔ وہ عیسائیت پر اعتراض کر سکتا ہے۔ تاکہ وہ اسلام پر اعتراضات کو منصفانہ تنقید کا رنگ دے سکے۔ وہ مسیح اور مسیحیت دونوں کا اس قدر پرستار ہے جس قدر دوسرے مسیحی۔ لیکن وہ مثل دوسرے عقلمند آدمیوں کے جانتا ہے۔ کہ تاریخی مسیحیت کی تائید بے سود ہے۔ اس لئے وہ اپنی بہتری اس میں سمجھتا ہے کہ اس سے انکار کرے اور روحانی مسیحیت کا اقرار کرے۔ مسلمان ان ہتھکنڈوں سے اب ناواقف نہیں ہیں۔ وہ بیدار ہو چکے ہیں اور وہ اسلام کے حاسدین کی جو اس ترقی سے جلتے ہیں۔ ادنےٰ سے ادنےٰ معاندانہ کوشش کو فوراً معلوم کر لیتے ہیں ✦

ووکنگ مسلم مشن کی اسلامی ادبیات کا سلسلہ

ذیل کے ٹریکٹ انگریزی زبان میں دفتر مشن نے چھپائے ہیں جو احباب غیر مسلم انگریزی دان احباب میں ثواب کیلئے مفت تقسیم کرنے چاہیں۔ للعہ سینکڑہ کے حساب سے پتہ ذیل سے منگوالیں یہ ٹریکٹ ہزاروں کی تعداد میں دنیا بھر کے تمام اہم مقامات پر مفت تقسیم ہو چکے ہیں (۱) اسلام کیا ہے (۲) اسلام میں عورت کا رتبہ (۳) فدائے اسلام (۴) رمضان (۵) مسئلہ ارتقائے انسانی (۶) ہمارا ایمان۔ دسیکرٹری مسلم مشن ووکنگ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

تردید اعتراضات علی النبی الاسلام صلعم!

(بقلم جناب محمد علی الحاج سالبین صاحب)

بہت مناسب ہے اگر سب لوگ اس بات سے واقف ہو جائیں کہ مسیحیت نے اسلام اور بانی اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور کیا سلوک کر رہی ہے اگر میں ابتدا سے شروع کروں اور عیسائیوں نے اسلام کے خلاف جسقدر زہر چکانی کی ہے اور معاندانہ پروپگنڈا کیا ہے اور اسلام کی تحقیر کے لئے جس قدر واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے ان سب باتوں کو مفصل بیان کروں تو بلا مبالغہ ایک طومار بن جائیگا ایک عام عیسائی کے جنہیں قدر ادعائے مشرقیت کے باوجود اسلام کے متعلق اس کا تصور اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اسلام ظلم و ستم تعصب اور تنگدلی، تعدد ازدواج، حسب منشا طلاق، در پردہ عیاشی کی تعلیم دیتا ہے اور اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے۔ کہ سکولوں، گرجوں۔ لیکچروں اور کتابوں میں اسی قسم کی تعلیم پادریوں کی طرف سے عیسائیوں کو دی جاتی ہے۔ اور یہ اسلئے ہے کہ مبادا مسیحی بھیڑیں مسیحیت کے باڑے سے باہر نکل جائیں۔ اور بھیڑیوں کے ہتھے چڑھ جائیں جب مسیحی مصنفین اسلامی تاریخ پر قلم اٹھاتے ہیں تو وہ تاریخی واقعات کو اپنے حسب مطلب توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں اور اس غلط بیانی سے بھی اُن کی تسلی نہیں ہوتی اور وہ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ غلط واقعات سے نتائج اخذ کرتے ہیں اور پھر ان کو سائنٹیفک تحقیق اور عالمانہ تدقیق کے رنگ میں پیش کرتے ہیں اگر ان کے اعتراضات ناواقفیت پر مبنی ہوتے تو ہم ان پر کسی قسم کا الزام عائد نہ کرتے۔ لیکن صورت حال یہ نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ دیدہ دانستہ حق کو چھپاتے ہیں یا اس طرح پیش کرتے ہیں۔ کہ اسلام لوگوں کی نظروں میں ایک خوفناک چیز اور پیغمبر اسلام صلعم ایک خود غرض آدمی اور جھوٹے رہنما دکھائی دیں (نعوذ باللہ) مورخ کا فرض یہ ہے۔ کہ واقعات کو سچائی کے ساتھ پیش کرے۔ ان پر فیصلہ نہ دے۔ اور نہ کسی واقعہ کے متعلق چون وچرا کرے کسی واقعہ پر رائے زنی کرنا اور حقائق کی روشنی میں تبصرہ کرنا اور اس کو اخلاقی اصول پر جانچنا۔ یہ تو ایک فلاسفر یا معلم اخلاق کا کام ہے لیکن ان نام نہاد مورخین نے اسلامی واقعات کو ان وجوہات پر مبنی کیا ہے جو ان کے مفید مطلب تھیں۔ کیونکہ افسوس اس بات کا ہے کہ مشکل ہی سے کوئی یورپین مورخ ایسا

ہے جو متعصب نہ ہو۔ اور جس نے اسلامی واقعات کو توڑ مروڑ کر بیان نہ کیا ہو۔ بلکہ اکثر حالات میں ان
ان لوگوں نے خود ساختہ خیالات بھی شامل کر دیئے ہیں۔ تاکہ اپنا مطلب حل ہو سکے اور انہوں نے اُن
نتائج کو حقیقی تاریخی واقعات کے رنگ روپ میں پیش کیا ہے۔

مثال کے طور پر ایک بات پیش کرتا ہوں ایک مسیحی مصنف نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے
ایک کبوتر پالا تھا جس کو اس طرح سدھایا تھا کہ وہ آپ کے شانہ پر آکر بیٹھ جاتا تھا اور آپ کے کان
میں سے دانہ نکال کر کھاتا تھا۔ یہ بات (نعوذ باللہ) آپ نے اس لئے کی تھی کہ لوگ یہ سمجھیں کہ خدا کا
فرشتہ کبوتر کی شکل میں آکر خدا کا کلام آپ کو سناتا ہے۔ پہلے پہل تو یہ معلوم ہوگا۔ کہ مصنف نے یہ واقعہ
کسی قابل اعتماد ماخذ سے لیا ہے اور اس کے بعد اپنی رائے اس میں شامل کر دی ہے لیکن حقیقت ہے
کہ اس قسم کا کوئی واقعہ سرے سے آنحضرت کی زندگی میں نہیں پایا جاتا۔ اصل بات یہ ہے کہ روح قدس
کا بشکل کبوتر نازل ہونا مصنف کے دماغ میں موجود تھا اس نے سوچا کہ کوئی اس قسم کا واقعہ آنحضرتؐ
کو بھی پیش آیا ہوگا۔ لیکن چونکہ وہ ہمارے نبیؐ کو سچا نبی تصور نہیں کرتا۔ اس لئے اس نے اپنے مدعا کو ثابت
کرنے کے لئے پالتو کبوتر کا جھوٹا قصہ جو محض اس کے دماغ کی اختراع ہے داخل مضمون کر دیا۔

کس قدر افسوس ہوتا ہے جب ہم اچھے خاصے تعلیمیافتہ آدمیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ زید کی زندگی
کے واقعات بکر کے سوانح حیات میں داخل کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اپنی طرف سے من گھڑت
باتیں شامل کرتے ہیں تاکہ بکر کی لائف نہایت مکروہ شکل میں پبلک کے سامنے آئے۔ اس شرارت سے
اس طبقہ کے افراد کا مطلب پورا ہوتا ہے اکثر ناظرین دھوکہ کھا جاتے ہیں اور اگر وہ غیر مسلم ہیں تو انہیں
اس عبارت پر کامل یقین ہو جاتا ہے پس جب ایک دفعہ ایک جھوٹی بات کسی شخص نے لکھدی تو دوسرے
لوگ اپنی تالیفات میں اس بات کو اس شخص کی کتاب سے اس طرح نقل کر لیتے گویا وہ کوئی بڑا مستند آدمی ہے
وجہ یہ ہے کہ اسلام اور بانی اسلام کے خلاف ہر بات کو سچا تسلیم کیا جاتا ہے۔ خواہ اس کی اصلیت ہو یا
نہ ہو۔ یہ لوگ جب اسلام کے متعلق لکھنے بیٹھتے ہیں تو عدل و انصاف دونوں کو بالائے طاق رکھدیتے
ہیں۔ دوسری مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک مسیحی مصنف لکھتا ہے کہ آنحضرتؐ کو مرگی کے دورے پڑتے تھے
(نعوذ باللہ) اور جب انہیں یہ دورہ پڑتا تھا۔ تو وہ یہ ظاہر کر دیتے تھے کہ انہیں خدا کا الہام ہو رہا ہے اس
الزام سے زیادہ مہمل اور کوئی بات ممکن نہیں ہے کیونکہ اس مصنف نے ایسی باتیں لکھی ہیں۔ جن کی تائید

وتوثیق نہ خارجی شہادت سے ہو سکتی ہے نہ طبی شہادت سے۔ اور نہ وہ کسی مصنف کو بطور سند پیش کر سکتا ہے
اگر آنحضرت صلعم اس مرض میں مبتلا ہوتے تو آپ کے دشمن قریش فوراً اس بات کو معلوم کر سکتے تھے اور وہ
یقیناً اس بات کو آپ کے خلاف تحریر اور تقریر میں استعمال کرتے تاکہ آپ کے مذہب کا خاتمہ ہو جائے۔ تاریخ
بتاتی ہے کہ عربوں نے آپ کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن یہ عجیب وغریب الزام ان کی سمجھ میں
بھی نہ آیا۔ اور اس کی وجہ یہ کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ یہ بات سچ نہیں ہے اور اس لئے اس الزام کو کوئی
شخص تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کے متعلق آسلر اپنی کتاب طریق العلاج میں لکھتا ہے:۔

"مرگی کے حملہ کے بعد مریض چند سکنڈ تک از خود رفتہ ہو جاتا ہے اور بعض افعال ناوانستہ
طور پر کرتا ہے جو عادت پر محمول کئے جا سکتے ہیں اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا بعض اوقات
وہ اپنا لباس آتارنے لگتا ہے لیکن اس کے علاوہ ہر قسم کے بیہودہ اور لایعنی افعال بھی
سرزد ہونے لگتے ہیں"

آنحضرت میں اس قسم کے آثار رحلت العمر کبھی نہیں پائے گئے۔ مرگی کے دورے اس کو پڑتے ہیں۔
جس کا دماغ خراب ہو اور اس مرض میں انسان چڑچڑا، بزدل، مذبذب، مجہول معطل اور ضعیف ہو جاتا ہے
اس کا رنگ زرد اور خون پیلا ہو جاتا ہے اب جس شخص نے بھی آنحضرت کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے خواہ وہ
مسیحی مصنفین ہی کی کتب کے ذریعہ سے کیوں نہ ہو۔ ہرگز اس قسم کے آثار آپ کی زندگی میں نہیں پا سکتا۔
برخلاف اس کے آپ کی زندگی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ شجاع، مستعد، ہوشیار، عقلمند اور نہایت صحیح
المزاج والدماغ انسان تھے اگر آپ مرگی میں مبتلا ہوتے تو کبھی ہرگز وہ عظیم الشان کامیابی حاصل نہیں کر سکتے
تھے جس سے زیادہ ایک انسان کے لئے ممکن نہیں ہے قوم کے اندر ایک کامیاب تمدنی اور اخلاقی
انقلاب پیدا کرنا، لوگوں کے مطمح نظر کو حیوانی اور ادنےٰ باتوں سے ہٹا کر روحانی اور پاکیزہ بنا دینا، ایک
وحشی خونخوار جنگجو اور بت پرست قوم کو بذریعہ اخلاق و دلائل مغلوب کرنا یہ باتیں کسی سقیم الطبع انسان سے
ممکن نہیں ہیں۔ آپ کے جملہ اقوال اور افعال سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نہایت اعلیٰ درجہ کی صحت رکھتے تھے
اور آپ کا دماغ اس درجہ صحیح تھا کہ آپ نے دنیا کی نجات کی نہایت اعلیٰ اسکیم کو عملی جامہ پہنا دیا اور اس
سکیم میں کامیابی حاصل کی آپ اس قدر مستعد تھے کہ دنیا میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی دور اندیشی کا
دنیا میں جواب نہیں۔ لہذا یہ کسی طرح عقل میں نہیں آ سکتا۔ کہ آپ ایسے مرض میں مبتلا ہوں جس کا ادنیٰ سی

مصنفین نے کیا ہے آپ کے قول اور افعال حکیمانہ، آپ کی پیشگوئیاں جن میں سے بعض آپ کی زندگی میں اور بعض صدیوں بعد پوری ہوئیں۔ کبھی ہرگز ایک سقیم دماغ کا نتیجہ نہیں ہوسکتیں۔

اس قسم کے الزامات محض آپ کے خلاف ایک معاندانہ پروپاگنڈا ہیں بلکہ ان الزامات کو پڑھ کر ایک شخص اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ خود کسی سقیم دماغ کی پیداوار ہیں کیونکہ کوئی دانشمند انسان کسی مصلح اور ہمدرد انسانیت کے خلاف اس قسم کے الزامات عائد نہیں کرسکتا۔ اس معاملہ میں سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ الزامات شاذ نہیں ہیں۔ بلکہ محبت اور الفت کا وعظ کہنے والوں کے لئے ایک عام مشغلہ کی صورت رکھتے ہیں۔

پس میں تمام دانشمند اور منصف مزاج انسانوں سے اپیل کرونگا۔ کہ جب وہ اسلام کے خلاف مسیحی مصنفین کی ان تحریرات کو پڑھیں تو ان کو پرکاہ سے زیادہ وقعت نہ دیں ●

مغربی دنیا میں اسلامی تعلیمات کی تشنگی

جیسا کہ ہم نے رسالہ ہذا کے انگلستان کے مکتوب میں عرض کیا تھا کہ آجکل روزانہ خط وکتابت مسجد ووکنگ میں بے انداز بڑھ گئی ہے مسجد ووکنگ کی مزید اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مغرب اب خواب غفلت سے بیدار ہو کر مہر اسلام کی درخشانی شعاعوں سے بہرور ہونے شروع ہوگئے ہیں بہت سے بارسوخ اور ذی وجاہت نفوس دین قیم کے حلقہ بگوش ہورہے ہیں۔ ان بارسوخ شخصیتوں کا قبول اسلام گو بظاہر موجب حیرت واستعجاب ہورہا ہے لیکن مغرب میں یہ انقلاب ایک دن رونما ہونا متصور تھا۔ کیونکہ آزاد تعلیم ایک مدت سے اسلام کے راستہ سے خس وخاشاک صاف کررہی تھی۔ سائنس جو عیسائیت کیلئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے وہ ہمارے دین متین کی ترقی میں موید وحامی ہورہی ہے اس نے کورانہ تقلید وتوہم پرستی کی گردن پر آرہ رکھدیا ہے۔ تعلیمیافتہ طبقہ کو بیجا جنبہ داری سے آزادی دلائی ہے اور انکے قلوب کو حق کی قبولیت کیلئے خالی کردیا ہے مغربی دنیا کے عقلمند احباب اب دنیوی کاروبار کے ساتھ ساتھ دینی کاموں میں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل سے کام لیتے اور سنی سنائی باتوں پر بلا تجسس یقین نہیں کرتے متلاشیان حق پر اب افتراپردازوں کا کذب واضح ہورہا ہے اور اس طرح گویا حقیقت کے محبوب چہرہ سے نقاب اٹھ رہا ہے وہ دن قریب آرہے ہیں جبکہ باطل کے سیاہ وتاریک بادل ٹکڑے ٹکڑے ہوجاویں گے اور حق مہر تاباں کی طرح پورے جلال کیساتھ روئے زمین کو عموماً یورپ اور امریکہ کی سرزمین کو خصوصاً منور کریگا۔

اس وقت جو بات شاندار مستقبل کی خبر دے رہی ہے وہ اسلام کے متعلق کثرت سے استفسارات ہیں۔ ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے ہم ایک گونہ دلی مسرت قلبی انبساط محسوس کرتے ہیں کیونکہ اب متلاشیان حق کے دلوں میں عداوت اسلام کی دروغ بافیوں کی جگہ نہیں وہ خواہاں ہیں کہ اسلام کی حقیقت خود مسلمانوں کے منہ سے سنکر اصلیت سے آشنائی پیدا کریں انکی یہ تمنا بجا اور نہایت مناسب ہے کہ پادریوں کے توسط کے بغیر ہی وہ براہ راست اسلام کے متعلق اپنی معلومات بڑھائیں لیکن ہمارے لئے یہ موقعہ جہاں ایک طرف ہماری مسرت کا موجب ہورہے ہیں تو دوسری طرف یہی موقعے تکلیف دہ بھی ثابت ہورہے ہیں ہمارے پاس اسقدر فنڈس نہیں ہیں جو ان کی اس اسلامی تشنگی کا سامان بہم پہنچا سکیں مستفسرین اسلام مختلف اسلامی مسائل پر معلومات کے خواہاں نظر آرہے ہیں اور ان مسائل پر روشنی چاہتے ہیں ان سب کے سب اسلامی مسائل کے متعلق ہمارے ہاں موجود ہیں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مشن ووکنگ کے کلک گہربار کا نتیجہ ہیں لیکن مسلم مشن ووکنگ ٹرسٹ کے پاس انکی طباعت کی گنجائش نہیں یہ ٹریکٹ ۵۔۱۰۔۱۵۔۲۰ صفحات کے مختلف موضوع پر ہیں اس سلسلہ کے اندر قریباً قریباً اسلام کی جملہ تعلیم آجاتی ہے اگر ان کی طباعت کا سامان ہوجاوے تو تبلیغی میدان میں کارکنان مشن کو بہت سی آسانی ہوسکتی ہے غیر مسلم مستفسر کو ایک ٹریکٹ بھیجنے سے اس کے شکوک رفع ہوسکتے ہیں اس طرح کارکنان مسجد ووکنگ کا وقت بھی بچ سکتا ہے۔ اور اسمیں طویل خط وکتابت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ان ٹریکٹوں پر پچیس روپیہ سے لیکر کیصد روپیہ تک فی ٹریکٹ صرف آتا ہے جو اہل دل اس کار خیر میں حصہ لینا پسند فرمائیں انکی خدمتیں

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور

بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲	۳۹۶	جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۰	۰	۵
	۳۹۷	" اے محمود خانصاحب	۳	۱	۰
	۴۰۴	" نواب الدین صاحب	۰	۰	۱۲
۳	۴۱۲	" قاضی منہاج الدین صاحب	۰	۰	۲
	۴۱۳	" محبوب خاں صاحب	۰	۰	۴
	۴۱۴	" سارہ بی بیگم محبوب خاں صاحب	۰	۰	۱
	۴۱۵	C. A. Sovan Esq.	۰	۱۵	۱۲
۴	۴۱۷	جناب عبدالحق صاحب. مشن ۵—۰—۰ زکوٰۃ ۲—۰—۰	۰	۰	۷
	۴۱۸	جناب عبدالحمید خانصاحب (زکوٰۃ)	۰	۰	۵
۶	۴۲۱	" عاشق علی صاحب	۰	۸	۰
	۴۲۲	" منہاج الدین احمد صاحب	۰	۰	۱۰
	۴۲۳	" احمد خاں عباسی صاحب (مفت تقسیم لٹریچر)	۰	۰	۴
	۴۲۴	" حضور نواب صاحب بہادر منگرول	۰	۰	۹۹
	۴۲۷	واپسی پیشگی دفتر ووکنگ	۰	۸	۵۰۸
۷	۴۲۹	" محمد محفوظ الکریم صاحب	۰	۰	۴
	۴۳۲	واپسی پیشگی از جناب سیکرٹری صاحب ٹرسٹ	۰	۶	۲۲
	۴۳۳	مسلم بک سوسائٹی بابت فروخت کتب	۰	۳	۱۴۵
	۴۳۴	والدہ صاحبہ خلیفہ عبدالحمید صاحب	۰	۰	۲
	۴۳۵	جناب عبدالکریم صاحب	۰	۴	۳
۹	۴۳۷	" چوہدری محمد نور غنی صاحب	۰	۱۴	۹
۱۰	۴۴۰	آمد ووکنگ بابت مئی ۱۹۳۴ء: مشن ۲۴۶—۳—۶، ریویو ۱۱۱—۵—۳، کتب ۲۰۴—۰—۱۱	۹	۹	۵۶۲
	۴۴۴	جناب ملک محمد اسحاق صاحب	۰	۰	۲
	۴۴۶	" احمد مولاداد صاحب (بابت کتب)	۰	۰	۱۰
	۴۵۶	" اسحاق تار محمد صاحب	۰	۰	۱
۱۲	۴۶۱	U. Maung Gale Esq.	۰	۴	۱

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۳	۴۷۰	A. R. M. Avah Esq.	۰	۰	۲۰
۱۴	۴۹۴	جناب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب ٹیلیگراف ٹھینہ	۹	۰	۰
۱۶	۴۹۵	M. Jamal. mohd saile	۰	۰	۵۰
	۴۹۶	جناب عبدالحافظ یا عکفر صاحب	۰	۰	۲۷
	۴۹۷	کے ایچ مانیار صاحب	۰	۰	۲
۱۹	۵۱۳	جناب سلطان حسین خانصاحب	۰	۰	۲۵
۱۸	۵۲۹	" ڈاکٹر ابن اکبر خانصاحب	۰		۲
	۵۳۰	" لفٹیننٹ راجہ نجیب اللہ صاحب	۰	۰	۵
	۵۳۱	" کریم اللہ خانصاحب	۰	۰	۳
۱۹	۵۳۲	" حاجی شیخ عبدالعزیز صاحب	۰	۰	۵
	۵۳۸	" ایس غاصی محمد صاحب	۰	۸	۱
	۵۴۰	" غاصی محمد صاحب	۰	۰	۱
	۵۴۱	" صبیح الدین صاحب	۰	۰	۱
	۵۴۲	U. Maung Gale Esq.	۰	۴	۱
	۵۴۳	" لفٹیننٹ راجہ نجیب اللہ صاحب	۰	۰	۵
۲۱	۵۶۲	" محمد امیر حسن صاحب	۰	۰	۱
	۵۶۳	" عبدالشہید خانصاحب	۰	۰	۲۵
۲۳	۵۷۸	" سارہ بی بیگم محبوب خانصاحب	۰	۰	۱
	۵۷۹	" محبوب خانصاحب	۰	۰	۲
	۵۸۰	جناب چوہدری محمد نور غنی صاحب	۰	۱۴	۹
۲۵	۵۸۹	" اسحاق تار محمد صاحب	۰	۰	۱
	۵۹۰	" قاضی منہاج الدین صاحب	۰	۰	۲
۲۶	۵۹۲	جناب بیگم صاحبہ مولوی آفتاب الدین احمد صاحبہ	۰	۰	۲
	[illegible]	جناب سید حبیب الرحمٰن (Rajendale)	۰	۴	۵
۳۱	۶۰۱	Yelliyul Aboo-baker Esq (Rajendale)	۰	۰	۵
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء	۰	۰	۶۰۹
		" اشاعت اسلام	۰	۶	۱۲۰
		کل میزان	۹	۵	۲۴۷۲

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴	۴۱۶	جناب ایس ایم ... صاحب ۱ کاپی	۰	۰	۵
۰	۴۲۸	" سید کشفی شاہ صاحب ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
۹	۴۳۶	" ابراہیم صاحب ۳ کاپی	۰	۰	۱۵
۱۰	۳۴۵	جناب کے۔ اے۔ دراتن صاحب ۲۰ کاپی	۰	۰	۱۰۰
	۳۴۶	" احمد مولاداد صاحب	۰	۰	۴۰

بقیہ تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۲	۵۹	Managing Trustee Haji [illegible] Mahomed Sulaiman Bolanalds Charities ۱۰۰ کاپی	۰	۰	۵۰۰	۲	۵۷۱	جناب خانصاحب عبداللطیف چوہدری ۳ کاپی	۰	۰	۱۵
								میزان کل	۰	۰	۶۰۵

ریزرو فنڈ

تاریخ	رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	رسید نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴	۱۲	بیگم صاحبہ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱			عملہ دفتر لاہور	۰	۰	۱
	۱۳	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب	۰	۸	۲	۹	۱۴	جناب منشی محمد عبداللہ صاحب	۰	۰	۱
	"	خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱		۱۵	مولوی نذیر الحسن صاحب معرفت ملک محمد اسحاق صاحب	۰	۰	۱
	"	خواجہ جلال الدین صاحب	۰	۰	۱		"	سید مجیب الرحمٰن صاحب	۰	۶	۰
								میزان کل	۰	۱۴	۸

تفصیل خرچ ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ و لاہور بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۲	۳۴	تنخواہ عملہ دفتر لاہور	۰	۷	۱۰۰۰
	۳۵	محصول ڈاک برائے دفتر لاہور از نمبر ۶۷۳ تا ۶۷۵	۰	۰	۱۵۰
۳	۳۶	کاغذ بابت اشاعت اسلام بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۳۴ء	۶	۹	۶۳
	۳۷	طباعت اسلامک ریویو بابت جنوری، فروری، مارچ ۱۹۳۴ء	۰	۰	۵۰۰
	۳۸	کاغذ برائے اشاعت اسلام	۰	۳	۴۷
	۳۹	طباعت (Balance Sheet) ۸ صفحے	۰	۰	۲۵
	۴۰	اخراجات سفر سیکرٹری صاحب ٹرسٹ بمبئی	۰	۶	۲۲
۱۳	۴۱	پیشگی دفتر ووکنگ .. .. 42—2—0 پونڈ	۹	۹	۵۶۱
۱۸	۴۲	واپسی امانت ڈاکٹر محمد عالم صاحب بابت آر۔ آر ۷۶۹ ۳۰ ۔ یہ رقم ڈاکٹر صاحب موصوف نے مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۴ء کو بطور امانت جمع کرائی تھی	۰	۰	۱۰۰۰
۲۶	۴۳	پیشگی مولوی آفتاب الدین احمد صاحب معہ عیال برائے اخراجات سفر ووکنگ	۰	۰	۲۵۰
۳۱	۴۴	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۶۷۶ تا ۶۸۷ .. .. ۰—۰—۸۵			
		کاغذ وغیرہ برائے پمفلٹ رمضان .. .. ۹—۳—۲۷			
		ریپر اسلامک ریویو .. .. ۰—۲—۱۳			
		ترجمہ اشاعت اسلام .. .. ۰—۴—۷			
		سٹیشنری .. .. ۰—۸—۱			
		تاریں .. .. ۰—۲—۳			
		اشتہار اشاعت اسلام .. .. ۰—۰—۵			
		فرنیچر .. .. ۹—۱—۱۷			
		متواضعات .. .. ۳—۴—۰			
		متفرق .. .. ۳—۱۳—۷			
		کتب برائے دفتر لاہور .. .. ۰—۹—۲			
			۰	۰	۱۵۰
		کل میزان	۳	۳	۳۷۹۷

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور

بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۶۰۶	SK. Sahib Karam Esq. مفت تقسیم لٹریچر	۰	۰	۵
۲	۶۰۸	جناب لال دین صاحب	۰	۰	۱۵
	۶۰۹	شیخ احمد حسین صاحب عباسی	۰	۰	۱۰
۳	۶۱۴	〃 ڈاکٹر وزیر احمد صاحب	۰	۰	۱۶
۴	۶۱۷	〃 عبدالحق صاحب	۰	-	۵
	۶۱۹	Ismail Mahomed Esqr. (Refundable)	۰	۴	۳۱
۶	۶۲۰	جناب فرحت حسین صاحب	۰	۶	۰
	۶۲۱	〃 منہاج الدین صاحب	۰	-	۱۰
	۶۲۲	قرضہ از ریزرو فنڈ	۰	۰	۲۵۰۰
۷	۶۳۰	جناب نذیر حسین صاحب	۰	۰	۴
۸	۶۴۷	〃 نامدار نواب صاحب بہادر آف بلیہ	۰	۰	۱۰۱
	۶۵۲	〃 ایس قاضی محمد صاحب	۰	۰	۱
۹	۶۶۷	〃 حاجی منشی محمد انعام علی صاحب عباسی	۰	۰	۱۰
۱۰	۶۷۷	〃 محمد ایوب صاحب	۰	-	۱۰
۱۳	۶۹۲	〃 ابوالحسین صاحب	۰	۰	۵
	۶۹۵	〃 کمال الدین خانصاحب (واپسی امانت)	۰	۰	۲۰
۱۴	۷۰۷	〃 ڈاکٹر امین اکبر خانصاحب	۰	۰	۲
	۷۰۸	〃 حاجی شیخ عبدالعزیز صاحب	۰	-	۵
	۷۰۹	〃 ... امجد علی صاحب	۰	۰	۱۰
۱۵	۷۲۴	واپسی پیشگی از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب	۰	۷	۷۷
〃	۷۲۵	K. M. A. Salam Esqr.	۰	۰	۵
۱۶	۷۳۱	جناب والدہ صاحبہ خلیفہ عبدالحمید صاحب	۰	۰	۲

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	۷۳۳	جناب ہارون نار محمد نورانی صاحب	۰	۰	۵
۱۸	۷۴۷	عبدالکریم صاحب	۰	۰	۳
	۷۴۸	جناب محمد یوسف صاحب		۸	۰
۲۰	۷۵۳	〃 احمد سعید خانصاحب (زکوٰۃ)	۰	۰	۱۰
	۷۵۴	〃 ایس قاضی محمد صاحب	۰	۰	۱
	۷۵۹	〃 صبیح الدین صاحب	۰	-	۱
	۷۶۰	〃 قاضی منہاج الدین احمد صاحب		۰	۲
	۷۶۱	〃 لفٹیننٹ راجہ نجیب اللہ صاحب		۰	۵
	۷۶۲	〃 آنریبل اے ایچ غزنوی صاحب	۰	۰	۲
۲۱	۷۶۳	〃 محمد امیر حسین شاہ صاحب	۰	-	۱
	۷۶۴	〃 محمد احمد اللہ صاحب	۰	۰	۲
	۷۶۹	محبوب خاں صاحب	۰	۰	۳
۲۲	۷۷۰	قرضہ از ریزرو فنڈ	۰	۰	۵۰۰۰
	۷۷۱	مسلم بک سوسائٹی بابت فروخت کتب	۳	۱۵	۵۸
۲۳	۷۷۶	جناب کے عبدالرحمٰن صاحب	۴	۱	۰
	۷۸۱	〃 محمد نور غنی صاحب	۰	۱۴	۹
	۷۸۴	M. Maung Gale Esqr.	۰	۴	۱
	۷۸۵	جناب اسحاق نار محمد صاحب	۰	۰	۱
۲۷	۷۹۶	نامعلوم الاسم	۰	۵	۰
۲۸	۷۹۷	جناب سلطانی صاحب	۰	-	۱۵
۲۹	۸۰۲	نامعلوم الاسم	۰	۱	-
۳۱	۸۰۳	جناب احمد حسین صاحب	۰	۰	۸
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو ماہ اگست	۰	۱۰	۹۰۷
		〃 〃 اشاعت اسلام 〃	۰	۶	۸۶
		کل میزان	۶	۶	۹۱۰۴

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴	۶۱۷	جناب عبدالحق صاحب ا کاپی	۰	۰	۵
	۶۱۹	Ismail Mahomed Esqr.	۰	۰	۵
۶	۶۲۳	〃 محمد قاسم صاحب ۵ 〃	۰	۰	۲۵
	۶۲۵	〃 محمد شریف خانصاحب ۳ 〃	۰	-	۱۵
۹	۶۵۳	〃 ایس ایم احمد صاحب ۱ 〃	۰	۰	۵

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۲	۷۱۰	جناب عبدالمحسن سید علی اعظم صاحب ا کاپی	۰	۰	۵
	۷۱۱	〃 محمد ابراہیم صاحب ۱ 〃	۱	۰	۵
	۷۱۸	〃 محمد عبدالحلیم صاحب ۱ 〃	۰	۰	۵
	۷۲۵	〃 غلام جیلانی صاحب ۴ 〃	۰	۰	۲۰
		میزان کل	۰	۰	۹۰

آمد ریزرو فنڈ بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳	۱۷	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب	۰	۰	۱۲	۳	۱۹	جناب خواجہ جلال الدین صاحب	۰	۰	۱
	۱۸	بیگم خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱			عملہ دفتر لاہور	۰	۰	۱
	۱۹	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب	۰	۸	۲	۲۲	۲۰	جناب میجر ایم اے جعفری صاحب	۰	۰	۵۰
		خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱			میزان کل	۰	۸	۶۸

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور

بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۴۵	تنخواہ عملہ دفتر لاہور	۰	۷	۱۰۰۰
	۴۶	محصول ڈاک برائے دفتر لاہور از نمبر ۶۸۰ تا ۶۹۲۰	۰	۰	۱۵۰
۲	۴۷	امپیرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۶۹۲۰ تا ۷۱۲۹ ۵۴—۰—۰			
		کرایہ دفتر بابت ماہ جون ۱۹۳۴ء ۳۰—۰—۰			
		اشتہارات رسالہ اسلامک ریویو بابت جنوری فروری ۱۹۳۴ء و جولائی ۱۹۳۴ء ۵۵—۰—۰			
		کتابت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء ۱۷—۸—۰			
		اخراجات متفرق ۲—۸—۰			
			۰	۰	۱۵۰
۴	۴۸	پیشگی مولوی آفتاب الدین احمد صاحب برائے اخراجات سفر بابت ریزولیوشن نمبر ۹۱/۱۹۲	۰	۰	۱۵۸۳
۱۳	۴۹	امپیرسٹ بل بہ تفصیل ذیل			
		محصول ڈاک از نمبر ۷۱۳۰ تا ۷۱۳۶ ۵—۰—۰			
		باقیات ریڈنگ رسالہ اسلامک ریویو جون و جولائی ۱۹۳۴ء ۳۰—۰—۰			
		تار برقی، ورکنگ وغیرہ ۹—۳—۰			
		اخراجات سفر پیشگی سیکرٹری صاحب ٹرسٹ ۱۸—۴—۰			
		زر چندہ اشاعت اسلام ۷—۰—۰			
		بائنڈنگ اشاعت اسلام جون و جولائی ۱۹۳۴ء ۷—۸—۰			
		کاغذ وغیرہ برائے دفتر ۶—۴—۰			
		کرایہ گودام بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۳۴ء ۲۰—۰—۰			
		طباعت اشاعت اسلام بابت ماہ جون ۱۹۳۴ء ۱۲—۸—۰			
		سٹیشنری ۰—۲—۰			
		خرچ بر کتب آمدہ از ووکنگ ۲۴—۴—۰			
		اخراجات متفرق ۹—۱۵—۰			
			۰	۰	۱۵۰
	۵۰	محصول ڈاک برائے دفتر لاہور از نمبر ۷۱۳۷ تا ۷۱۷۱	۰	۰	۱۵۰
	۵۱	امپیرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۷۱۷۲ تا ۷۲۴۰ ۷۷—۱—۰			

بقیہ تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور۔ بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
		متواضعات .. .. .. ۰ — ۱۵ — ۳			
		کرایہ دفتر بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء .. .. ۰ — ۰ — ۳۰			
		کاغذ برائے ٹائیٹل اشاعت اسلام بابت اگست و ستمبر ۱۹۳۴ء .. ۶ — ۱ — ۱۰			
		سٹیشنری .. .. .. ۰ — ۰ — ۴			
		کاغذ و فائل وغیرہ برائے دفتر .. .. ۰ — ۶ — ۹			
		اخراجات متفرق .. .. ۳ — ۸ — ۸			
		فرنیچر .. .. .. ۳ — ۷ — ۰			
		پیشگی اکونٹنٹ صاحب ٹرسٹ .. .. ۰ — ۰ — ۶	۰	۰	۱۵۰
	۵۲	والپسی امانت مسلم بک سوسائٹی بابت آر آر نمبر ۴۹۵ و ۶۲۹ و ۶۱۱	۰	۸	۴۱
	۵۳	اخراجات سفر مولوی آفتاب الدین احمد صاحب از لاہور تا بڑوان ۰ — ۱ — ۶۵			
		اخراجات سفر مولوی آفتاب الدین احمد صاحب از علیگڑھ تا لاہور ۰ — ۶ — ۱۲			
			۰	۷	۷۷
۱۸	۵۴	پیشگی دفتر ووکنگ ۳۰۰ پونڈ	۰	۱۵	۴۰۱۸
۲۰	۵۵	بابت پنکھا بجلی دو عدد	۰	۰	۱۴۸
	۵۷	بائنڈنگ رسالہ اسلامک ریویو بابت اگست ۱۹۳۴ء و بائنڈنگ پمفلٹ رمضان ..	۰	۰	۴۰
	۵۸	کاغذ اشاعت اسلام بابت مارچ و اپریل ۱۹۳۴ء	۶	۵	۶۲
	۵۹	بنوائی بلاک ۵ عدد برائے اسلامک ریویو	۰	۱۱	۱۹
	۶۰	طباعت اشاعت اسلام ٹائیٹل از ماہ جون تا ستمبر ۱۹۳۴ء	۰	۰	۲۴
	۶۱	طباعت کتاب "Ideal Prophet" از حساب جاریہ	۰	۰	۱۵۰
	۶۲	پیشگی دفتر ووکنگ ۔ پونڈ ۲۰۰	۰	۵	۲۶۷۴
	۶۳	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۱۲۲۷ تا ۶۳۳۷ .. .. ۰ — ۰ — ۲۳			
		طباعت بلاکس اسلامک ریویو .. .. ۰ — ۸ — ۱۳			
		کارڈ اپیل اسلامک ریویو برائے دفتر .. .. ۰ — ۰ — ۲۶			
		طباعت اشاعت اسلام .. .. ۰ — ۱۲ — ۱۸			
		تالا برائے دفتر .. .. ۰ — ۵ — ۰			
		تالیف قلوب .. .. ۰ — ۳ — ۱۱			
		اخراجات برائے کتب آمدہ از ووکنگ .. .. ۰ — ۳ — ۷۴			
		اخراجات متفرق .. .. ۰ — ۱۰ — ۵			
		سٹیشنری .. .. ۰ — ۷ — ۴			
			۰	۰	۱۵۰
	۶۴	طباعت رسالہ اسلامک ریویو بابت اپریل مئی ۱۹۳۴ء	۰	۰	۴۸۶
		کل میزان	۶	۱۰	۱۱۲۲۳
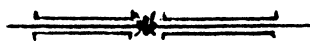
عبادت الٰہی کا اسلامی تخیل

سوال:۔ اسلام میں عبادت الٰہی کا کیا تخیل ہے؟

جواب:۔ تعلیمات اسلامی کی رو سے۔ عبادت منشائے ایزدی کی مکمل اطاعت اور قوانین الٰہیہ کی سخت پابندی کا نام ہے۔

سوال:۔ تو پھر اسلامی نماز کے مقدمات کیا ہیں؟

جواب:۔ تشکر۔ تسبیح۔ دعا۔

سوال:۔ جب ہم قوانین الٰہیہ کی پابندی کرتے ہیں۔ تو تشکر و تسبیح کس لئے۔ تشکر و تسبیح کی تشریح۔

جواب:۔ منبع قوانین (یعنی خدا تعالیٰ) کی محبت سے اطاعت و فرمانبرداری کا احساس راسخ ہو جاتا ہے حسن و جمال ہی موجب عشق ہے۔ حسن کی تعریف انسان کا فطری خاصہ ہے مذہبی اصطلاح میں اسی تعریف کا نام تسبیح ہے کرم سے شکر گذاری یعنی تشکر پیدا ہوتا ہے الفاظ "تسبیح و تشکر" کے اعادہ سے اس عالمگیر حسن الٰہی کی یاد دانی ہوتی ہے جس کا کائنات عالم میں ہر ذرہ مظہر ہے۔ اس وجہ سے ہم خدا کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور اسی کا نام منشائے ایزدی کی مکمل اطاعت ہے۔

سوال:۔ کیا خدا کو ہماری حمد و تسبیح کی ضرورت ہے؟

جواب:۔ اس کو اسکی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ لیکن ایک احسان فراموش انسان پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا۔

سوال:۔ کیا نماز سے اعضائے جسمانی پر زور نہیں پڑتا؟

جواب:۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے جبکہ ہم خدا تعالیٰ سے ان کاموں کیلئے بھی دعائیں مانگتے ہیں جو ہم خود کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی نمازوں میں یہ دعا نہیں مانگتے۔ کہ اے خدا ہمیں فلاں شے عنایت فرما۔ ہم اس سے اس چیز کے حاصل کرنے کیلئے استمداد کرتے ہیں۔ ہم دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہمیں کوئی مناسب راہ دکھادے۔ تاکہ ہمارے اندر کام کرنیکی استعداد و قابلیت پیدا ہو جائے۔

سوال:۔ اگر بہر حال ہمیں محنت کرنی پڑتی ہے۔ تو نماز کی ضرورت ہی کیا ہے؟

جواب:۔ جناب عالی۔ اس سے کیمبرج یونیورسٹی میں آپ کے حصول تعلیم کی تغلیط ہوتی ہے۔ کیا ہر جگہ کتبخانوں میں کتابیں دستیاب نہیں ہو سکتیں؟ کیا آپ کا دماغ ان کی تفہیم کے لئے کافی نہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو استاد کی بھی امداد درکار نہیں۔ پھر کالج میں آپ کی روزانہ حاضر باشی کا سبب، پروفیسروں کے لیکچر سننے کی وجہ۔ کیا یہاں صحیح و مناسب طریق تحصیل علم معلوم کرنے کیلئے نہیں آتے جس کا حصول خود اکتساب ناممکنات سے ہے؟ ہم وہ انسانی ترقی حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں جس کو اسلامی اصطلاح میں برکت الٰہی کہتے ہیں۔ منزل مقصود تک رسائی کیلئے ہمیں صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہم راہ پر چلنے کے خواہاں تو ہیں۔ لیکن خطرہ ہے۔ کہ کہیں گم راہ نہ ہو جائیں۔ ضلالت و گمراہی سے نجات طلب کرتے ہیں اور یہی الفاظ ہیں جن کو ہم نماز میں ادا کرتے ہیں۔

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد اسلام اپنے پیروؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنھوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے۔ مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی تصرف کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالےٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازہ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آئندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آئندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کر لیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا "تقدیر" کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اس کا غلط استعمال اُسے بُرا بنا دیتا ہے۔

ارکان اسلام اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالیٰ مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اس کی مانند نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اس کی ذات قابل تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل و قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

...ن بغیر عمل کے مردہ ہے۔ ایمان بجائے خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ

ایمان اور عمل مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اس کے صفات اسلامی ضابطہ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد از روئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اس کی تخلیق بہترین طور پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمت انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ و نسل و عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلبِ علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارنامہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان)

کو تحریر فرمائیں

Printed by Mian Maula Dad at Muslim Printing Press, Lahore & Published by Khwaja Abdul Ghani, Brandreth Road, Lahore

NOVEMBER 1934. Regd. L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

عہدہ داران

اسمار ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

عہدہ داران

ضروری نوٹ۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکرٹری ووکنگ ٹرسٹ

Mr. M. Abdur Razzaque Selliah (Ceylon), who embraced Islam in March 1934

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمدنی بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے کل اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲ | بابت ماہ نومبر ۱۹۳۴ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۵۳ھ | نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ نومبر ۱۹۳۴ء

شذرات

امام مسجد ووکنگ کا ایک لیکچر ۲۸ ستمبر کو بروز جمعہ میوسوپل ہل ٹاک ایچ۔ ایل۔ ڈبلیو۔ ایچ لندن کے حصہ خواتین میں ہوا۔ حاضرین کی تعداد بہت کافی تھی۔ اور ان میں صرف عورتیں ہی نہ تھیں۔ کچھ مرد بھی موجود تھے جلسہ ایک دلچسپ طریق سے شروع کیا گیا۔ تمام بجلی کی روشنی گل کر دی گئی اور اس کے بجائے ایک موم بتی جلا دی گئی۔ پھر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی۔ کہ وہ دنیوی زندگی کی راہ گم کر دینے والی ظلمتوں سے نکال کر روشنی کے اندر لے آئے امام صاحب کے لیکچر کا مضمون اسلام تھا۔ ابتداءً آپ نے حاضرین کو قرآن کریم کے الفاظ میں توحید کا پیغام پہنچایا۔ پھر آپ نے سامعین پر یہ واضح کیا کہ کس طرح آپ کا مذہب نہ صرف وہی ہے جو موسےٰ اور عیسےٰ وغیرہم سامی پیغمبروں کا مذہب تھا۔ بلکہ تمام دوسرے مرسلین الٰہی کا بھی جو وقتاً فوقتاً مختلف اقوام کیطرف بھیجے جاتے رہے۔ یہی مذہب تھا۔ آپ نے بتایا۔ کہ اسلام کی سپرٹ کے متعلق یہ غلط فہمی ہے جو بہت سی یورپین اقوام کے صدہا سالہ خیالات کی تہ میں پائی جاتی ہے۔ کہ اسلام نے نفسانی خواہشات کی اگر حوصلہ افزائی نہیں کی۔ تو ان سے چشم پوشی ضرور کی ہے آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کو فی الحقیقت یہ سبق پڑھایا گیا ہے کہ حقیقی روحانیت صرف مجلسی اور متاہلانہ فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ مسلمانوں کا خدا سخت جد وجہد کا طالب ہے اور تمام مجلسی اور خانگی فرائض کو پورا کرانا چاہتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہمارا خدا زندگی کو تنگ کرنے کے بجائے اسے ترقی دیتا اور بڑھاتا ہے اور یہی اس سے امید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہی ہے جس نے اسے پیدا کیا اور تمام مختلف قسم کے مذاق اور خواہشات اس میں رکھیں۔ آخر میں آپ نے بتایا۔ کہ خدا کا مذہب وہی ہونا چاہیئے جو ہمارے احساسات اور جذبات کو کچلنے کے بجائے ان کی رہنمائی کرے اور ٹھیک رستہ پر لے آئے۔

تقریر کے بعد لوگوں نے بہت سے سوالات کئے۔ جن کے جوابات امام صاحب نے دیئے۔ سوالات

ہم کے تھے جن سے امام صاحب کے اس خیال کی تصدیق ہوتی تھی۔ کہ مغرب میں اسلام کے متعلق
ن بڑی جہالت پائی جاتی ہے کیونکہ ایک سوال میں تو یہ دریافت کیا گیا تھا۔ کہ آیا مسلمانوں میں خنزیر
لئے حرام ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کی نعش کو اس جانور نے (نعوذ باللہ) کھا لیا تھا؟ سوالات کے جو
ابات امام صاحب نے دیئے اور حاضرین کے پیش کردہ امور کی جو وضاحت فرمائی۔ اس سے لوگوں کی کافی
ہو گئی۔ جلسہ سوا آٹھ بجے سے شروع ہو کر ساڑھے نو بجے ختم ہوا۔

---

۱۷ ستمبر کو امام صاحب نے گروشین ہال دگمور سٹریٹ لندن میں سپر چولسٹ کمیونٹی کے ایک خاص جلسہ
تقریر کی۔ مسز سینٹ کلیر نے جو اس کمیونٹی کی لیڈر ہیں جلسہ کی صدارت کی مضمون بحث "نیکی اور بدی کا مسئلہ"
حاضرین کی تعداد خاصی تھی۔ فاضل مقرر نے ثابت کیا۔ کہ اسلام میں بدی کوئی ایسی مستقل چیز نہیں جیسا کہ خدا
نا کی ہستی ہے۔ جو نیکی کا سرچشمہ ہے برخلاف اس کے یہ ان ابتدائی ذرائع میں سے ایک ہے جو اس دنیا میں
رے عظیم الشان روحانی سفر کیلئے کام کرتے ہیں اس کا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اس کے بغیر ہمارے وہ حواس جو
ق سے تعلق رکھتے ہیں بیدار نہ ہو سکتے تھے بالفاظ دیگر ہم میں اپنی خداداد استعدادوں کا احساس بھی پیدا
نا۔ اگر بدی کا وجود دنیا میں نہ ہوتا۔ یہ امر کہ انسانوں کو ایسے اتفاقات پیش آتے رہتے ہیں جن میں وہ بدی
بلیوث اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں آزادی اور اختیار دیا گیا ہے۔ آگے چل کر
صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ صرف علم نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ بدی ظہور میں آتی ہے اور ایسا ہی ہماری طاقتوں کی
ستعمالی بھی بدی کو پیدا کرتی ہے ورنہ کوئی طاقت و استعداد یا خواہش بذات خود بری نہیں۔ اخر میں امام
نب نے بتایا۔ کہ ایک مسلمان پر قرآن کریم نے یہ فرض کیا ہے کہ وہ شیطان کا انکار کرے۔ اور صرف خدا
پر ایمان لائے۔ بالفاظ دیگر اسلام نے بدی کے وجود کو نظر انداز اور اخلاق الٰہی کے نشو و نما پر زور دیا ہے
سے بدی کا تسلط باقی نہیں رہتا۔ اور آخر کار وہ بالکل زائل ہو جاتی ہے۔

پریذیڈنٹ نے لیکچر کے بعد فاضل لیکچرار کی بہت تعریف کی۔ اور فرمایا۔ کہ جتنا زیادہ میں آپ کے
ہب کا مطالعہ کرتی ہوں۔ اسی قدر میں اس تسلی اور قناعت پر ندامت محسوس کرتی ہوں۔ جو روحانی امور
تعلق یورپ کے لوگوں نے اپنے علم پر اختیار کر رکھی ہے۔ آپ نے کہا کہ میں یہ معلوم کر کے حیران و ششدر
ہاتی ہوں کہ وہ روحانی صداقتیں جنہیں اب تک موجودہ یورپین سپر یچولزم کے عظیم الشان انکشافات سمجھا

جاتا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال ہوئے۔ انہیں معلوم کرکے دنیا کو ان کا سبق پڑھایا اور آپ نے مسلمانوں کو مبارک دی کہ وہ اتنی صدیوں سے مغربی سبزیجولزم کے قائدِ اعظم ہیں۔

تقاریر کے بعد بحث ہوئی جس کے بعد ایک گیت گایا گیا۔ اور جلسہ منتشر ہو گیا۔ ساڑھے چھ بجے سے جلسہ شروع ہو کر ساڑھے سات بجے ختم ہوا۔

فراسونی شیفر نامی ایک بوڑھی جرمن خاتون نے جو چند دن ہوئے مسجد میں تشریف لائی تھیں اور امام صاحب مسجد ووکنگ سے جرمن زبان میں دیر تک گفتگو کرتی رہی تھیں، ۹ ستمبر ۱۹۳۲ء کو لندن سے جہاں وہ اس وقت قیام پذیر ہیں۔ ذیل کا خط لکھا ہے:۔

اسلامک ریویو کے اس پرچہ سے جو آپ نے مجھے دیا۔ مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کی قیمت دینا مجھے یاد نہ رہا۔ بہرحال میں اس کے باقاعدہ خریداروں میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔ اس لئے ازراہ نوازش مجھے سالانہ چندہ سے مطلع فرما دیجئے۔ آپ دلچسپی کے ساتھ یہ سنینگے کہ اگرچہ میں کلیسائیوں اور پادریوں کے ایک خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔ تاہم اپنی تمام عمر میں مسیحیت کے عقائد ایمانیات سے مجھے کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن جس چیز نے مجھے اسلام کے قریب کر دیا۔ اور آپ کے مذہب سے اس قدر دلچسپی پیدا کر دی وہ ایک بہت اہم واقعہ ہے۔ جو ہمارے خاندان میں ظہور پذیر ہوا۔ میرے والدین نے ایک لڑکی کو جو عمر میں مجھ سے بڑی تھی۔ اپنی متبنّٰی بنایا ہوا تھا۔ جب وہ بڑی ہو کر عورت کے رتبہ کو پہنچ گئی تو ایک مصری مسلمان سے اس کی دوستی ہو گئی جس کو اس نے بہت پسند کرنا شروع کیا۔ اور آخر کار اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد وہ دونو جرمنی سے چلے گئے اور بیس سال تک اس خاتون کے متعلق کچھ بھی سننے میں نہ آیا۔ اس عرصہ کے بعد اس نے ہمیں خط لکھا۔ لیکن وہ بستر مرگ سے لکھا گیا تھا۔ اس آخری خط میں اس نے اسلام قبول کرنے اور اس پر قائم رہنے کے وجوہات لکھے تھے۔ بڑی وجہ جو اس نے بیان کی وہ یہ تھی کہ اس مذہب میں آکر اسے کامل طمانیت قلب حاصل ہو گئی ہے اور اس کے خط کا طرز اس حقیقت کا زبردست ثبوت تھا۔ کہ اسے فی الواقعہ طمانیت حاصل ہوئی تھی۔ یہ فی الحقیقت ایک بڑی چیز ہے کہ کسی شخص کا مذہب اسے کامل طمانیت قلب عطا کر دے اس خیال کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے جیسی پیدائشی متلاشی صداقت نے اسلامی معتقدات کی تحقیق و تفتیش شروع کر دی۔ میں کئی مرتبہ آپ کے ہائیڈ پارک کے لیکچروں میں گئی ہوں اور

اور آپ کی تقاریر میرے لئے بہت بڑی دلچسپی کا موجب ہوئی ہیں۔ بسا اوقات میں نے لیکچرار سے سوالات پوچھنے چاہے لیکن انگریزی زبان کا کافی علم نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے خیالات کو انگریزی میں ظاہر نہ کر سکی لیکن میرا یقین ہے کہ اگر قرآن کریم کا ایک نسخہ میرے پاس ہو۔ تو میں بہت سے ان اسلامی معاملات کا جو ابھی تک میرے دلی اطمینان کا موجب نہیں۔ حل معلوم کر سکتی ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاتون مذکورہ کی اس نیک خواہش کو پورا کرنیکے سامان پیدا کر دے۔ اور ان کے دل کو اسلام کیلئے کھولدے۔ آمین۔

گذشتہ ہفتہ امام صاحب مسجد ووکنگ کو انگلستان کے ایک جنوبی ضلع سے ایک انگریز کا خط موصول ہوا جس میں بعض عربی فقرات انگریزی حروف میں لکھے تھے۔ نولیندہ نے دریافت کیا۔ کہ آیا یہ اذان کے فقرات تو نہیں ؟ وہ اذان اور اس کے معنوں کو صحیح طور پر سیکھنے کا بہت ہی خواہشمند تھا۔ جواب میں امام صاحب نے اسے لکھا۔ کہ جو فقرات اس نے لکھے ہیں۔ وہ اسلامی اذان کے فقرات نہیں۔ اور کہ اصل اذان وہ ہماری کتاب مسلم پریر سے معلوم کر سکتا ہے جو اسے بھیجی جا رہی ہے۔ اس خط اور کتاب کی وصولی کی رسید دیتے ہوئے اس شخص نے اپنی تسلی اور شکریہ کا اظہار بہت ہی بلند الفاظ میں کیا۔

اسی قسم کے سلسلہ خط و کتابت کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک برطانوی خاتون کی طرف سے ذیل کا خط ہمیں موصول ہوا۔ وہ جیسا کہ اس کے خط سے ظاہر ہے استانی کا کام کرتی ہے اس لحاظ سے اسلام کے متعلق مغربی بیداری کی یہ ایک نئی راہ ہے۔ جس پر ہم گامزن ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو نوجوانوں کی تعلیم کے ذمہ دار ہیں۔ اس بات کے خواہاں ہیں کہ بچوں کی تربیت کا جو طریق اب تک رائج ہے اس کے بجائے مختلف راہ اختیار کریں۔ جو اسلام کی طرف لیجانیوالی ہو۔ بہرحال خاتون موصوفہ کا خط حسب ذیل ہے۔

جناب بندہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ از راہ نوازش ان لوگوں کو جو اسلام کے متعلق واقفیت حاصل کرنا چاہیں ایسا لٹریچر مہیا کرتے ہیں جس میں آج کل کی اسلامی عبادات کا ذکر ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ چھوٹے بچوں کی ایک جماعت کو ان کے تاریخ کے سبق کے ساتھ ساتھ ان امور کے متعلق بھی صحیح اور سادہ ترین معلومات بہم پہنچاؤں۔ اور اسی غرض سے میں نے آپ کی خدمت میں یہ خط لکھنے کی جرأت کی ہے میں کسی ایسے لٹریچر کی

جو آپ مجھے بھیجدیں قیمت اور محصول ڈاک اس وقت نہیں بھیج سکتی لیکن بعد میں بھیجدونگی۔ اگر کسی بڑی کتاب کی آپ سفارش کرنا چاہیں۔ تو از راہ نوازش مجھے اس کے نام اور مصنف کے پتہ سے مطلع کر دیجئے میں اس بارہ میں آپ کو تکلیف دینے کی معافی چاہتی ہوں۔ (آپ کی صادق) سی۔ میتھیو

ایک خاتون رقمطراز ہیں:۔

جناب بندہ! میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آپ سے کسی ایسی جگہ میں مل سکوں جو مسلم مشن سے تعلق رکھتی ہو۔ تا کہ میں اسلام کے متعلق زیادہ معلومات بہم پہنچا سکوں۔ میں نے اسلام پر متعدد کتابیں مطالعہ کی ہیں۔ جن میں سے ایک "اسلام اور سویلیزیشن" بھی ہے۔ اور مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ میں روس میں قازان کے ایک تاتاری گاؤں میں پیدا ہوئی تھی۔ جہاں میرا باپ ڈاکٹر تھا۔ وہ رومن کیتھولک مذہب رکھتا تھا اور ایک تاتاری عورت سے اس نے شادی کی۔ جو عیسائی ہوگئی تھی کیونکہ ان دنوں روس میں ایک مسیحی کسی غیر مسیحی عورت سے شادی نہ کر سکتا تھا۔ اس شادی سے میں پیدا ہوئی اور تاتاری مسلمانوں کے مابین میری پرورش ہوئی۔ اور اگرچہ برائے نام مسیحی تھی۔ لیکن کبھی مسیحی عبادات میں حصہ نہیں لیا۔ میں اعتراف کرتی ہوں کہ نوجوانی میں کبھی میں نے مذہب پر غور و فکر نہیں کیا۔ بالخصوص اس لئے کہ عملاً کسی بھی مذہب کے متعلق مجھے کوئی ہدایات نہیں دی گئیں۔ میری ماں فی الحقیقت مسیحی نہیں ہوئی تھی اور کبھی کسی گرجا کے قریب نہیں گئی۔ تاہم مجھے اسلام سکھانے کی بھی جرأت اسے نہیں ہوئی۔

یقین کیجئے۔ کہ میں آپ کو یہ خط صرف ایک دلچسپی کیلئے نہیں لکھ رہی بلکہ ایک طویل غور و فکر اور مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ اسلام میں رضائے الٰہی کی بہترین تصویر پائی جاتی ہے۔

میں بہت ہی ممنون ہونگی۔ اگر آپ مجھے ملنے کی اجازت دیں۔ یا مجھے بتائیں۔ کہ کس سے ایسی درخواست کروں۔

آپکی تابعدار (دستخط مسز) سی۔ ایس۔ نارمن

خاتون موصوفہ کو ۳۰ ستمبر کو بروز اتوار مسجد ووکنگ میں اعلان اسلام کیلئے دعوت دی گئی۔

---

۲۳ ستمبر کو بروز اتوار جو زائرین مسجد ووکنگ میں آئے۔ ان میں ایک مس امۃ اللہ بار بھی تھیں۔ وہ یہ معلوم کرنے آئی تھیں۔ کہ آیا اہل مسجد ان کی امداد اس بارہ میں کر سکتے ہیں۔ کہ قاہرہ میں کوئی اسلامی گھر

انہیں مل جائے۔ جہاں وہ دوران قیام مصر میں جس کا وہ ارادہ رکھتی ہیں۔ ٹھہر سکیں۔ وہ صرف رمضان کے روزوں کے لئے اسلامی گھر میں قیام رکھنا چاہتی ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ کہ آیا وہ اپنا فوٹو اسلامک ریویو میں شائع کرنے کے لئے دے سکتی ہیں۔ جواب میں انہوں نے بتایا۔ کہ ان کے پاس کوئی فوٹو نہیں اور نہ ہی کوئی فوٹو اتروانا چاہتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا۔ کہ میں خدا کے فضل و کرم سے قرآن کریم کا ایک صفحہ ہر روز حفظ کرتی ہوں۔

امام مسجد ووکنگ نے مسٹر ٹیفورڈ سپرچوئل چرچ میں ۲۴ ستمبر کو بروز اتوار تقریر کی۔ چرچ بالکل بھرپور تھا اور حاضرین کا مجمع غیر معمولی طور پر سمجھدار اور فہمیدہ طبقہ پر مشتمل تھا۔ امام صاحب نے بتایا۔ کہ چونکہ ہم اس دنیا میں نہ اپنی مرضی سے آتے ہیں۔ اور نہ اپنی خواہش سے اسے چھوڑتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی کا مقصد بھی اپنی خواہش کے مطابق ہم مقرر نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انسانی زندگی کا اعلےٰ تجربہ جواب تک کیا گیا ہے وہ خداتعالےٰ کی ہستی کے نتیجہ تک پہنچاتا ہے اور فی الحقیقت مخلوق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں۔ کہ خالق اور اس کی رضا کو معلوم کیا جائے۔ پس یہ ہماری پیدائش کا اصل مقصد ہونا چاہیئے۔ اور ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جسے اسلام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جس شخص نے اس مقصد کو حاصل کر لیا۔ قرآن کریم کی زبان میں وہ مسلمان ہے۔ اس کے بعد امام صاحب نے ان مختلف راہوں کا ذکر کیا۔ جو اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں اور جمع شدہ سپرچولسٹوں سے اس اپیل پر اپنے لیکچر کو ختم کیا۔ جب وہ زندگی بعد الموت کے ثابت کرنے میں اس قدر کوشاں ہیں۔ کہ عالم ارواح سے بات چیت کرتے ہیں۔ تو ان کے لئے بہتر یہ ہوگا۔ کہ وہ براہ راست بارگاہ خداوندی سے جو تمام زندگی اور علم کا سرچشمہ ہے۔ ہدایت حاصل کرے اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے کا رستہ اختیار کریں۔

جلسہ آٹھ بجے سے شروع ہو کر ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر ختم ہوا۔

پریذیڈنٹ صاحب لیکچر اور سوالات کے جوابات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے امام صاحب سے درخواست کی۔ کہ مستقبل قریب میں ان کے چرچ میں ایک اور لیکچر دیں۔

جنیوا کی ایک لائبریری سے ذیل کا خط ایڈیٹر اسلامک ریویو کے نام موصول ہوا ہے:-

پیارے دوست! کچھ عرصے سے ہم آپ کی خدمت میں خط لکھکر یہ دریافت کرنے کے خواہاں ہیں۔ کہ آیا آپ ہمیں اسلامک ریویو ہمارے پبلک ریڈنگ روم کے لئے مفت عنایت کر سکینگے؟ ہم جانتے ہیں۔ کہ آج کل ایڈیٹروں کے لئے ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا۔ کہ وہ ہمیں اپنے ریویو اور میگزین مفت دے سکیں۔ ایسی صورت میں ہم ایسے ریویو کا چندہ ادا کر دیتے ہیں۔ بشرطیکہ ہمیں معمولی کمیشن دے دی جائے جس کے ہم حقدار ہیں۔

ہمارا ادارہ بالکل رفاہ عام کے کاموں کے لئے ہے اور بڑے بھاری مالی نقصان پر چل رہا ہے ہمارے کام کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس شہر میں جو لوگ مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے لئے مذہب کا مطالعہ آسان کر دیا جائے اور وہ ایک ایسے مرکز میں اکٹھے ہو جائیں۔ جہاں وہ مذہبی برادری اور مالی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔ جو ہمارا اصل کام ہے۔ ہم کسی دوسرے مذہب یا نظام سے تعلق نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی قسم کا پراپیگنڈا ہمارے مدنظر ہے۔ ہم مذہبی مباحثات کو صرف روحانی اور تہذیب و شائستگی کی سطح تک لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور کتابوں کا مطالعہ تلاش صداقت کے لئے اور اس ذریعہ سے حاصل کردہ علم کو روزانہ زندگی کے کام میں لانے کیلئے کرتے ہیں۔

ہم آپ کے جواب کی مسرت حاصل کرنے کے منتظر ہیں۔ (آپ کے مخلص)

مسلم مشن ووکنگ انگلستان

مشن مذکورہ کا اصل کام دنیا میں اسلام کا نام بلند کرنا ہے اور اس کا ڈنکا چاروانگ عالم میں بجانا ہے اس غرض کو پورا کرنیکے لئے حضور نبی کریم صلعم نے اپنی حین حیات میں طرح طرح کے مصائب اور دکھ برداشت کرنیکے باوجود اسلام کے نام کو دنیا میں روشن فرمایا۔ اس پاک کام کو حضرت نبی کریم کی اتباع میں مشن مذکور سرانجام دے رہا ہے اس لئے برادران اسلام سے گذارش ہے کہ اس مبارک مشن کو پورے طور سے کامیاب بنانے کیلئے ہر وقت کوشاں رہیں۔ انہی اغراض کے پیش نظر ووکنگ مسلم مشن ٹرسٹ قائم ہوا ہے جس کی اغراض اسلام کی اشاعت کرنی اور ان تجاویز کو سوچنا اور عمل میں لانا ہے جس سے اشاعت اسلام ہو۔ اور ایسے افراد بلاد غربیہ میں بھیجے جو تبلیغ اسلام کر سکیں۔

خواجہ عبدالغنی سیکرٹری

مشرق اقصےٰ میں اسلام کی توقعات!

(از جناب سید مقبول احمد صاحب بی اے)

حال ہی میں ایک تعطیل کے موقعہ پر مجھے مشرق اقصےٰ میں چینیوں اور جاپانیوں کے مذہب اور بالخصوص اسلام کی طرف توجہ کو مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے جاپان کے دو بدھ مندر دل دیہو سٹو اور کاموکورا کو جا کر دیکھا۔ جہاں جناب بدھ کے ایک بہت بڑے بُت کی ابھی تک جاپانیوں کی طرف سے بہت کچھ تعظیم و تقدیس روا رکھی جاتی ہے۔ اور جس کے ارد گرد کی بلندیوں پر حکام کسی کو چڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تاکہ اس کے قدموں میں بیٹھے ہوئے عظیم الشان بتوں کی توہین نہ ہو۔ اگرچہ یہ عجیب بات ہے کہ بتوں کے اندر کی طرف کمرے بنا دیئے گئے ہیں۔ جن میں بچے دوڑتے پھرتے ہیں اور لکڑیوں کی بنی ہوئی کھڑکیوں میں سے جھانکتے اور بچپن کی خوش کن باتیں اور ہنسی مزاح کرتے اور جگہ کو خراب کرتے ہیں۔ یہ امر کہ جاپان کے دنیادار لوگ جناب بدھ کی تعظیم و تقدیس روا نہیں رکھتے۔ اور نہ ان کو خدائی کے مرتبہ پر سمجھتے ہیں اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ سگرٹوں کی کشتیوں اور دیگر ناقابل تقدیس جاپانی اشیاء کو بدھ کے چھوٹے چھوٹے بتوں سے آراستہ کیا جاتا ہے اور دیہو سٹو کے دو بڑے عظیم الشان بت جو کوب اور کیوٹو میں باغات کے اندر نہایت خوبصورتی کے ساتھ آراستگی اور زیب و زینت کے ان تمام سامانوں کو لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ جو جاپان کی عام مذہبی عمارات میں نظر آتے ہیں۔ انہیں صرف قدیم جاپان کے آثار باقیہ سمجھا جاتا ہے۔ جو مسافروں کے دیکھنے کیلئے عام نظروں کے سامنے رکھدیئے گئے ہیں اور ایک مقدس عبادت گاہ ہونے کے بجائے ان کی اتنی ہی قدر ہے۔ جتنی ایک عجائب گھر کے نمائشی کمرہ کی بہت ہی تھوڑے پجاری وہاں دیکھنے میں آئے۔ مجھے کسی براہ راست مستند شخص سے یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ جاپان میں آج کل کس قسم کا بدھ مذہب رائج ہے۔ جس کی متابعت کی جاتی ہے۔ جاپانی لوگ بظاہر اخروی زندگی اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان رکھتے ہیں جو اس بدھ مذہب میں نہیں جس سے ہم ہندوستان میں واقفیت رکھتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات ہمیں جاپان کے روزانہ اخبارات کی خبروں اور اعلانات میں بعض خودکشی کرنیوالے نوجوانوں کی رپورٹیں نظر آتی تھیں۔ جو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ایسے خطوط چھوڑ جاتے تھے۔ جن میں آئندہ زندگی میں بہتر اور زیادہ اچھی زندگی بسر کرنے کی وہ امید ظاہر کرتے تھے۔ لیکن عام طور پر جاپانیوں کا مذہبی رویہ اس سے بڑھ کر نہیں نظر آتا

کہ شنٹو مذہب کی کسی خالی خانقاہ پر (جہاں بت کے بجائے ایک آئینہ کا ٹکڑا رکھا ہوتا ہے) چلتے چلتے سر عقیدت جھکا دیں۔ یا غالباً یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ذرا عامیانہ نظر سے دیکھ لیں۔ ایسے موقعہ پر وہ اپنے ہاتھ جوڑتے ہیں۔ یا اس روح کو جو وہاں ان کے نزدیک آرام کر رہی ہے۔ جگانے کے لئے ایک گھنٹہ بجاتے اور اپنی ٹوپیوں کو اتار کر نیچے جھک جاتے اور پھر اپنی راہ پکڑتے ہیں۔ کم مشغولیت رکھنے والے جاپانی سوختی مندرانوں اور پوجا کی شکل میں زیادہ طویل رسمیات ادا کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف استثنائی صورتیں ہیں۔ شنٹو مذہب کے معبد جو رستہ سے ایک طرف کونوں میں یا جنگلاتی پہاڑیوں اور وادیوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ جبراً یہ خیال پیدا کرتے ہیں کہ جاپان کے دیوتا قدرتی ارواح کے سوائے اور کوئی نہیں۔ جو اس سرزمین میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور کہ ان کی حکومت کی جگہ نہایت مناسب طور پر قدرتی دلفریبیوں کے چھپے ہوئے غاروں میں پائی جاتی ہے۔ ان مندروں کی صناعانہ اور دلفریب سادگی چینیوں کے بہت بڑے بڑے اور عمدہ درجہ سجے ہوئے مندروں کے بالکل متضاد ہے مؤخر الذکر مندر گندے اور دھواں دھار ہونے کے علاوہ ڈراؤنے دیوتاؤں کی وحشیانہ اور بے ہنگم تصاویر اور بت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور ایسے بدبودار، تاریک اور پرشور ماحول میں واقعہ ہیں۔ کہ ان کو دیکھنے سے اجودھیا جگنناتھ اور بنارس کے مندر یاد آتے ہیں۔ اس لئے اگر چینی مذہب کو مسیحیوں کے رومن کیتھولک مذہب سے جس میں بت اور رسمیات پائی جاتی ہیں تشبیہ دی جائے۔ تو جاپانی مذہب کی سادگی کو جس میں بتوں کی عدم موجودگی نمایاں ہے۔ پراٹسٹنٹ مذہب سے مشابہت دینا زیادہ موزون ثابت ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحیت مشرق اقصٰے کے لئے ایک بڑھتا ہوا خطرہ ثابت ہو رہی ہے اور ان دونو ممالک کے فہمیدہ طبقہ میں اس مذہب کا بہت گہرا احساس پایا جاتا ہے۔ چین میں خود مسیحیوں کے نہایت آزادانہ اندازہ کے مطابق رومن کیتھولک مذہب کے پیروؤں کی تعداد بیس لاکھ ہے اور پراٹسٹنٹ والوں کی پانچ لاکھ۔ اور چین میں مسیحیت کے متعلق یہ ایک بہت شاندار بات ہے کہ وہ بڑے بڑے عہدہ داروں کو اپنا حلقہ بگوش بنا چکی ہے۔ چینی نوجوان جنہوں نے اپنے ملک کے مشنری سکولوں میں تعلیم شروع کرنے کے بعد امریکہ اور یورپ میں جا کر تربیت حاصل کی ہے اپنے آبائی وطن میں جب واپس آتے ہیں۔ تو مغرب کے مذہب، طور طریق، لباس و پوشاک، زبان اور تہذیب اور عام رویہ میں اس طرح رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں سے کئی ایک اندرونی طور پر اس بات سے بہت ملول برداشتہ ہوتے ہیں۔ کہ خدا نے انہیں مغربی آنکھیں اور مغربی ناک کیوں نہ عطا کئے رجہاں تک ان کے چہروں کے رنگ کا تعلق ہے وہ کئی ایک طریقوں سے مصنوعی طور پر

مذہب کی
شاخ کا نام ہے

انہیں عمدہ طور پر رنگ لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک چینی اور جاپانی لڑکی اپنے چہرہ کو نہایت جاذبانہ سفید اور سرخ رنگوں سے اس احتیاط کے ساتھ رنگتی ہے کہ ایک مصنوعی نقش ونگار والے خوبصورت چہرہ کو میں پہلی ہی نظر دیکھنے سے حیران و ششدر رہ گیا۔ کیونکہ اس جیسی خوبصورتی ہمارے نہایت خوبصورت کشمیری بھائیوں میں بھی نہیں پائی جاتی ہے اور یہی وہ اپنی قومی خصوصیات کو ترک کرنیوالے نوجوان ہیں۔ جو فوراً حکومت کے ممتاز عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے جیسا کہ شنگھائی کے امام مسجد نے مجھے بتایا۔ یہ تعجب انگیز امر نہیں۔ کہ چین میں مسیحیت دوسرے مذاہب پر (جن سے اسلام بھی مستثنیٰ نہیں) بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ میں خود ان بہت سے اعلیٰ تعلیمیافتہ چینی مسیحیوں کو تختہ جہاز پر ملا۔ ان میں سے ایک نانکنگ میں بریگیڈیر جنرل اور ملٹری اکیڈمی کا ڈائرکٹر تھا۔ جو انگلستان سے واپس آرہا تھا۔ ایک اور نوجوان چینی لڑکی جس نے عینک لگائی ہوئی تھی۔ مجھے ملی۔ وہ چین کے اندرونی علاقہ کے کسی مشنری کالج میں پروفیسر تھی۔ ان سب نے جان، رابرٹ، پیٹر، البرٹ وغیرہ مسیحی نام رکھے ہوئے تھے ان چینی مسیحیوں کے ساتھ میں نے فوراً مذہبی مباحثات شروع کر دیئے۔ جو ایک عام چینی کے لئے غیر معمولی بات ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا۔ کہ انہیں اپنے مذہب کا بہت ہی کم علم ہے۔ بلکہ مذہب کے بارہ میں قطعاً کوئی دلچسپی انہیں نہیں۔ اور وہ مسیحی اس وجہ سے ہیں کہ جب وہ مشنری سکولوں میں یتیم بچوں کی حیثیت سے پڑھتے تھے تو اس وقت مسیحی بنائے گئے۔ یا دوسرے ملکوں میں جاکر دیگر غیر محسوس خصائل کے ساتھ مسیحیت کو بھی لے لیا۔ جب ان سے پوچھا گیا۔ کہ کیا انہوں نے کبھی مسیحیت کے خلاف عقل معتقدات کا جو خود ان کے اپنے ملک کیلئے بھی موزوں نہیں اسلام کے سادہ ترین مذہب سے مقابلہ بھی کیا ہے؟ تو انہوں نے اعتراف کیا۔ کہ اسلام کو وہ جانتے اور اس کی قدر کرتے ہیں اور اگر انہیں بچپن میں اپنے لئے مذہب چننے کا کوئی اختیار دیا جاتا۔ یا بعد کی ترقیات کے دوران میں اس کے مطالعہ کا کوئی موقع انہیں دیا جاتا۔ تو وہ یقیناً مسلمان ہوتے۔ وہ چینی مسلمانوں کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ کیونکہ اخلاقی طور پر اصول صحت کے لحاظ سے اور مجلسی پیرایہ میں وہ اپنے ہموطنوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ ان چینی افسروں میں بعض کو جمہوریت چین کے مسلمان جرنیلوں کے زیر کمان رہنے کا موقعہ ملا ہے اور ان کی غیر متزلزل شجاعت اور حب وطن کے وہ حد درجہ ثناخوان ہیں۔ ہنگ کانگ کے ایک اسلامی قبرستان میں جو واچنگ فورروڈ (دی شاطہ) پر واقع ہے ایک قبر کے پتھر پر ایک نوجوان چینی مسلم لفٹننٹ جنرل کی کامیابیوں کی داستان کندہ ہے اس نے ۲۴ سال کی قلیل عمر میں ہی اس بہت بڑے عہدہ کو حاصل کر لیا۔ وہ بہت سی جنگوں کا جو جمہوریت چین کے لئے

کی گئیں سپرد تھا، اور بیشمار خطابات اور اعزازات اسے حاصل تھے اس پتھر پر جو اس کی بیوی اور بیٹی نے وہاں نصب کیا ہے یہ لکھا ہے کہ یہ شخص ۱۸۶۲ء میں پیدا ہؤا۔ اور ۱۹۱۸ء میں اس نے وفات پائی

اگرچہ جاپانی مسیحی چنداں اہمیت نہیں رکھتے۔ نہ ہی درحقیقت اپنے اس سفر میں کسی جاپانی مسیحی سے میں نے ملاقات کی کیونکہ میں نے کسی جاپانی سے یہ بھی دریافت نہیں کیا۔ کہ اس کا مذہب کیا ہے۔ تاہم اگر مسیحی اعداد وشمار پر اعتبار کیا جاسکے۔ تو جاپانی مسیحیوں کی تعداد ۲½ لاکھ تک پہنچتی ہے جو مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں بعض گریک آرتھوڈاکس چرچ (یونانی راسخ العقیدہ کلیسا) سے بھی متعلق ہیں۔ کیوٹو میں ایک مسیحی کلیسا کیوٹو ہوٹل کے قریب ہے۔ دوسرا پیلیس گراؤنڈ کے قریب اور تیسرا اس سڑک پر ہے۔ جو یونیورسٹی سے میونسپل چڑیا گھر کو جنوب کی طرف جاتی ہے۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ وہاں اور بھی چھوٹے چھوٹے گرجے ہونگے ان کے علاوہ یوکوہامہ، کوب اور اوساکا میں بھی گرجے میں نے دیکھے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ گرجے قونصل خانوں کے قریب اور یوریپین تاجروں کی جماعت کے علاقہ میں ہیں۔ لیکن اتوار کے دن روسیوں اور مخالص اور نیم یورپین جاپانیوں کو بھی میں نے وہاں عبادت کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بالمقابل جاپان کے تمام طول وعرض میں ایک بھی مسجد یا اسلامی ادارہ نہیں، اور جن جاپانیوں سے میں ملا۔ انہوں نے کبھی اسلام کا نام بھی نہیں سنا، کوب میں ایک بدھ مندر کی طرز تعمیر اسلامی ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان کو دھوکا لگ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بالکل ایک مسجد معلوم ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کے محراب میں جناب بدھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اردگرد کے حجروں کو راہبوں اور تارک الدنیا عورتوں کے جو وہاں رہتی ہیں۔ کھانے پکانے کی اشیاء کیلئے وقف کر دیا گیا ہے۔

اس امر کا کہ عیسائی مشنری اس طلوعِ آفتاب کی سرزمین میں تبلیغ مسیحیت میں پورے طور پر سرگرم ہیں.... ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ ایک انگریزی بائبل جس کا جاپانی زبان میں .... ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ جاپان کے قریباً سب بڑے بڑے ہوٹلوں کے تمام کمروں میں موجود ہے۔ اور کیوٹو ہوٹل کے جس کمرہ میں میں تھا۔ وہاں میرے مشاغل میں یہ بھی تھا۔ کہ انگریزی بائبل میں جہاں جہاں لکھنے کے لئے کوئی خالی جگہ مل سکی۔ وہاں میں نے قرآن کریم کی بیشمار ایسی آیات لکھ دیں۔ جن میں زیادہ تر مسیحیت کے عقیدہ تثلیث کی تردید اور اسلام کی تائید پائی جاتی ہے۔ مجھے تعجب ہوگا۔ اگر اب تک وہ بائبل اس ہوٹل کے کمرہ نمبر ۵۰۷ میں رکھی ہوئی موجود ہو۔

میں جس وقت وہاں گیا۔ اس وقت جاپان منچوریا کے واقعات حالیہ پر سخت برافروختہ تھا۔ وہ یورپ
اور امریکہ کے رویہ اور ان معاملات میں جن کو جاپانی خالصتہً اپنی خانگی سیاسیات سے متعلق سمجھتے ہیں۔ ان
کے غیر ضروری اور غیر مطلوبہ دخل در معقولات پر سخت ناراض ہے ان کے لئے یہ ناقابل برداشت ہوگا۔
کہ جاپان تہذیب میں یا دنیا کو بدترین حالت میں سے نکالنے کی کوششوں میں کسی یورپین طاقت کی وجہ
سے پیچھے ہو۔ یا اگر ان یورپین طاقتوں نے غیر یورپین طاقتوں کے ساتھ معاملات کے طے کرنے میں خود بخود
کوئی اعلےٰ مثال قائم کی ہے۔ تو یہ بھی ان کی تکلیف کا موجب نہیں۔ لیکن یہ خیال کہ یورپ کی کوئی طاقت
یا جمعیۃ الاقوام انہیں مانچوریا میں رک جانے کا حکم دیدے۔ ایسا ہی ہے جیسے فیوجی یامہ کے کوہ آتش فشاں
کو ایک دیگچی کے ڈھکنے سے بند کرنے کی کوشش کی جائے۔ غالباً ہمارے بہت سے قارئین جاپانیوں کے
سیاسی پروگرام سے ناواقف ہیں۔ یہ پروگرام جو مشرق اقصےٰ میں ٹاناکا پروگرام کے نام سے مشہور ہے کیونکہ
اس کی بنیاد اس یادداشت پر رکھی گئی۔ جو امیر البحر ٹاناکا نے اپنی موت کے وقت چھوڑی۔ جیسے پیٹر اعظم
نے مرتے وقت ایشیا کو فتح کرنے کی وصیت کی تھی) اس کا مقصد مشرقی ایشیا میں جاپانی طاقت کو اس
طرح مضبوط اور مجتمع کرنا ہے کہ تمام چینی جمہوریت جزائر ملایا، فلیپائن اور انڈوچائنا کو ملا کر زرد اقوام
کی ایک عظیم الشان فیڈرل یونین بن جائے جو جاپان کی رہنمائی اور تسلط میں ہو۔ اور مانچوریا اس پروگرام
کا سب سے پہلا قدم ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ فی زمانہ جاپانیوں کی طرف سے کوریا
کا الحاق اس کوشش کی صدائے بازگشت تھی۔ جو سولھویں صدی میں چین کو اپنے ملک میں شامل کرنے
کیلئے انہوں نے کی تھی۔ اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کوریا پر حملہ کیا گیا تھا۔ آیا جاپان کبھی ٹاناکا کے
خواب کو پورا کرنے کے قابل ہوگا؟ اس پر رائے زنی کرنا اس وقت میرے مدنظر نہیں۔ لیکن مجھے یہ نظر آتا
ہے۔ کہ اگر روس کی سوویٹ حکومت میں فیڈریشن کا اصول کامیاب ہوگیا اور ہندوستان میں بھی کامیابی
کے ساتھ اسے تجربہ میں لایا جارہا ہے۔ تو ان جاپانیوں کی قابلیت میں بھی کوئی ایسا نقص نہیں پایا جاتا۔ کہ
جس کی وجہ سے وہ نہایت قلیل عرصہ میں اپنے مقاصد کو حاصل نہ کرسکیں، اور کون جانتا ہے کہ اس کا یہ
نتیجہ نہ ہوگا۔ کہ جاپانیوں کی کوشش خود یورپین اور امریکن ممالک میں بھی یہی حرکت پیدا کردے گی۔ اس
وقت ممالک متحدہ امریکہ موجود ہیں۔ جن کی تکمیل یونین کو کنیڈا کے ساتھ ملانے سے ہوسکتی ہے۔ خود یورپ
کے ارباب بست وکشاد میں اس بارہ میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کہ یورپ کو ممالک متحدہ کی صورت دیدی

جائے۔ یہی کیوں تمام مشرق اقصٰے تمام افریقہ، ہندوستان اور مشرق قریب اور لاطینی امریکہ کی بھی فیڈریشنیں نہ ہوں۔ اس ذریعہ سے ان حکومتوں کا جن میں نسلی اور تہذیبی پہلو سے ہم آہنگی پائی جاتی ہے ایک جگہ الحاق ہو جائیگا۔ اور اس طریق سے دنیا کے امن و امان کا رستہ بن جائیگا۔ کیونکہ فیڈریشن کے ماتحت جو چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہونگی۔ انہیں خود بخود ہمسایہ حکومتوں سے جنگ کرنے یا فراہمی اسلحہ کے لئے متواتر تگ ودو اور دوڑ دھوپ کی اجازت نہ ہوگی۔ اس لئے یہ خیال کرتے ہوئے کہ یورپ اور امریکہ کی مخالفت کے باوجود جاپان ان ممالک کو جہاں زرد اقوام آباد ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ایک مشترک یونین اور ایک ہی جھنڈا کے نیچے لانے میں کامیاب ہو جائیگا۔ یہ بے موقع نہیں۔ کہ مشرق اقصٰے میں اسلام کی پوزیشن کا جس سے جاپان کو واسطہ پڑیگا۔ اندازہ کر لیا جائے۔

ملایا قوم جن کی تعداد قریباً سات کروڑ ہے۔ صرف نام کے مسلمان نہیں۔ جیسا کہ مسیحی مشنری ہمیں یقین دلاتے ہیں۔ بلکہ پکے اور عملی مسلمان ہیں۔ اگرچہ ہوڑ سینگاپور اور رپیانگ کی ان مساجد سے جو نمازیوں سے بھر پور رہتی ہیں اور ان خوبصورت اور سادہ عمارات سے جو جنوبی علاقہ کے اس سدا بہار بہشت میں ہمارے مذہب کی شان اور سادگی کا بزبان حال اعلان کر رہی ہیں۔ اندازہ کیا جائے تو یہ کتنا خلاف محل نہیں۔ کہ ملایا قوم کے لوگ ہم سے زیادہ بہتر اور پکے مسلمان ہیں، اس میں شک نہیں۔ کہ ان کے ملک میں چینیوں کی مستعدی اور کاروبار انہیں بہت کچھ نقصان پہنچانے کا موجب ہوا ہے۔ اور ان چینی لوگوں نے ان کیلئے ترقی کے تمام رستے بند کر دیئے ہیں، تاہم یہ امر ایک حد تک اطمینان بخش ہے کہ ان کاروباری چینیوں میں سے بہت سے خود سچے مسلمان ہیں، سینگاپور چینیوں کے اناناس اور ربڑ کے بعض بہت بڑے بڑے تاجر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص حلقہ بگوش اور فدائی ہیں اور اپنے ملائی ہم مذہبوں سے تمدنی میل جول رکھتے ہیں یہی حالت جاوا، اور سماٹرا میں بھی ہے، ان حالات میں اگر جزائر ملایا اپنی بہت بڑی مسلمان آبادی سمیت کبھی جاپان کے قبضہ میں آ گئے، تو وہ جاپانیوں کو اسلام سے اسی طرح متاثر کرنے کا موجب ہونگے۔ جیسے بت پرست تاتاری اس وقت اسلام سے متاثر ہوئے۔ جب عربوں اور ایرانیوں کے ساتھ جنہیں انہوں نے تیرھویں صدی میں مغلوب اور فتح کر لیا تھا۔ ان کے تعلقات پیدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی طاقت اور اس کی افواج کو بڑھانے میں اپنے خاص طریقوں سے کام لیتا ہے جن کا مسلمانوں کو احساس بھی نہیں ہوتا بعض اوقات یہ خیال میرے لئے تعجب کا موجب ہوتا ہے کہ موجودہ جاپانیوں نے اپنے معبدوں کو بت پرستی کی آلودگیوں

سے پاک کرنے میں سادہ ملائی مسجد کی مثال کو تو سامنے نہیں رکھا۔ ہندوستان کے اس سے اگلے حصہ میں (جو برہما، سیام اور فرنچ انڈو چائنا پر مشتمل ہے اور جو جسمانی اور اخلاقی طور پر چین اعظم کا ایک حصہ ہے۔ مسلمانوں کی کل آبادی بیس لاکھ ہے۔ سن کیانگ (چینی ترکستان) زنگاریا۔ منگولیا اور سنچوریا میں اسلام کی موجودہ طاقت نہایت مستبدانہ اندازہ کے مطابق ایک کروڑ نفوس تک پہنچتی ہے۔ لیکن چین میں اسلام کا سب سے بڑا مرکز شمالی صوبے ہیں۔ جو کانسو، شینسی، شانسی اور چیلی کے ناموں سے موسوم ہیں ان مقامات میں چینی مسلمانوں کا ایک اجتماع کثیر پایا جاتا ہے اور ان تمام صوبوں میں ان کی آبادی تین کروڑ تک پہنچتی ہے۔ جو کل آبادی کا قریباً ۵، فی صدی ہے۔ وسطی اور مغربی چین میں جو صوبجات یونین اور زیچوان پر مشتمل ہے مسلمانوں کی تعداد ۲ کروڑ اور چین کے ساحلی صوبجات میں ان کی موجودہ عددی قوت پچاس لاکھ اور ایک کروڑ کے درمیان ہے۔ مملکت جاپان میں کوئی جاپانی یا کوریا کا مسلمان تو نہیں لیکن فارموسا اور جاپان میں چینی مسلمان موجود ہیں۔ اور ہیکوڈیٹ کے شمال میں چند تاتاری مسلمان ہیں۔ جو روس سے آئے ہیں یہ میرے اندازہ کے مطابق مشرق اقصٰے میں اسلام کی عددی قوت کا حال ہے۔ اور میرا یہ اندازہ کوئی اپنی ذاتی رائے سے یا فرضی نہیں۔ بلکہ ان ممالک میں چینی حکام سے یہ اعداد لئے گئے ہیں۔ برگیڈیر جنرل جان وانگ نے مجھے تبایا۔ کہ خود شہر نانکنگ میں مسلمان تمام آبادی کا پانچواں حصہ ہیں اور دار الخلافہ کی ملٹری اکیڈمی میں وہ آبادی کا قریباً تیسرا حصہ ہیں۔ اور یہ جنرل وانگ مسلمان نہیں۔ بلکہ مسیحی ہے شنگھائی چینگ ملا (مسلم سکول) کے معلم نے مجھے بتایا۔ کہ چینی میں (جو شنگھائی کا وہ حصہ ہے جہاں چینی لوگ آباد ہیں) ہر آٹھواں چینی مسلمان ہے۔ میں ان بہت سے مسلمانوں سے ملا ہوں۔ کیونکہ تجارا در بہت سے چینی قلی جو شنگھائی کے بندرگاہوں پر کام کرتے ہیں مسلمان پائے گئے۔ وہ اپنے اچھے جسموں کی وجہ سے خاص طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ عام چینی قلی افیم کھانے کی وجہ سے اس قدر دبلے اور لاغر ہوتے ہیں۔ کہ مسلم چینی قلی فوراً پہچانے جاتے ہیں۔ اگرچہ چین میں عام چینیوں میں ایک مسلمان کو پہچاننا ناممکنات میں سے ہے۔

کوانٹنگ کے صوبہ میں جہاں یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان ناقابل بیان اقلیت میں ہیں۔ کولون (ہانگ کانگ) کی انجمن فلاح مسلمانان چین نے مجھے بتایا۔ کہ صرف کینٹن میں دو لاکھ چینی مسلمان ہیں۔ اور کینٹن جنوبی علاقہ کے چینی مسلمانوں کا مذہبی مرکز ہے) مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہیں۔ یا تمام دنیا کی جاپانی آزادی سے ان کی تعداد دوگنی ہے۔ جاپانی اس حقیقت نفس الامری سے خوب واقف ہیں۔ کہ

سجالیکہ چینیوں اور جاپانیوں میں کوئی محبت اور الفت نہیں ہو سکتی۔ تاہم اسلام کی زبردست اخوت دوسری اقوام کے متعلق جونہی کہ دونو اسلام میں آجائیں۔ اس شبہ اور منافرت کو زائل کر دیتے ہیں۔ منچوریا میں جاپانیوں کی جو زبردست مدافعت چینیوں کی طرف سے عمل میں آئی۔ اس کی قیادت مسلمان جرنیلوں کے ہاتھ میں تھی۔ جن میں سے ایک مارشل ماچنگ حال ہی میں ٹینٹسن میں سبکدوش ہو کر جا بیٹھے ہیں۔ اور ان کے جنرل یا ابھی شمالی دستوں کے وارڈن اور شنیسی کے گورنر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ شمالی چین کو چینی مسلمان اپنا گھر اور گہوارہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کے لئے وہ ہر غیر مسلم حملہ آور کے خلاف جنگ آزما ہونے کے لئے تیار ہیں۔ جمہوریہ چین نے انہیں سرحدی دشمنوں سے نپٹنے کیلئے آزادی دے رکھی ہے۔ اور صرف وہی لوگ ہیں۔ جو چین کے لئے جاپانیوں سے مصروف پیکار ہیں۔ ایک جاپانی فوجی افسر جو منچوریا کی لڑائی سے ابھی واپس آیا ہے۔ اور جو جاپان کی ایک تباہ شدہ رجمنٹ کا افسر ہے۔ اور چینیوں کے ہاتھوں سے جبکہ اسے ڈاکوؤں نے پکڑ لیا تھا مسلمان ہو کر اپنی جان بچا کر آیا ہے۔ اس سے میں ٹوکیو میں ملا۔ وہ اس شفقت اور مہربانی سے جو چینی مسلمانوں نے اس کے ساتھ اس وقت کی جب انہیں یقین ہو گیا۔ کہ وہ ان مظالم کے اٹھانیکے بجائے جو پکڑنے والوں نے اس پر کئے مسلمان ہونیکے لئے تیار ہے اس درجہ متاثر ہے کہ اگرچہ اس وقت اس کا قبول اسلام مخلصانہ نہ تھا تاہم اس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مسلمان ہی رہے گا۔ اور اپنا نام حسن قائم رکھیگا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر کوئی جاپانی منچوریا میں مسلمان بن کر جائے۔ تو وہ دیکھیگا۔ کہ چینی اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ مکاڈو (شاہ جاپان) کو حکومت کی اس پالیسی کے مطابق جو اس کی رعایا کے پیش نظر ہے۔ مشرق اقصےٰ میں اسلامی پہلوان کا داؤں کھیلنے کے لئے کہا جائے۔ جیسے جرمنی کے قیصر ولیم نے مسیحیت کیلئے ایسا ہی داؤں کھیلا تھا۔ اور اگر یہ خیال جاپان اور چینی مسلمانوں کے دلوں میں احتیاط سے ڈالا گیا۔ تو چین میں جاپانیوں کی موجودہ مشکلات رفع ہو جائے گی۔ بہرحال یہ آئندہ کی اٹکل بازیاں ہیں۔ ہمیں موجودہ واقعات کو لیکر ان پر غور کرنا چاہیئے۔

جاپانیوں کو کس طرح اسلام کی قدر و قیمت کا قائل کرنا اور سمجھانا چاہیئے۔ جہاں تک مجھے علم ہے جاپانی زبان میں اسلام پر کوئی لٹریچر نہیں اور یہ حیرانی کی بات ہے کہ آئندہ اسے جاپانیوں کے سامنے کس شکل میں رکھا جائیگا۔ آیا موجودہ عربی شکل میں یا سادہ عالمگیر اسلام ان کے سامنے رکھا جائیگا جسکی قرآن نے تعلیم دی ہے بالفاظ دیگر کیا جاپانیوں کو مسلمان کرنے سے پیشتر اسلام کو جاپانی بنانا ضروری ہوگا؟ اسلام کو ایک عالمگیر مذہب کی حیثیت پھیلانے میں ایک سبب

سے بڑی روک ملانوں کی حکومت ہے جو نہ صرف اسلام اور قرآن کی سپرٹ سے قطعاً کوئی واقفیت نہیں رکھتے بلکہ اپنے سوائے دوسروں کو اسلام کے سمجھانے اور اس کی قدر و قیمت ذہن نشین کرنیکے بھی ویسے ہی ناقابل ہیں۔ انہوں نے اسلام پر عربی رسوم و رواج کا بوجھ لاد دیا ہے اور سادہ اسلام کو رسمیات اور ملانہ حکومت کا آماجگاہ بنا دیا ہے جس سے اس کے پرانے رقیب یہودیت سے کوئی امتیازی نشان اسمیں باقی نہیں رہا۔ لیکن میں غالباً ایک ایسے مضمون پر جس میں خاموشی بہترین پالیسی ہے۔ بحث میں طرح ڈالکر اپنے مقصد سے باہر جا رہا ہوں عقل عامہ ہمیں ہدایت کرتی ہے کہ جاپانیوں کے سامنے جو اسلام پیش کیا جائے۔ وہ ایسا ہونا چاہیئے جس کو وہ سمجھ سکیں۔ اور اس کے یہ معنے ہیں کہ ان زوائد سے جو آج اصل اسلام بن گئی ہیں اور جو غلطی سے مذہب کی بنیاد سمجھ لی گئی ہیں۔ اس کو پاک کرکے وہ اسلام پیش کیا جائے جو اپنی اصل اور صحیح تصویر لئے ہوئے ہو۔ آخر میں مجھے ان افواہوں کا بھی ذکر کردینا چاہیئے جو جاپانیوں کے ہزارہا اور لکھوکھا کی تعداد میں مسلمان ہوجانے کے بارہ میں مصر اور ہندستان کے عربی و اردو جرائد میں شائع ہوتی رہتی ہیں ایسے مخترعہ بیانات صرف ان ایڈیٹروں کے توہمات کا نتیجہ ہیں۔ جو جوش اسلامی سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایسی کوئی بات جاپان میں نظر نہیں آتی۔ بلکہ میں کہونگا۔ کہ جاپان کو اگر جلد قبضہ میں نہ لیا گیا۔ تو وہ بہت تیزی کیساتھ دہریت اور مادیت کی ان دلدلوں میں جا پھنسیگا۔ جو مدت سے یورپین تہذیب ان کے آگے پیش کر رہی ہے اور پھر یہ مشکل ہوگا۔ کہ ان کے اندرونی روحانی احساس کو اس کے اصلاحی حد سے گذر جانیکے بعد پھر واپس بلایا جائے۔ وہ ملک جہاں اخلاق اور تمدن کے معمولی ضوابط بھی جو اسلام کی جڑ بنیاد میں لعنت سمجھے جاتے ہیں اور جہاں ہر چوتھی دکان شراب خانہ یا ناچ گھر اور رکوٹھی خانہ ہے وہاں اسلام کو اب بھی آسانی کے ساتھ فتح حاصل نہیں ہوسکتی بہرحال جاپانی لوگ اپنے بادشاہ کی پوجا کرتے ہیں اور کوئی ایسا کام نہ کرینگے جس کو میکاڈو منظور نہ کرے اور میکاڈو کو جو جاپان کا نیم خدا ہے اس کی غلطی منوانے اور سیدھے رستہ پر لانے کیلئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ٹوکیو کے بازاروں میں متعدد مصری شیخ موجود ہوں۔ مسیحی لوگ جاپان کو عیسائی بنانیکی کوشش کرتے رہے ہیں اور یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسیحیوں کو ایک فائدہ ہم سے بڑھکر ہے وہ مسیحیت کو ہر ملک اور ہر قوم کی فطرت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ انہوں نے سولھویں صدی میں ناگاساکی پر بھاری خراج دیا اور باوجود ان سب باتوں کے ابھی تک وہ پہلی ہی سیڑھی پر کھڑے ہیں یہ سچ ہے کہ وہ مسیحیت جو ناقابل عمل معتقدات اور رسمیات کا مجموعہ ہے اسلام کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی لیکن صرف ایک بردست کوشش یا بعض ایسے حالات جنکا نقشہ میں نے کھینچا ہے ان کے قلوب کو اسلام کی طرف لا سکتے ہیں ✦

اسلام کا نام نہاد خطرہ

(از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب نائب امام مسجد ووکنگ)

اسلام جس وقت دنیا میں آیا مسیحیت شاہی اقتدار حاصل کر چکی تھی اُس نے ابتداءً اس قوم کو مخاطب کرتے ہوئے جس کا زمانہ ماضی کوئی تاریخی حیثیت نہ رکھتا تھا۔ اور نہ ہی منظم اجتماعی زندگی کے ابتدائی اصولوں کا کوئی تصور بھی ان میں تھا۔ وہ اپنے بانی کی وفات سے پیشتر ایک جدید قومی زندگی کی بنیاد، مساوات، اخوت اور انصاف کے وسیع اصولوں پر رکھنے کے قابل ہو گیا۔ تاہم جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت بھی عرب قوم ابھی بچپن کی حالت میں تھی اور اپنے آپ کو زندہ اور قائم رکھنے کے قابل نہ تھی۔ لیکن اس ابتدائی حالت میں بھی قبل اس کے کہ اسلام کی سیاسی طاقت بیرونی دنیا کے لئے ابھی کوئی خطرہ کی چیز بنی ہو۔ مقدس مسیحی حکومت اس ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات دیکھ کر اس وقت گھبرا رہی تھی۔ اس نے اس نام نہاد "بدی" کو ابتدا ہی میں دبا دینے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستعدی نے اس "مقدس" ارادہ کو عمل میں آنے سے پہلے بروقت روک دیا۔ اس لئے تبوک پر جو چڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اس لحاظ سے قابل یادگار ہے۔ کہ اس سے اسلام کی ترقی کے متعلق مسیحیت کے خیالات کا پتہ لگتا ہے۔

انقلاب عظیم

مگر اللہ تعالےٰ کئی راہوں سے اپنے کام کر لیتا ہے۔ اسلام کو ترقی حاصل ہوئی، اور ایک ہی وقت میں تمام پہلوؤں میں اس نے قدم آگے بڑھایا۔ مسیحی طاقت کو اسلام کی بڑھتی ہوئی رو کے سامنے آہستہ آہستہ قدم پیچھے ہٹانا پڑا۔ اور آخر کار وہ وقت آگیا جب مسلمانوں کو ہر جگہ اور ہر چیز میں جو دنیا میں قابل وقعت و شمار رہی۔ خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس لئے مسیحیت کے خطرات بالکل بجا اور پائیدار ثابت ہوئے۔ کیونکہ تمام شاہی حیثیت کے تمام مفاد کے ہوتے ہوئے بھی مسیحیت مسلمانوں کی سیاسی فتوحات کو روکنے کا کوئی سامان نہ کر سکی۔ یونانی اور رومامتکبر سفارتوں کے باوجود وہ علم شائستگی انتظام ملکی اور سیاسی تدبر کے میدانوں میں مسلمانوں کے مقابلہ میں بالکل فیل ہو گئی۔ اس قلبی سوزش کا ہم اندازہ کر سکتے ہیں۔ جو اس وقت پارسا عیسائیوں کو اس خیال سے لاحق ہو رہی تھی۔ کہ ان کا آسمانی باپ اپنے اکرام و افضال کی تقسیم میں بہت ہی غیر دانشمند واقعہ ہوا ہے یہ فی الواقع

ان کے لئے ایک عقدہ لانیحل تھا۔ کہ (معاذ اللہ) "کاذب نبی" کے پیرو ان لوگوں سے زیادہ بلند اخلاق کا مظاہرہ کرتے اور بڑھ چڑھ کر خیرات کرتے ہیں۔ جن کو خدا خود خون کے ذریعہ سے گناہوں کی نجات دینے کے لئے آیا۔

ایک مسلسل جنگ اور مسیحیت کی فتح

ہاں یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ مسیحیت نے مسلمانوں کی اس ترقی کا اچھی طرح سے مقابلہ کیا۔ اور خوب معرکہ آرائیاں کیں۔ جن میں ہر انچ پر جو ان کے ہاتھ سے نکلا۔ نہایت گرمجوشی کے ساتھ انہوں نے مدافعت کی۔ باوجود اس کے "پہاڑی وعظ" کی تعلیم ایسی مدافعت کے قطعاً خلاف ہے اور جب ناکام ہو گئے۔ تو اپنی ناکامی کو شیطان کے چیلوں اور چالبازیوں کی طرف منسوب کر دیا۔ لیکن شیطان کو بھی اس کا حق ملنا ضروری ہے اس لئے پاپ نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا۔ باوجود اس کے کہ یسوع مسیح کے احکام اس کے بالکل خلاف ہیں۔ جب یہ تدبیر بھی ناکام ثابت ہوئی اور مسیحیت کے متعلق لوگوں کے ایمان کمزور ہونے شروع ہو گئے۔ تو پطرس کے جس کو آسمان کی چابیاں دی گئی تھیں، جانشینوں نے ناپاک الزامات تراشنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مذہب کو گالیاں دینے کا طریق اختیار کر لیا۔ اور یہ طریق فی الواقعہ کامیاب ثابت ہوا۔ حالانکہ دوسرے جائز طریقے ناکامی کا منہ دیکھ چکے تھے۔ لیکن مرور زمانہ نے مسلمانوں کے اخلاق اور نصب العین کو متزلزل اور خراب کر دیا۔ اور یہ دو باتیں ملکر مسیحیوں کے فائدہ کا موجب ہو گئیں جونہی کہ مسیحیت سے ایک بیدار زندگی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے اسلام پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

یہ بہت ہی عجیب قسم کی پسپائی تھی۔ لیکن عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں کی پسپائی ایک نہایت افسوسناک واقعہ تھا۔ کیونکہ فریق مقابل نے ان کے تنزل سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور اگرچہ مسلمان شروع سے اپنے حریفوں کو "اہل کتاب" کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔ لیکن انہیں اس کے معاوضہ میں متعصب اور مخالف مذہب ہونے کا خطاب ملا۔ اگرچہ مسیحیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں دوستی، خوشدلی اور اشتراک عمل ان کا اصول رہا ہے لیکن اب جبکہ ان پر برے دن آئے۔ تو مسیحیوں نے سخت مظالم ان پر برپا کئے۔ اور دھوکا اور فریب کا سلوک ان کے ساتھ کیا۔ جو یسوع مسیح کی اس نصیحت کی عجیب تعمیل تھی۔ جس میں انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ "اپنے دشمنوں سے محبت کرو ان لوگوں سے نیکی کا برتاؤ کرو۔ جو تجھ سے نفرت کرتے ہیں"۔

پس ایک وقت تھا۔ کہ جب اسلام ایک اصلاحی تحریک کا چھلا سا نقشہ تھا جس کی مسیحی حکومت کی زبردست طاقت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت و حیثیت نظر نہ آتی تھی۔ اس ادنے حالت سے اٹھکر وہ مسیحی ممالک اور تمام دنیا کا اخلاقی اور

مادی حاکم بن گیا۔ لیکن وہ گر گیا۔ اور مسیحیت کے سامنے ذلیل اور حقیر ہو گیا۔ کہ گذشتہ دو صدیوں میں تو ایک عامی شخص یہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ کہ اسلام زندگی کی دوڑ میں کبھی مسیحیت کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے اس لحاظ سے اسلام اور مسیحیت کے بارہ میں حالات بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مسیحی قلوب کبھی اس خطرہ سے آزاد نہیں رہے کہ اسلام میدان مقابلہ میں ضرور ان سے سبقت لیجائیگا وہ اب بھی جبکہ اسلام ایک غلامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہے اس طرح اس سے خائف ہیں۔ جیسے اسوقت اس سے لرزتے تھے۔ جب وہ دنیا میں ایک اعلےٰ حکمران کی حیثیت رکھتا تھا۔ (وہ اس خطرہ کا کیونکہ یہی ہم اس کا نام رکھ سکتے ہیں) پختہ ثبوت جنگ یورپ میں ہمیں ملا۔ جب یورپ کی دول متحدہ کے بڑے بڑے ملکی مدبرین نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اس بات کی پوری کوشش کی۔ کہ اسلام کی ملکی طاقت کے آخری نشانات یورپ کی سرزمین سے مٹا دیا جائے۔ اور انہوں نے اس ارادہ کو بالکل مخفی نہیں رکھا۔ افواج متحدہ کا قسطنطنیہ پر قبضہ حاصل کر لینا مسیحیت کی آخری ضرب تھی جو اسلام کو لگائی گئی اور بظاہر ہر طرح کامیاب ثابت ہوئی۔

خدا کے کام

لیکن انسان ارادہ کرتا ہے اور خدا منسوخ کرتا ہے۔ اس طرح جب مسیحیت اسلام کی سیاسی طاقت پر آخری کاری ضرب لگانے کی تدابیر کر رہی تھی۔ اس خیال سے کہ یہی اسلامی طاقت اس کی ترقی کے رستہ میں سب سے بڑی روک ہے تو فطرت انسانی بجائے خود عیسائیت کو ناکامی اور شکست کا فیصلہ صادر کر چکی تھی۔ جس قدر زیادہ بلند آہنگی کے ساتھ مسیحیت اپنی طاقت پر مغرور و نازاں تھی۔ مسیحیت کی تلوار جس قدر بڑھ بڑھ کر فتوحات حاصل کرتی اور قدم آگے رکھتی تھی۔ اسی قدر زیادہ زور کے ساتھ فطرت اپنا فیصلہ صادر کرتی تھی۔ جو تاریخ عالم کے ٹھیٹھ واقعات سے ظاہر ہو رہا تھا۔

اس طرح اگر امریکہ نے اس سلوک کے ذریعہ سے جو اس نے حبشیوں کے ساتھ روا رکھا۔ محبت کے تمام دعووں کو عملاً جھٹلا دیا۔ تو ترکی کے زوال اور کل دنیا میں اسلام کی ملکی طاقت کے انحطاط کے بعد افریقہ میں مسیحیت کی اشاعت پہلے سے زیادہ ناممکن ہو گئی۔ نہیں بلکہ تمام دنیا میں جہاں جہاں انسانوں کے چمڑے سفید نہیں ہیں۔ مسیحی اخوت کا بطلان نہایت شرمناک طریق سے ثابت ہو گیا ہے۔ واقعات فی الحقیقت خیالی باتوں سے زیادہ اثر رکھتے ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب میں سے مسیحیت ہی ایک مذہب ہے۔ جس نے ایک مشرقی سرزمین میں ایک کالے آدمی کے وجود میں جنم لیکر رنگ اور ذات و نسل کے تباغض و

وتحاسد کی ترقی کے لئے ایک ایسی موافق آب وہوا پیدا کردی۔ جس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے
اور جنگ اعظم اور اس کے بعد کی سیاسی آویزشوں نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسیحیت سفید اقوام میں
اتحاد پیدا نہیں کرسکتی۔

مسیحیت بمقابلہ ہندو مذہب

لیکن مسیحیت کی بدقسمتی ہندوستان میں انتہا تک پہنچ چکی ہے اس جگہ ایک ہندو لیڈر مہاتما گاندھی
کے پاس جبکہ وہ حال ہی میں اپنی خلاف اچھوت تحریک کے سلسلہ میں دورہ کر رہا تھا۔ مسیحی اچھوتوں کا ایک
وفد آیا۔ ان مسیحی اچھوتوں کو مہاتما گاندھی نے یہ یقین دلایا۔ کہ یہ تحریک آخر کار ان کی حالت کو بھی سدھارنے
کا موجب ہوگی۔ اس بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اچھوتوں کے سدھار کے متعلق مہاتما گاندھی کی تحریک
خالصتہً ہندوؤں کے جذبات وطنیت پر مبنی ہے۔ جیسا کہ اس کے اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو کچھ عرصہ
ہُوا۔ اس نے کیا تھا۔ اسے مسیحیت یا اس کے پھیلانے والوں سے بیزاری ہے۔ مہاتما کا بیان ہے کہ ہندوستان
کی خود مختار حکومت میں مسیحی مشنریوں کے لئے اس بات کا کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ کہ وہ لوگوں کو مسیحی بناتے پھریں
اس لئے کسی مسیحی کے لئے یہ خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ کہ مہاتما کے کام یسوع مسیح کی سپرٹ کا اور دیا و
اظہار ہوگا۔ اگر مسیحی اچھوتوں کو واپس لینا پڑا۔ تو خالص ہندو مذہب انہیں واپس لے جائیگا جو مسیحیت
اور ہر اس چیز کا وہ کھلا دشمن ہوگا جس کی وہ حامی ہو۔

سیاہ اقوام کا برّ اعظم

مشنریوں اور ان کی سرگرمیوں کے متعلق ایک آسٹریلین اخبار نے ایک نہایت دلچسپ خبر سنائی ہے
"کے۔ ایل۔ دیل چیف سیکرٹری سوڈان یونائیٹڈ مشن نے گذشتہ ہفتہ کاروباری لوگوں کے سامنے تقریر
کرتے ہوئے کہا۔ کہ صرف کچھ وقت کی بات ہے کہ وسطی افریقہ پر اسلام فتح حاصل کرلیگا۔
"برطانوی حکومت کو ان مشکلات کا احساس ہے۔ جو اس وقت پیدا ہونگی۔ جب دو یا تین کروڑ وحشی
سوڈانی مسلمان ہوجائیں گے۔ اس نے سوڈان یونائیٹڈ مشن سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے کام کو بڑھائے
اور اس مشن کے لئے اس نے دروازے کھول دیئے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اس میں داخل نہ ہوسکا۔ کیونکہ
اپنے گھر میں مسیحی کلیساؤں نے اس کی امداد نہ کی۔ اسلام اب پورے طور پر قدم آگے بڑھا رہا ہے اور
اگر سوڈانیوں کو مسلمانوں سے بچانا مقصود ہو۔ تو اس بارہ میں جلدی کارروائی کرنیکی ضرورت ہے

پس اسلام کا خطرہ آج مسیحیت کو اسی طرح سے سامنے کھڑا ہو کر گھور رہا ہے۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ اس کے لئے سوہان روح کا موجب رہا ہے۔ وہ مسیحیوں کی امیدوں کے مطابق اتنا کمزور نہیں ہوا۔ جتنا مسلمانوں پر زوال آیا ہے اور سیاہ اقوام کا براعظم جس کو تبلیغ مسیحیت کے لئے بہت امید افزا مقام سمجھا گیا تھا۔ آج مسیحیت کو اپنا دین و ایمان بنانے کے خلاف نہایت زور سے احتجاج کر رہا ہے۔ جو مسیحی مشنریوں کے لئے سراسیمگی اور پریشانی کا موجب ہو سکتا ہے لیکن ہمارے لئے نہیں۔

مسیحی ممالک میں کلیسا اور حکومت کے تعلقات

لیکن جو بات ہمارے لئے حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے۔ کہ حکومت برطانیہ اس معاملہ میں بہت پریشان ہے بلکہ ایک ذمہ دار کلیسائی لیڈر کی روایت کی بنا پر ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ سوڈان کے سرکاری افسر اس بارہ میں حقیقتاً بہت مضطرب ہو رہے ہیں۔ اور ان مسیحی مشنریوں کو جو اس ملک میں کام کر رہے ہیں زیادہ سختی سے کام کرنے کیلئے عملاً اکسا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے جہاں تک ہمیں اب تک بتایا گیا ہے۔ کسی قوم کے مذہبی معتقدات ان حکام کے نزدیک کسی شخص کا ذاتی اور پرائیویٹ معاملہ نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف ان کے نزدیک ان کا تار و پود گہرے سیاسی مسائل سے الجھا ہوا ہے۔ اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ کسی قوم کا مسیحی بننا یورپین حکومتوں کی ایک سیاسی فتح سمجھنا چاہیئے۔ جو اس کے باوجود ایک دوسرے کو اس امر پر مبارک بھی دے رہی ہیں۔ کہ انہوں نے نہایت عقلمندی سے مذہب کو حکومت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ خدا تعالےٰ کے رستے تو بیشک عجیب ہیں۔ لیکن مغربی سیاسیین کے رستے اس سے بھی بڑھ کر عجیب ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ خود یورپ کے اندر کلیسا اور حکومت کے مابین محبت کا ابھی کچھ زیادہ نقدان نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ بیرونی ممالک میں ان دونوں کے مابین ایسے رابطہ اور تعلق کا اظہار چنداں متضاد نظر نہیں آتا۔ قریباً ایسا نظر آتا ہے کہ کلیسا اور حکومت کے مابین اس رابطہ و اتحاد کا اصل موجب صرف وہ جذبہ ہے۔ جو سفید رنگ کی تہ میں مضمر ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے۔ جو اس ملوکیت اور نسلی تفوق کے غرور سے پیدا ہوتا ہے۔ جو مغرب میں وہاں کے رہنماؤں اور دنیادار اور روحانی لوگوں سب کے اندر مساوی طور پر موجزن ہے اس بارہ میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ مسیحی کلیسا کبھی بھی جناب مسیح کے بلند اصولوں سے اثر پذیر نہیں ہوا۔ خواہ رومن کیتھولک کلیسا ہو یا پراٹسٹنٹ شان و شوکت، تمکنت اور فوائد دنیوی ہمیشہ اس کا ایک غالب جذبہ رہا ہے۔ ہمیشہ اس نے اپنے آپ کو سیاسی اور انتظامی امور کا واجب طور پر اہل قرار دیا ہے۔ جس کی غرض محض قومی بہبودی حاصل کرنا ہے پوپ نے کئی صدیوں تک

تمام عیسائی دنیا کے معاملات میں عامۃ الناس کی بہبودی کے بہانہ سے اپنا دست اقتدار رکھا لیکن چونکہ سپین کے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے عامۃ الناس کے خیالات میں بیداری پیدا ہوگئی۔ اس لئے لوگوں کے دلوں میں پوپ کے اس اقتدار کے خلاف احتجاج کا ایک عام جذبہ پیدا ہوگیا۔ اور پرٹسٹنٹ تحریک اس اقتدار کے لئے ایک زہر کی شکل رکھتی تھی۔ پوپ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ لیکن بالکل متاصل نہ ہوسکی اس کا خاتمہ کرنے کے لئے غالباً ایک سے زیادہ سولینوں کی ضرورت ہے۔ لیکن ایسی حالت میں کہ کلیسا کے سیاسی اقتدار کے جذبہ کو گھر کے اندر غیر عہدیداران کلیسا کے ہاتھوں یہ ضربات پہنچ رہی تھیں۔ اس کے لئے ایک اور سمت میں ایک نیا رستہ یورپ کے سیاسی واستعماری اقتدار کی وسعت کی شکل میں پیدا ہوگیا۔ خانگی اقتدار کو کھو کر اب اس نے اسی بات کو غنیمت سمجھا۔ کہ حکام دنیوی کے لئے کرایہ کے ٹٹو کا کام دے۔ اگر وہ خود دوسروں پر اب مار دھاڑ نہ کرسکتا تھا۔ تو اس کے لئے یہی بڑی تسلی کی بات تھی۔ کہ وہ دوسروں کیلئے لوٹ کھسوٹ کے آلہ کا کام دے رہا ہے۔ یہ امر کہ مسیحی مشنریوں نے یورپین سیاسی فتوحات کے لئے حقیقتاً بطور مشعل بردار کے کام دیا ہے۔ اب ایک ایسا کھلا ہوا راز ہے۔ کہ اس کے لئے کسی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ مشن کے ذمہ دار ارکان کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو بیانات شائع ہوتے ہیں۔ وہ اس حقیقت پر شاہد ناطق ہے اور زیر بحث بیانات اس کا ایک مزید ثبوت ہے۔

ناظرین کرام توجہ فرمائیں!

یہ تو آپ کو علم ہے کہ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی اور اس کے اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام کا منافع ہی بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے گرانبار اخراجات کا کفیل ہے ان ہر دو رسالوں کی توسیع اشاعت مشن کی مالی تقویت کا موجب ہوگی۔ اس لئے قارئین رسالہ کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اپنے حلقہ اثر میں انکی توسیع اشاعت فرماکر دافر حسنات ہوں۔ اقتصادی ابتری کی وجہ سے ان رسالوں کی خریداری گر رہی ہے قارئین کرام نے ہی اس کی تلافی کرنی ہے آپ بھائیوں کی ادنٰے سی توجہ سے ایک اسلامی مشن کو بڑی بھاری تقویت پہنچ سکتی ہے جس کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ آپ کو دیگا۔

رسالہ اسلامک ریویو کی مفت اشاعت کے عظیم الشان نتائج آپ ملاحظہ فرماتے رہے ہیں اس رسالہ کی جس قدر بھی غیر مسلمین یورپین اخوان وخواتین میں مفت اشاعت ہوگی۔ اسی قدر تبلیغی فتوحات ہونگی۔

(سیکرٹری مسلم مشن ووکنگ)

مذہب اور اس کی غرض و غایت

(جناب فضل کریم صاحب پانامہ کے قلم سے)

مذہب کی اگر ٹھیک طور پر تعریف کی جائے۔ تو وہ ایسے ذرائع اور طور و طریق کا نام ہے۔ جو بگڑی ہوئی نسل انسانی کو برائیوں اور خرابیوں کے اسفل السافلین سے نکال کر اخلاقی اور روحانی کمال تک پہنچا دے اگر وہ ہر ایک برے میلان کو جو انسانی فطرت کے بگاڑ کا موجب ہے۔ صفحہ ہستی سے مٹانے میں زیادہ وسیع طور پر اثر پیدا نہ کر سکے۔ اگر وہ ہمارے جذبات کو اخلاق اللہ کا رنگ دینے ہمارے اندر کوئی اور اک پیدا کرنے انسانی اوراک کو حیوانیت سے اٹھا کر الوہیت تک پہنچانے اور آخر کار دنیا کی تمام اقوام کو بلا لحاظ نسل و ذات عقیدہ و مذہب اور رنگ وغیرہ کے ایک برادری کے سلسلہ میں منسلک کرنے میں ناکام ثابت ہو۔ تو اسکی ضرورت کو اچھی طرح محسوس نہیں کیا جاسکتا۔

مذہب ان تمام بے اندازہ برکات کے باوجود جو اس نے نسل انسانی پر نازل کی ہیں۔ ابھی تک غفلت و لاپرواہی کا شکار ہے۔ اور دنیا کو مذہب کے صحیح معنے سمجھانے کے لئے کافی محنت اور کوشش سے کام نہیں لیا گیا۔ ہم بھی بغض و تعصب غور و فکر کرنے اور دیانتدارانہ رائے قائم کرنے کی خوبیوں سے محروم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ابھی تک اس قدر مذاہب پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بتاتا ہے۔ اور دوسروں کو ایسی عزت کا حقدار ٹھہرانے سے انکاری ہے۔ یہ خصوصیت جو اس طریق سے الہام الٰہی کو ایک خاص قوم، خاص مقام یا خاص رنگ و نسل کے لوگوں تک محدود کرنیکا موجب ہے۔ انسانی قلب میں تباغض و تحاسد اور غیر رواداری کے جذبات کو پیدا کرتی۔ اور ہمیں متحد کرنے اور ربوبیت الٰہی کے زیر سایہ اخوت انسانی کو پیدا کرنے کے بجائے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے اگر انسانی دماغ کوئی ایسی تجویز پیدا نہیں کرسکتا۔ جو دنیا کی مختلف مذہب کو ماننے والی تمام اقوام کے جذبات کو متحد کر دے تو اس کی وجہ انسان کے اندر اس کمال علم کا نہ ہونا ہے۔ جو سب چیزوں پر حاوی ہو۔ اور جہاں انسانی دماغ کو ایسی ناکامی پیش آئے۔ وہیں الہام الٰہی یا خدا کے بھیجے ہوئے مذہب کی ضرورت ہے کہ وہ آکر اسے لغزش سے بچائے اپنے دنیوی معاملات میں ہم اپنی معقولیت اور عقل و دماغ کو رجو اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا انعام ہے۔ جو ہمیشہ انسان کے اندر پایا جاتا ہے۔ پورے طور پر کام میں لاتے ہیں۔ ہم اہم مقاصد کو معقولیت کا لباس پہناتے

ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے سے پیشتر اپنے فیصلوں کے لئے دلائل قائم کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل و دانش ہی ایک چیز ہے۔ جو ہماری زندگی کے حالات میں اہم ترین اثر رکھتی ہے اور یہ عقل و دانش ہی ہے جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہے۔ دنیوی واقعات کی طرح مذہبی معاملات کا بھی یہی حال ہے۔ موخرالذکر امور میں بھی ضروری ہے۔ کہ ہمارے تمام اعمال و افعال عقل و دانش کی روشنی سے حصہ لیں ضروری ہے کہ ہمارے مذہبی معتقدات ایسے ہوں۔ کہ عقل و دانش ان کی تصدیق کرے اور سائنس اور انسانی تجربہ جوں جوں ترقی کرے۔ وہ اس کے عین مطابق ثابت ہوں۔ رازہائے سربستہ اور خلاف عقل معتقدات اگر ان تجربات سے تجاوز کر جائیں جو علم و سائنس کے میدان میں نسلاً بعد نسل حاصل ہوتے چلے آئے ہیں۔ تو اس سے یقیناً نسل انسانی کو ایسا ہی غیر محدود نقصان اٹھانا پڑیگا۔ جیسے ایک سائنسدان کا دل و دماغ صحیح علوم دین کے احساس سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے دہریت پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس خرابی کو دور کرنے کیلئے یہ خیال ہمارے پیش نظر رہنا چاہیئے۔ کہ مذہبی سچائیوں اور علمی صداقتوں میں آویزش پیدا نہ ہو۔ ایسی مذہبی باتوں پر ایمان لانا جو قانون قدرت سے موافقت نہ رکھتی ہوں۔ خداتعالےٰ کے اس علم کامل کی توہین کرنا ہے۔ جو تمام دنیا کے نزدیک اس کی ایک بہت بڑی صفت ہے۔

الہام الہٰی کے کسی خاص قوم کے لئے مخصوص ہونے کے مضمون پر بحث کرتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے جسمانی انعامات مثلاً حرارت، روشنی اور ہوا کو پیش نظر رکھا جائے۔ ہر ایک انسان جو اللہ تعالیٰ کی زمین پر بود و باش رکھتا ہے۔ ان نعمائے الہٰی میں مساوی طور پر حصہ دار ہے۔ جس طرح اس کی جسمانی نعماء ہم سب کو مساوی طور پر عطا کی گئی ہیں۔ تاکہ ہم ان سے جسمانی طور پر پرورش پائیں۔ بعینہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی روحانی نعماء بھی دنیا کی ہر قوم کے لئے مساوی طور پر نازل ہونی چاہئیں۔ توحید الہٰی پر ایمان اخوت انسانی کے عقیدہ کو وسیع اور قدرت کیلئے مفید بنا دیتا ہے۔ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا اور ہم نے ہر قوم کیلئے ایک مذہب اور طریق مقرر کیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ اب تک مذہب کا اصل مفہوم پوری صفائی کے ساتھ نہ تو واضح نہیں کیا گیا۔ نہ ہی اسے عملاً روزانہ زندگی پر عائد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ اسے زندگی کے مختلف حالات کے موافق بنایا جا سکے۔ مذہب کے اگر کوئی معنے ہیں۔ تو وہ یہی ہونے چاہئیں۔ کہ وہ ایسے اصول اور قوانین کا مجموعہ ہے۔ جو انسان کے اخلاقی اور روحانی ارتقا کا موجب ہیں۔

پس وہ الہام الہٰی جو مذکورہ بالا اصولوں اور قوانین پر جو ہماری دنیوی زندگی کے کام آسکیں مشتمل

ہو۔ اس کو ہم مذہب کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس لئے ایسے قوانین اور اصولوں کی متابعت کی ضرورت پر نسل انسانی کے ایک لازمی اور ضروری مذہب کی حیثیت سے ایمان لانا انسان کی فطرتی عقل و دانش کیخلاف نہیں ہوسکتا۔ ایسے قوانین کی متابعت جو وقتاً فوقتاً ہمارے اخلاقی اور روحانی ارتقا کے لئے نازل ہوتے ہیں تمام زمانوں کے لئے ایک ہی مذہب کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ یہودیت، ہندو مذہب، عیسائیت ..... یا زرتشتی مذہب وغیرہ کوئی نہیں جن کو سچا مذہب کہا جاسکے۔ سچا مذہب صرف ہمارے اخلاقی اور روحانی ارتقا کے قوانین کی متابعت کا نام ہے

"اسلام" کا نام جو اس مذہب کو دیا گیا ہے جس کو قرآن پیش کرتا ہے اس کے معنی "قانون کی متابعت" کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اخلاقی اور روحانی ارتقا کے قوانین کی متابعت پر مذہب کی حیثیت سے ہمارا ایمان لانا اور انہیں اپنی نجات کی بنیاد قرار دینا ہی انسان کے لئے اعمال صالحہ کی ایک زبردست ترغیب ہے۔ ایسا ایمان جس کی بنیاد قانون کی متابعت پر ہو، ہماری جسمانی، اخلاقی، روحانی اور تمدنی ترقی کے لئے مفید نہایت ہوگا۔ اصل سوال ایمان کا نہیں۔ بلکہ عمل اور متابعت کا ہے۔ ضروری ہے کہ الہام الہیٰ ایسے قوانین ہمیں دے۔ جو ہمیں ارتقا کے اس درجہ پر پہنچانے کا موجب ہوں جس کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے یہ تمام اصول اور قوانین انسانی دماغ کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ ان کی خوبیوں کا انکار نہیں ہوسکتا لیکن ایسے قوانین کی متابعت ہمیں یقیناً اس شاہراہ پر لے جائیگی۔ جو امن اور ترقی کی منزل پر پہنچانے والا ہے پس یہ ظاہر ہے کہ مذہب ترقی اور تہذیب میں قدم آگے بڑھانے کے معاملہ میں ایک عظیم الشان عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی بتدریج نشو و نما دینے کی صفت جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے نہایت گہرا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے لفظ "رب" میں نہ صرف خالق اور پرورش کنندہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ بلکہ اشیاء کو بدترین حالت سے نشو و نما دیتے ہوئے اعلیٰ حالت کمال تک پہنچانیوالا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ اگر ہم ایک بڑے درخت پر جو ہمارے سامنے کھڑا ہے۔ غور کریں۔ تو ہم اس کے اس ارتقائی سفر کی وسعت کو سمجھ سکتے ہیں جو اسے بیج سے لے کر موجودہ حالت تک پہنچنے میں اسے طے کرنا پڑا ہے۔ یہی طریق عمل ہمیں اپنے جسمانی نشو و نما میں بھی نظر آتا ہے۔ جہاں ہم ماں کے پیٹ میں پیدا ہونے والے مضغہ گوشت سے لیکر پورے انسان کی شکل حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہستی جو ان منازل ارتقا کو پیدا کرتی ہے۔ قرآن کریم میں اس کا نام بجا طور پر رب العالمین

(یعنی اس دنیا کا خالق اور نشو و نما دینے والا) رکھا گیا ہے۔ اسی صفت کو عمل میں لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے مختلف انبیاء کے ذریعے سے ایسے اصول اور قوانین بھیجے۔ جو ہمارے اخلاق اور روحانیت کو نشو و نما دیتے ہوئے انہیں تکمیل کے اعلیٰ ترین معیار پر پہنچا دیں۔

ایسی قابلیت حاصل کرنا کہ اس کے ذریعے سے اخلاقی اور روحانی نشو و نما حاصل ہو۔ یہ کوئی نرا خواب ہی نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت ہے۔ جو پرانے انبیاء کی زندگیوں میں نظر آتی ہے اور یہی حقیقت پھر قانون الہٰی کی متابعت سے پیدا ہو سکتی ہے۔ ان حقائق کا ظہور آج بھی گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے جنہوں نے اخلاق الہٰی میں رنگین ہو کر زندگیاں بسر کیں۔ پاک نمونوں اور سوانح حیات کو روشن اور نمایاں کر رہا ہے۔ ہماری روزانہ زندگی پر اخلاق الہٰی کا پرتو ہی ایک چیز ہے۔ جسے مذہب کا قابل قدر مقصد قرار دیا جا سکتا ہے۔ ارتقا میں سچے طور پر قدم آگے بڑھانے کا ایک ہی ذریعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قوانین کی متابعت میں مضمر ہے۔

انسان ایک عقلمند جانور ہے۔ تاہم وہ غیر معقول باتوں پر ایمان لانے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے اور یہ امر بھی موجب افسوس ہے کہ وہ ایسے معتقدات کو اپنی نجات کی بنیاد سمجھتا ہے یہ حیرانی کی بات ہے۔ کہ باوجودیکہ خدا کے متعلق انسان کا اپنا خیال اس کے اپنے مذہبی معتقدات سے بالکل مختلف ہوتا ہے اور فطرتاً یہی خیال ہونا چاہیئے۔ کہ "اخلاقی اور روحانی ارتقا کے قوانین اور اصولوں کی متابعت ہی خدا کا عین منشا ہے۔ پھر بھی وہ ایسے غیر معقول معتقدات کو ماننے پر اصرار کرتا ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اصولوں کی جو ابراہیم۔ موسیٰ، مسیح اور سب سے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر نازل ہوئے کی سچی متابعت ہی ہے کہ جس سے حیات انسانی حقیقی اسلامیت کا رنگ اختیار کر سکتی ہے۔

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

اسلام کی اشاعت کیلئے مشن مذکور مختلف ذرائع اختیار کرتا رہتا ہے مبلغین اسلام کو ممالک غیر میں تبلیغ کیلئے بھیجنا، رسالجات کی اجرا، اسلامی لٹریچر، تالیف و تصنیف۔ اشاعت کتب، ٹریکٹ و اشتہارات کتب، دنیا بھر کے مشہور ریڈنگ روم میں رسالہ اسلامک ریویو کا بھیجنا۔ لندن میں لیکچروں کے ذریعہ اسلامی تعلیم پھیلانا۔ اب ظاہر ہے کہ ان عظیم الشان اغراض کی تکمیل کیلئے کسقدر روپیہ کی ضرورت ہے اسلام اس وقت غیر اقوام کے سامنے ایک بیکس یتیم بچہ کی طرح مورد مصائب و آلام ہو رہا ہے اور تمام بہی خواہان اسلام کو اس بیکسی سے مخلصی دلانے کیلئے اپیل کر رہا ہے اس آواز پر مسلم بھائیوں کو لبیک کہہ کر اس مقدس فرض کو ادا کرنا چاہیئے اور پورے طور پر مالی امداد کے ذریعہ حفاظت و اشاعت اسلام کے پاک کام میں کوشاں ہونا چاہیئے (خواجہ عبد الغنی سیکرٹری ووکنگ مشن)

خطبہ جمعہ

فرمودہ مولوی ڈبلیو۔ بی بشیر پکرڈ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۴ء بموجودگی طلبہ جیرین حنیفیں جو شاہجہان مسجد ووکنگ کی زیارت کیلئے آئے ہوئے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون ۔ قالوا یویلنا من بعثنا من مرقدنا ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون ۔ ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون۔ فالیوم لا تظلم نفس شیئا ولا تجزون الا ما کنتم تعملون۔ ان اصحب الجنۃ الیوم فی شغل فکھون۔ ھم وازواجھم فی ظلل علی الارائک متکئون لھم فیھا فاکھۃ ولھم ما یدعون۔ سلم قولا من رب الرحیم۔

ترجمہ:- اور صور پھونکا جائیگا پس وہ ناگہاں قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑ پڑینگے کہینگے ۔ ہم پر افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اٹھایا۔ یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے کیا تھا۔ اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ وہ صرف ایک ہی آواز ہوگی۔ تو وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائینگے۔ سو آج کسی جان پر کوئی ظلم نہ کیا جائیگا۔ اور تمہیں کوئی بدلہ نہیں ملیگا۔ مگر وہی جو تم عمل کرتے تھے۔ جنت والے اس دن ایک کام میں لگے ہوئے خوش ہونگے۔ وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں تختوں پر تکئے لگائے ہوئے ہونگے۔ ان کے لئے اس میں پھل ہوگا۔ اور ان کے لئے سب ہوگا جو وہ مانگیں۔ سلامتی۔ رحم کرنیوالے رب کی طرف سے قول ہوگا (یٰس ۳۶: ۵۱-۵۸)

یہ آیات جو میں نے ابھی پڑھی ہیں۔ سورہ یٰسین میں سے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کی ان آیات کا خلاصہ مطلب آخری آیت میں ہے۔ سلام قولا من رب رحیم۔ سلامتی۔ رحم کرنیوالے رب کی طرف سے قول ہوگا۔ یاد الٰہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ سلامتی حاصل کرنے کے لئے کچھ تکمیل کی ضرورت ہے۔

اس وقت کی خاموشی اور تبسم مسرت جو ایسے ہی جیسے بعض مسرت انگیز گرمیوں کا دن ہوتا ہے۔ جب شبنم بھاری پتوں سے اطمینان بخش سرگوشیاں کرتی ہے اکافی نہیں۔ دل کو اس سے زیادہ گہرے اطمینان اور سکون کی خواہش ہے یہ کافی نہ ہوگا۔ اگر موجودہ سکون کے بعد مستقبل تاریک اور غیر متیقن اور رازہائے سربستہ اور بدشگونی سے معلوم ہو۔ دل کو پختہ یقین اور ذمہ داری کی تلاش ہے اور یہ یقینی امن کی بنیاد قرآن کریم میں موجود ہے

اس طرح بھی قرآن کریم میں اس صداقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر جو موجود تھی موجود ہے۔ یا آئندہ ہوگی کامل، مکمل اور ناقابل انکار طاقت و قدرت رکھتا ہے اس کو چھوٹی چیزوں پر، بڑی چیزوں پر زندگی پر موت پر کامل برتری حاصل ہے۔ اور اسی طاقت و قدرت سے کام لینے والی ہستی عقل کامل ہے۔ اس ہماری دنیا کی ہر چیز پر اندر اور باہر دونوں پہلوؤں میں اسے کامل غلبہ حاصل ہے۔ لیکن یہ ہاں یہ بھی سچے امن و سکون کی بنیاد رکھنے کیلئے کافی نہیں۔ کامل طاقت بجائے خود امن و سلامتی کی ضامن نہیں ہوسکتی۔ اس سے بھی بڑھ کر ایک چیز ضروری ہے۔ اور اس کا نقشہ بھی قرآن کریم میں کھینچا گیا ہے

دوسری بنیاد جس پر اصل سلامتی کا انحصار رکھا گیا اور اسے یقینی قرار دیا گیا ہے قرآن کریم کے ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ کتب اللہ علی نفسہ الرحمۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت فرض کرلی ہے تمہارا خدا سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ وہ یقیناً ارحم الراحمین ہے۔ اب امن و سلامتی کا امکان واضح اور یقینی ہوگیا۔ اس محیط کل رحم کے ساتھ کامل قدرت مجتمع ہے۔ انصاف اور عطا کامل طور پر تمہارے خدا کے ہاتھوں میں ہے اور وہی رحم کرنے والا ہے۔

لا تظلم نفس شیئًا۔ کسی جان پر ذرہ بھر ظلم نہیں کیا جائیگا۔ ولا تجزون الا ما کنتم تعملون۔ اور تمہیں کچھ بدلہ نہیں ملیگا۔ مگر وہی جو تم عمل کرتے تھے۔ بداعمال پر سزا ملتی ہے۔ اس کا یقین حاصل کئے بغیر انسان اس زندگی کے چند سال بسر نہیں کرسکتا لیکن بدی کی سزا اسی قدر ہوگی یعنی ایک بدی کی ایک سزا۔ اور اس بارہ میں بھی تمہارا خدا ارحم الراحمین ہے اور وہ لوگ جو پشیمان ہوکر توبہ کرتے اور اپنے خدا کی طرف عجز و نیاز سے رخ کرتے اور اعمال صالحہ میں قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ ان سے رحم ہی کا سلوک کریگا۔

دوسری طرف قرآن کریم میں ہم پڑھتے ہیں کہ نیکی کا اجر دس گنا ہے نیکیاں بدیوں کو کھا جاتی ہیں ایک نیک عمل کا اجر قائم اور جاری رہتا اور نشوونما پاتا ہے ایک نیک عمل ایک اچھے درخت کیطرح ہو۔ جو بڑھتا، اپنی شاخوں کو پھیلاتا، شگوفے نکالتا پھل لاتا اور زندگی میں ترقی حاصل کرتا ہے لیکن بدی کی سزا اتنی ہی ہے جتنی وہ بدی ہو۔ وہ مٹنے والی، نابود ہونے والی اور موت کے منہ میں جانے والی ہے۔

ولا تجزون الا ما کنتم تعملون:۔ اور تمہیں کچھ بدلہ نہیں ملیگا۔ مگر وہی جو تم عمل کرتے تھے اس چھوٹی سی آیت میں ہمیں خدا تعالیٰ کی صفت عدل کا چمکتا سا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ کسی شخص کو دوسرے کے گناہ کی

سزا نہیں دی جا سکتی۔ نہ ہی کسی کو دوسرے کے اعمال صالحہ کا اجر مل سکتا ہے۔ ہر شخص کے اعمال اس کی گردن میں آویزاں ہیں۔ پس اعمال صالحہ کی سچا آدرسی میں قدم آگے بڑھاؤ۔ کوئی نیک عمل اور اس کی جزا الگ نہیں ہو سکتے۔ وہ اجزائے لاینفک کی طرح ایسے ایک دوسرے ایسے ملے ہوئے ہیں کہ گویا وہ ایک ہی مادہ سے ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ نہ صرف ایک نیک عمل کی جزا اس کے ساتھ بطور لازم و ملزوم ہے۔ بلکہ جب۔۔ ایک نیک عمل جاری و ساری ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کے جو ارحم الراحمین ہے رحم اور کرم سے اس کی جزا جاری رہتی اور دس دس گنا تک بڑھتی ہے۔ پس اس چیز کی تلاش کرو۔ جو زندگی پیدا کرے اور اس چیز سے پرہیز کرو۔ جس میں موت کے جراثیم پائے جائیں۔

سب اشیاء میں آپ بھلائی کو پا سکتے ہیں۔ اور تمام اشیاء میں بدی کے امکانات آپ کو مل سکتے ہیں۔ کوئی چیز بجائے خود بالکل بھلائی ہی بھلائی نہیں۔ اور نہ کوئی چیز بجائے خود بدی ہی بدی ہے۔ بلکہ تمام اشیا میں نیکی اور بدی اندازہ کے مطابق ہے اور خدا تعالیٰ نے اندازے مقرر کئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی کیلئے دعا کرو۔ کہ تم ان چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے پیدا کی ہیں ٹھیک طور پر استعمال کر سکو۔

مجھے زیادہ وضاحت سے بیان کرنے کی اجازت دیجئے اور چند مثالیں سن لیجئے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ کے اس رحم و کرم پر غور کرنا چاہیئے۔ جو پانی میں بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جو زندگی کا سرچشمہ ہے اور جس کے بغیر کوئی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ تاہم غلط استعمال سے، لاپرواہی کے استعمال سے اندازہ کو ملحوظ نہ رکھنے کیوجہ سے وہی پانی نقصان پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ پانی میں اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی طاقت پائی جاتی ہے۔ پانی اللہ تعالےٰ کے احکام کی متابعت کرتا ہے۔ اور یا تو بہت بڑی بخشش اور جزا کا موجب ہوتا ہے۔ یا دکھ اور سزا کا باعث بن جاتا ہے۔

بخشش الٰہی کی ایک اور مثال لے لیجئے، وہ بہترین خوراک جو آپ کھاتے ہیں۔ اس میں بھی بہت بڑی بھلائی موجود ہے۔ لیکن بہت بڑا نقصان بھی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی کیلئے دعا کرو۔

پھر دھوپ کو لیجئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ایک دلخوش کن بخشش اور اس کی اجازت سے زندگی دینے والی ہے۔ اور دوسری طرف وہی دھوپ ایک ایسی طاقت ہے جو نقصان پہنچاتی اور تباہ کرتی ہے۔

پس یاد رکھئے، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ تمام اشیا میں بھلائی ہے اور اس اندازہ کے مطابق عمل کر جو اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ سب چیزوں سے بھلائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

جس سے ہم اپنی زندگیوں کو بے اندازہ برکات سے بھر سکتے ہیں۔

پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ میں اس بارہ میں دو حدیثیں نقل کرتا ہوں

اول:۔ اللہ تعالیٰ نے عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں بنائی۔ یا اس سے زیادہ کامل زیادہ خوبصورت چیز پیدا نہیں کی۔ جو فوائد اللہ تعالیٰ سے عطا ہوتے ہیں۔ وہ عقل ہی کی وجہ سے ہیں۔ اور سمجھ اور سوچ اسی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی اسی کے غلط استعمال کی وجہ سے ہے اور اسی کی وجہ سے جزا و سزا ملتی ہے۔

دوم:۔ بتحقیق ایک شخص نمازیں پڑھتا، روزے رکھتا، خیرات دیتا اور حج کرتا، اور دوسرے تمام اعمال صالحہ بجا لاتا ہے لیکن اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا وہ ان کاموں کی سرانجام دہی میں سمجھ اور سوچ سے کام لیتا ہے۔

برسبیل تذکرہ میں سب سے زیادہ اہم چیز کو سب سے پہلے یاد کر لینا چاہیئے۔ میرا منشا ایک حدیث سے ہے جس میں فرمایا گیا ہے "تحقیق انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جو جب نیک ہوتا ہے۔ تو تمام جسم نیک ہوتا ہے اور جب بد ہوتا ہے۔ تو تمام جسم بد ہوتا ہے۔ خبردار یہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے"۔ اس لئے سب سے پہلے دل کی پاکیزگی حاصل کرنی چاہیئے

قرآن کریم ہدایت کی کتاب ہے۔ لیکن قرآن کو حصول ہدایت کی غرض سے پڑھتے ہوئے موجودہ زندگی میں بعض حالات میں ایسے واقعات پیش آسکتے ہیں۔ کہ جن میں عمل کا رستہ ایسا صاف نہ ہو کہ بے خطا اس پر چل سکیں لیکن اگر انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو یاد رکھے تو وہ رستہ زیادہ صاف ہو جاتا اور شکوک اور مشکلات ناپید ہو جاتی ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو اور احادیث کا حوالہ دیتا ہوں:۔

(۱) حلال چیزیں بھی ظاہر ہیں اور حرام چیزیں بھی ظاہر ہیں لیکن ان دونو کے درمیان بعض مشکوک حالات ہوتے ہیں جن سے بچنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

(۲) اس چیز کو چھوڑ دو جو غلط فہمیوں کو بڑھانے والی ہو۔ اور اس رستہ کو اختیار کرو۔ جو ضمیر کی ملامت کا موجب نہ ہو علی العموم دو رستے کھلے ہوتے ہیں ایک صاف اور بے خطا سیدھا رستہ ہے جس میں کوئی غلطی کا شک و شبہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس کو طے کرنے میں ہمیں زیادہ مشکلات اٹھانی اور قربانیاں کرنی پڑتی ہیں دوسرا رستہ مشکوک ہوتا ہے ممکن ہے صحیح ہو اور ممکن ہے غلط ہو۔ وہ بے شک آسان نظر آتا ہے لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ غلطی یا بے انصافی کا امکان اس میں نہیں اسلئے قرآن اور احادیث کی روشنی میں ایسا رستہ اپنے لئے منتخب کیجئے جس میں کسی غلطی کا امکان نہ ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات آپ کے ساتھ ہوں

ڈبلیو۔ بی۔ بشیر پکرڈ

تفسیر القرآن

(از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور)

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو صفحہ ۳۵۲ جلد ۲۰ نمبر ۱۰)

باینہمہ یہ ایمان کا معاملہ ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ روحانیت کا جو بلند مرتبہ ہمارے رسول پاکؐ نے حاصل کیا۔ وہ اس شخص کو نہیں مل سکتا تھا جس نے تکلیف کے وقت یہ کلمات کہے ہوں:۔ ایلی ایلی لما سبقتنی؟ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اب اس کا مقابلہ آنحضرتؐ کے اس طرز عمل سے کیجیے۔ جو کہ آپؐ نے بوقت ہجرت دکھایا جبکہ آپ غار ثور میں پوشیدہ تھے۔ تو آپؐ کے دشمن آپؐ کی تلاش میں غار کے دہانہ تک پہنچ گئے تھے۔ اندریں صورت آپؐ کیلئے کوئی مفر نہ تھا آپؐ کے ساتھ صرف ایک صحابی غار میں تھے۔ انہوں نے سخت ناامیدی میں آپ سے کہا۔ اب ہم کس طرح بچینگے؟ آپؐ نے نہایت اطمینان کے ساتھ ارشاد فرمایا" فکر مت کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

قصہ مختصر یہود کا طرز عمل گستاخی کی انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو جملہ احکام شرع سے بالاتر تصور کرتے تھے۔ یہ فقرہ "مغضوب علیہم" (جن پر خدا کا غضب نازل ہوا) بالکل ان کے حسب حال تھا۔ کیونکہ جب کبھی ان کو ہدایت کی جاتی تھی۔ تو وہ تکبر سے جواب دیتے تھے۔ کہ ہم نصیحت سے بالاتر ہیں۔ اور ہمارے قلوب پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ "غُلف" کے دو معنی ہیں۔ ایک تو پردہ۔ اس معنی کے اعتبار سے یہود کے قول کے معنی یہ ہونگے۔ کہ ہمارے قلوب اور ہدایت کے درمیان پردہ حائل ہے۔ دوسرے معنی ذخیرہ ہیں۔ اس تقدیر پر اس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ ہمارے قلوب علوم کا ذخیرہ ہیں۔ اب ان میں کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں ہے اور نہ کسی سے دوسرے علوم کے سیکھنے کی حاجت ہے۔ اس غرور کی وجہ سے وہ لوگ پستی کی اس حد تک پہنچ گئے۔ جسے قرآن نے لعنت سے تعبیر کیا ہے۔ اس آیت میں ان کے انکار کو ان کے ملعون ہوجانیکا سبب قرار دیا گیا ہے پس دوسری جگہ اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے کہ خدا کا عذاب جس کے معنی خدا کی قربت سے دوری ہیں۔ انہی لوگوں پر نازل ہوتا ہے۔ جو اس کی ہدایت کو قبول نہیں کرتے۔ بالفاظ دیگر خدا کا فعل ہمارے اعمال پر بطور نتیجہ کے مرتب ہوتا ہے۔ لعنت کے لغوی معنی ہیں دور ہوجانا۔ یعنی خدا کی رحمت سے دور ہوجانا۔ بائبل خواہ افراد کو کسی رنگ میں ملعون کیوں نہ قرار دے۔ عربی

زبان میں لعنت کے صرف یہی ایک معنی ہیں۔ بیشک قرآن میں لفظ لعنت اس حالت کیلئے استعمال ہؤا ہے جبکہ انسان ہر اچھی چیز سے محروم ہو جائے۔ اس حقیقت کا دوسری آیت کے آخر میں بھی اعادہ کیا گیا ہے پس جبکہ وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے برکات الٰہی سے دور ہو گئے تو ان پر خدا کی لعنت مسلط ہو گئی۔

آیت ۸۹۔ یہود کے ساتھ خدا کا ایک بڑی فتح کے متعلق معاہدہ تھا۔ جس کی تکمیل ایک موعود نبی کی بعثت پر منحصر تھی۔ جس کا وعدہ استثناء باب ۱۸ درس ۱۸ میں مرقوم ہے۔ اس آیت میں اسی پیشگوئی کا ذکر ہے اور اس سے پہلی آیات میں اس سے زیادہ واضح الفاظ میں ہے۔ یہود شروع سے تین افراد کے ظہور کے منتظر تھے۔ ایک مسیح دوسرا الیاس تیسرا وہ نبی جس کو وہ اپنے محاورہ میں "آنحضرت" کہتے تھے۔ چنانچہ یوحنا کی انجیل ۱: ۲۵ سے ظاہر ہے۔

الغرض بمقتضائے استثناء یہود ایک ایسے نبی کے منتظر تھے جو اپنے ساتھ بہت سی برکات الٰہی لائیگا اس کے بالمقابل خدا نے اُن کو "آنحضرت" کی اتباع کا حکم دیا تھا (استثناء ۱۸: ۲۵) اسی واقعہ کیطرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اگرچہ یہ لوگ بہت شوق کے ساتھ موعود نبی کا انتظار کر رہے تھے لیکن جب وہ ظاہر ہؤا۔ تو انہوں نے اس کی شدید مخالفت کی۔ یہ عذر صحیح نہیں۔ کہ وہ اس کو پہچان نہ سکے۔ انہوں نے اسے ضرور پہچان لیا ہوگا۔ کیونکہ اس کا حلیہ اس شخص سے ملتا جلتا تھا جس کا ذکر استثناء میں کیا گیا ہے۔ اسی لئے قرآن نے دوسری جگہ کہا ہے کہ ان لوگوں نے آنحضرتؐ کو اسی طرح پہچان لیا تھا جس طرح وہ اپنے بھائیوں اور بچوں کو پہچانتے تھے۔ لیکن ان کے غرور نے اُن کو آپؐ کے دعاوی تسلیم کرنے سے باز رکھا۔ تاریخ پر نظر کرو تو اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ آپؐ کے صحابہؓ کو عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔ اگر یہود دوسرے مسلمانوں کی طرح آپ پر ایمان لے آتے تو وہ بھی اس کامیابی میں برابر کے شریک ہو سکتے تھے۔ لیکن وہ خدا کے اس انعام سے محروم رہے کیونکہ انہوں نے آپؐ کو تسلیم نہیں کیا۔ اور یہاں لفظ لعنت سے یہی مراد ہے اور بے شک اس سے زیادہ بری کوئی بات متصور نہیں ہو سکتی۔ کہ خدا تعالےٰ کسی پر انعام فرمائے اور وہ اس انعام کو ٹھکرا دے۔ ایسا شخص بلاشبہ اللہ کی رحمت سے دور ہے +

(باقی آئندہ)

مطالعہ قرآن مجید کی ضرورت

جو عالمگیر امن، اتحاد و ترقی کی ضامن ہے

(از قلم عالیجناب سید محمد سعید الدین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی سب جج)

(بہ تسلسل صفحہ ۳۶۳ جلد ۲۰ نمبر ۱۰)

پس جس چیز کی ضرورت ہے وہ ان اصول مذکورہ بالا پر صحیح اور صاف ترالیان یا اعتقاد ہے۔ نیز ان نتائج پر جو ان اصولوں سے ماخوذ ہیں اور جن کا قرآن مجید میں پوری وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور آنحضرت صلعم کی حیات میں بھی ان کی تشریح موجود ہے۔ اگر بزرگ اور نیک آدمیوں کی مسلسل صحبت خواہ براہ راست ہو۔ خواہ کتب کی معرفت ہو۔ ہمارے لئے سبق آموز ہے۔ تو دنیا کی بہترین کتاب یعنی قرآن مجید کا مسلسل اور مفکرانہ مطالعہ اور آنحضرت صلعم کی حیات اور آپ کے اقوال کا مطالعہ جو کہ قرآن مجید کی بہترین تفسیر ہیں۔ دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ سبق آموز ہوگا۔

آنحضرت صلعم کی کامیابی کا راز کس بات میں مضمر تھا؟ آپ کے غیر معمولی جوش میں۔ پس آپ صاحبان بھی اپنی جماعت، ہندوستان اور تمام بنی نوع آدم کی حالت کو جوش کی بدولت بہتر بنا سکتے ہیں۔ نہ کہ تذبذب سے، ضرب الامثال اور عبارت آرائی سے، چالاکی اور منافقت سے یا تن آسانی سے۔ یہ جوش و خروش اس مقدس ہستی کے سوانح حیات کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتا ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی انسان بنی نوع آدم کی بہبود کے لئے کوشاں اور آرزومند پیدا نہیں ہوا۔ بہت سے لوگوں نے جو آپ سے کم ہمت ہونگے۔ یقیناً آپ کی زندگی سے عزم و استقلال کا سبق حاصل کیا ہوگا۔ اور آپ کی صحبت سے انہوں نے یقیناً ترقی کے مدارج طے کئے ہونگے۔ اسی طرح جو لوگ دنیا کے سب سے بڑے عزم و استقلال رکھنے والے انسان کی صحبت سے مستفید ہونگے۔ وہ یقیناً دوسروں کے مقابلہ میں ترقی کے میدان میں آگے ہونگے۔ آپ ہندوستان اور بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے قرآن مجید کی تعلیمات، ان کی تفسیر، آنحضرت صلعم کی حیات اور احادیث سے بڑھ کر کسی چیز کا تصور نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلعم کی حیات

کا مطالعہ اس لئے ضروری ہے۔ کہ قرآن مجید آپ ہی کی معرفت نازل کیا گیا تھا۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کمزور انسان اس تجویز سے بہتر کوئی تجویز نہیں سوچ سکتا۔ جو خدا تعالےٰ نے انسان کی بہبود کے لئے عطا فرمائی ہے۔ ہندوستان یا دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لئے آپ جو کوشش کانفرنسوں، کانگریسوں، لیگوں شاہی کانفرنسوں لیگ اقوام کی وساطت سے کر رہے ہیں۔ وہ اس کوشش کے مقابلہ میں جو آنحضرت صلعم نے عرب کی اصلاح کے لئے اور عربوں کی معرفت ابتدائی مسلمانوں کے لئے اور ان کی معرفت دنیا کے لئے فرمائی اور خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت فرمائی۔ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

کیا آپ اس پر غور نہیں فرماتے۔ کہ آپ کا پہلا فرض یہ ہے کہ دنیا کے طول و عرض میں اسلامی لٹریچر کو پھیلائیں۔ جو اپنے اندر نہ صرف تمام ہندوستان بلکہ تمام دنیا کو متحد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور تمام انسانوں کو سلک وحدت میں منسلک کر کے انسانوں کے مابین تمام اختلافات اور تنازعات کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اسلامی لٹریچر انسانوں کو اس امر پر راغب کر سکتا ہے کہ وہ اپنی اور فطرت کی مخفی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ تاکہ اس طرح توحید اور الوہیت کے مقصد عظمےٰ کو حاصل کر سکیں جس کی طرف تمام انسانیت تدریجی طور پر جا رہی ہے۔

قرآنی تعلیمات سے بڑھ کر کوئی فلسفہ، کوئی نظام فکری، کوئی کتاب، کوئی انسان، بنی نوع آدم کے اندر وحدت اور روشن خیالی پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید خود اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ جو ہم سب کا خالق مالک اور رب ہے اور جو ہم سبھوں کو متحد اور روشن خیال بناتا ہے۔

دنیا ان مصائب سے تنگ آچکی ہے۔ جو کہ انسانوں نے اپنی تخلیق کا مقصد نہ سمجھنے کی وجہ سے دنیا میں بپا کی ہیں۔ دنیا ان نام نہاد مذاہب اور تحریکات سے تنگ آچکی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً انسانیت کے مختلف طبقوں کی اصلاح کے لئے معرض وجود میں آئی ہیں۔ ہر جگہ ایک ایسے سچے مذہب کی تلاش ہے جسے انسان سیکھے، دوبارہ سیکھے، اور اپنی زندگی کے مختلف شعبوں میں داخل کر سکے۔

مجھے یقین کامل ہے کہ اسلامی لٹریچر تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کے اندر وہ کامیابی حاصل کر سکیگا۔ جو آپ کی لیگوں، کانگریسوں، کانفرنسوں اور کاؤنسلوں اور سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات نے ابھی تک حاصل نہیں کی ہے۔ خدا کی طرف سے نازل شدہ قدیم الہامات کو جو انبیاء کی معرفت نازل ہوئے دنیا بھلا چکی ہے۔ اور دنیا کے مختلف لوگوں نے ان کی صورت مسخ کر دی ہے اور انجام کار ان کو خدا کی طرف سے

نازل شدہ قرآنی الہام نے منسوخ کر دیا ہے جو کہ کامل اور حالات حاضرہ کے مطابق ہے۔ بیشک یہ بات بہت عجیب ہے کہ ابھی تک دنیا نے اس آخری پیغام کی ضرورت اور صداقت کا احساس نہیں کیا ہے۔ حالانکہ قدیم زمانہ میں دنیا نے ہمیشہ پیغامات الٰہی کی ضرورت کو محسوس کیا ہے اور انہیں قبول کیا ہے۔

فطرت اور تاریخ دونوں ایک قانون فطرت پر گواہی دیتی ہیں۔ وہ یہ کہ جب کوئی چیز خراب ہو کر بیکار ہو جاتی ہے یا جب لوگوں کو اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اس لئے متروک ہو جاتی ہے تو فطرت اس کی جگہ دوسری چیز کو مہیا کر دیتی ہے جو حسب حال اور مطابق ضرورت ہوتی ہے اور اسی وقت تک محفوظ رہتی ہے۔ جب تک دنیا کو اس کی ضرورت رہتی ہے۔ اس جگہ یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہ سب قانون ارتقا کے ماتحت عمل پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا ٹینی سن لکھتا ہے "قدیم نظام تبدیل ہوتا رہتا ہے اور اس کی جگہ نیا نظام آتا رہتا ہے" اس قانون کے ماتحت نہ صرف پرانی اور متروک اشیاء اور ادارے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ نئی اور حسب ضرورت اشیاء آجاتی ہیں۔ بلکہ خراب اور بیکار جماعتیں جو اصول وحدت کو توڑ بیٹھتی ہیں۔ وہ بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ فطرت کو ان کی ضرورت باقی نہیں رہتی جس طرح دوسری بیکار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ یہ حقیقت کہ قرآن ابھی تک محفوظ اور سہل الحصول ہے اور اس کے بعد ابھی تک کوئی پیغام خدا کی طرف سے نازل نہیں ہوا ہے۔ اس امر پر دال ہے کہ قرآن شریف کی ضرورت ہنوز باقی ہے اور تا ابد یہ خدا کا آخری پیغام ہے لیکن تعجب خیز امر یہ نہیں ہے۔ کہ غیر مسلم اصحاب نے ابھی تک قرآن کی ضرورت کا احساس نہیں کیا ہے۔ بلکہ یہ کہ نام نہاد مسلمان جو قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ خصوصاً وہ جو اس کے شیدائی ہیں اس کی حقیقی قدر و منزلت سے ہنوز ناآگاہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس بہت سے نام نہاد غیر مسلم مثلاً یورپین اور امریکن لوگ اس کے اصولوں کو کم و بیش پسند کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ اس بات سے واقف نہیں ہیں۔ کہ یہ اصول دراصل سب سے پہلے قرآن مجید نے دنیا کو دیئے تھے۔

قرآن نے تمام دنیا کو چیلنج دیا ہے۔ کہ اس کی تعلیم سے بہتر تعلیم پیش کرے یا کم از کم اس سی نصف بہتر جو کہ انسانیت کو منور اور بلند کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ دنیا میں سب سے زیادہ عالم آدمی شوق سے تمام ان کتب کا مطالعہ کر دیکھے۔ جو مصلحین خدا پرستوں۔ ملاحدہ، زنادقہ۔ لاآدری اور انسانیت پرستوں نے لکھی ہیں۔ لیکن اس کو قرآن کی تعلیم کا دسواں حصہ بھی اس قابل نہیں ملے گا۔ جو انسانیت کیلئے

مفید، کارآمد، روشنی بخش ترقی دہ اور خیر و برکت کا باعث ہو سکتا ہے۔

براہ کرم، موجودہ مسلمانوں کی حالت زار اور موجودہ علمائے کے غلط اور مہمل عقائد کو دیکھکر دھوکہ نہ کھائیے۔ اسلام اور موجودہ مسلمانوں میں بعد المشرقین ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے یورپین لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں اسلامی معیار سے قریب تر ہیں۔ اسلام کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اگر آپ چاہیں تو بعض یورپین علماء اور صدر اسلام کے ابتدائی مسلمان علما سے مدد لے سکتے ہیں۔ لیکن اسلام کی بہترین تفسیر خود قرآن ہے اور اس کے بعد آنحضرت صلعم کے سوانح حیات اور آپؐ کے اقوال مبارکہ ہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ ہم سب قرآن سے متنفر ہو چکے ہیں۔ بلکہ ہر اس چیز سے جو مذہب کے نام سے پیش کی جاتی ہے اور اس کی وجہ مذہب کی وہ مہمل اور خلاف عقل تعبیر ہے۔ جو تنگ نظر اور متعصب مذہبی طبقہ نے دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ جس کی خود قرآن نے جا بجا مذمت کی ہے۔ ملّا کا کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے اور خدا یا مذہب کے درمیان واسطہ بنے۔ ہم اپنے دنیاوی معاملات میں کسی کو دخیل نہیں بناتے۔ تو پھر کسی کو ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ جبکہ مذہب دین اور دنیا دونوں کو شامل ہے۔ جب ہم مدرسہ جاتے ہیں۔ تو وہاں خود علم حاصل کرتے ہیں ہم وہاں اپنی دایہ یا ملازم کو ساتھ نہیں لے جاتے۔ جو لوگ اپنا مذہب اپنے ملاؤں سے حاصل کرتے ہیں۔ وہ دراصل کچھ بھی حاصل نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ ہم یہ افسوسناک منظر دیکھتے ہیں کہ بہت سے تعلیمیافتہ لوگ جو بظاہر بہت سمجھدار اور اعلےٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ عالم ہیں۔ کونسلوں کے ممبر ہیں، سرکاری عہدیدار ہیں۔ اور پبلک میں بہت محترم ہیں۔ لیکن متعصب اور جاہل ملاؤں کی موجودگی میں بے سمجھ اور چھوٹے بچوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ پنڈت۔ پاندے۔ پیر اور ملا۔ ان لوگوں سے علم و فضل میں بدرجہا کمتر ہیں ◆

(باقی آئندہ)

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ لاہور

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۳	۸۱۲	جناب الیس غاصی محمد صاحب	۰	۰	۱
	۸۲۱	〃 غلام قادر صاحب (بابت فروخت کتب)	۰	۰	۱۰
۶	۸۲۵	〃 عبدالحق صاحب	۰	۰	۵
	۸۳۵	نامعلوم الاسم	۰	۰	۳
۷	۸۳۶	جناب منہاج الدین احمد صاحب	۰	۰	۱۰
	۸۴۰	〃 عبدالجبار صاحب (زکوٰۃ)	۰	۰	۲۵
	۸۴۶	آمد ووکنگ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء از آر۔ آر ۱۱۹۵ تا ۱۲۰۰ بہ تفصیل ذیل:- 7—6—15/ مجموعہ مشن ۰—۰—۲۰ اسلامک ریویو ۶—۱۱—۱۱۶ کتب ۸—۱۰—۶۷	۲	۴	۲۰۴
۸	۸۵۰	جناب ولاداد خان صاحب ۰—۰—۲ 〃 مولوی محمد رمضان صاحب ۰—۰—۵ 〃 خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب ۰—۰—۲	۰	۰	۹
	۸۵۸	حضور نواب صاحب بہادر منگرول	۰	۰	۹۹
	۸۵۹	جناب والدہ صاحبہ خلیفہ عبدالحمید صاحب	۰	۰	۲

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		جناب غلام قادر صاحب ۶—۶—۰ جناب محمد عبداللہ چوہدری صاحب (بابت اشاعت اسلام) ۰—۰—۳ 〃 غلام غوث پوری صاحب ۰—۰—۳	۰	۶	۶
۱۱	۸۷۴	جناب غلام احمد صاحب کلامی	۰	۰	۱۰
۱۲	۸۹۳	〃 محمد حسین ملی صاحب (بابت زکوٰۃ)	۰	۰	۵
	۸۹۴	〃 صاحبزادہ نورالحق صاحب بابت مفت تقسیم لٹریچر	۰	۰	۲
۱۵	۹۲۶	مسلم بک سوسائٹی لاہور (بابت فروخت کتب)	۰	۰	۵۰
۱۷	۹۳۴	جناب الیس غاصی محمد صاحب	۰	۰	۱
۱۸	۹۳۷	جناب سید لائق حسین لال میاں صاحب (زکوٰۃ)	۰	۰	۸
		〃 علی محمد ہاشم بھٹی (مفت تقسیم لٹریچر)	۰	۰	۲
	۹۳۹	K.H. Maniger.	۰	۰	۲
۲۰	۹۵۰	واپسی پیشگی مولوی آفتاب الدین احمد صاحب	۰	۰	۱۰۴۴
	۹۵۱	جناب خواجہ شیخ عبدالعزیز صاحب	۰	۰	۵
۲۱	۹۵۶	جناب محمد امیر حسن صاحب	۰	۰	۱
۲۴	۹۶۵	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب	۰	۰	۴
۲۷	۹۷۹	〃 عبدالعزیز صاحب میرٹھ	۰	۰	۶۰
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۴ء	۰	۲	۷۶۴
		〃 اشاعت اسلام بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۴ء	۰	۴	۹۶
		کل میزان	۸	۷	۲۴۰۹

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۶	۸۲۸	Hamid A. Khan Esq. ۱ کاپی	۰	۰	۵
۸	۸۵۳	جناب نواب احمد سعید صاحب ۱ 〃	۰	۰	۵
	۸۵۵	جناب محبوب علی صاحب ۱ 〃	۰	۰	۵
۱۰	۸۶۵	〃 ایم انعام الکبیر صاحب ۱ 〃	۰	۰	۵
	۸۶۸	〃 الیس الیس احمد صاحب ۲ 〃	۰	۰	۱۰

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
	۹۰۷	جناب سید مجیب الرحمٰن صاحب ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
۱۳	۹۰۸	Aboo bin Tahar Esq. ۱ کاپی	۰	۱۰	۶
۱۷	۹۳۳	جناب حاجی شیخ محمد دین صاحب ۲ 〃	۰	۰	۱۰
۲۵	۹۷۱	〃 قاضی تجمل علی صاحب			
		کل میزان	۰	۰	۶۲

آمد ریزرو فنڈ

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۴ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۴	۲۱	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب .. ۲—۸—۰ جناب خواجہ صلاح الدین محمود صاحب .. ۱—۰—۰ جناب خواجہ جلال الدین صاحب .. ۱—۰—۰ عملہ دفتر لاہور .. ۱—۰—۰	۰	۸	۵
	۲۲	بیگم خواجہ صلاح الدین محمود صاحب ..	۰	۰	۱
۲۴	۲۳	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب ..	۰	۰	۵
		کل میزان	۰	۸	۱۱

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۴ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱	۶۵	تنخواہ عملہ دفتر لاہور ..	۰	۷	۹۰
	۶۶	امپریسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۳۳۷ تا ۱۱۴۷ .. ۴۵—۰—۰ ترجمہ اشاعت اسلام .. ۷—۱۰—۰ کتابت اشاعت اسلام بابت ماہ اگست ۱۹۳۴ء .. ۱۴—۴—۰ جلد بندی .. ۳—۱۲—۰ کاغذ برائے اسلامک ریویو اپریل .. ۱۵—۰—۰ ۲ ریم کاغذ کرافٹ پیپر برائے ریپر .. ۱۴—۴—۰ کاغذ برائے بل فارم .. ۸—۱۴—۹ کاغذ برائے پمفلٹ (What do we believe?) .. ۲۰—۹—۰ فرنیچر .. ۲—۱۵—۶ الیکٹرک بل بابت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء .. ۶—۴—۰ سٹیشنری .. ۷—۰—۰ اخراجات متفرق .. ۳—۱۲—۹	۰	۰	۱۵۰
	۶۷	طباعت پمفلٹ اشاعت اسلام ریویو ووکنگ گزٹ	۶	۱۵	۶۲

بقیہ تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء

تاریخ	نمبر بل	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
	۶۸	محصول ڈاک برائے رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۲ء از نمبر ۷۱۴ تا ۷۴۴۵	۰	۰	۱۵۰
۱۱	۶۹	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک از نمبر ۷۴۴۶ تا ۷۵۳۸ — ۹۰—۰—۰			
		پروف ریڈنگ اسلامک ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء — ۱۵—۰—۰			
		کاغذ برائے زکوٰۃ اپیل — ۶—۱۰—۳			
		لفافہ جات برائے دفتر و طباعت پوسٹ کارڈ وغیرہ — ۲۰—۱۲—۰			
		تالہ ایک عدد — ۰—۵—۰			
		کتب برائے دفتر لاہور — ۰—۱۳—۰			
		متفرقات — ۰—۶—۰			
		تالیف قلوب — ۶—۰—۰			
		اخراجات متفرق — ۱۰—۱—۹			
			۰	۰	۱۵۰
۱۹	۷۰	بابت جلد بندی (Part Payment ideal prophet)	۰	۰	۱۵۰
	۷۱	بابت طباعت (Part payment Ideal prophet)	۰	۰	۱۰۰
	۷۲	پیشگی دفتر ووکنگ	۲	۴	۲۰۴
	۷۳	اخراجات سفر مولوی آفتاب الدین احمد صاحب از بردوان تا بمبئی معہ اہلیہ مولوی صاحب موصوف و Passage.	۰	۵	۱۰۲۴
	۷۴	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل			
		محصول ڈاک از نمبر ۷۵۳۹ تا ۷۶۰۵ — ۹۵—۰—۰			
		کتابت مشن اپیل و لفافہ جات برائے دفتر — ۸—۱۲—۰			
		کرایہ گاڑی وغیرہ برکاغذ بابت (Charms of Islam) از دفتر تا پریس — ۴—۱۲—۹			
		کرایہ دفتر بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء — ۳۰—۰—۰			
		تاریں — ۰—۱۳—۰			
		اخراجات متفرق — ۵—۱۱—۰			
			۹	۰	۱۴۵
۲۹	۷۵	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل			
		محصول ڈاک از نمبر ۷۶۰۶ تا ۷۷۶۶ — ۸۴—۱۴—			
		سٹیشنری — ۳—۰—۰			
		ترجمہ اشاعت اسلام — ۱۴—۴—۰			
		ایک ریم برائے زکوٰۃ اپیل — ۱۰—۱۵—۰			
		بنوائی ۲۰۰۰ لفافہ — ۱—۰—۰			
		جلد بندی پمفلٹ (What do we believe?) — ۲—۸—۰			
		۱۰ کاپی منی آرڈر فارم — ۱—۴—۰			
		اخراجات متفرق — ۰—۳—۰			
		اجرت ٹائپ — ۱۰—۱۲—۶			
		الیکٹرک بل بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء — ۶—۱—۰			
			۶	۱۳	۱۳۴
		کل میزان	۱۱	۱۵	۳۱۷۱

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ** تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہلِ اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے

اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد

اسلام اپنے پیروؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام

حضرت **محمد مصطفےٰ** صلے اللہ علیہ وسلم، جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے، ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں۔ مسلمان یعنی **اسلام** کے پیرو، ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی، راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید

مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے۔ مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہوگئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام

ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کرلیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے ان کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اس کا غلط استعمال اسے برا بنا دیتا ہے۔

ارکانِ اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالیٰ

مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادرِ مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اس کی مانند نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اس کی ذات قابلِ تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

یمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

سلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات آلہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان ی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

نسانی استعداد زروئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طو پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور اُلوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

سلام میں ورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

ساوات انسانی وراخوت اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں نیکی اور خدمت انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل اور عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور ورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلب علم طلب علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

تقدیس کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذل اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب۔ ہندستان)

کو تحریر فرمائیں

Printed by Mian Maula Dad at Muslim Printing Press, Lahore & Published by Khwaja Abdul Ghani, Brandreth Road, Lahore

DECEMBER 1934. Regd. L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیرِ اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹرایٹ لا لاہور

روپے آٹھ آنہ (...) سالانہ قیمت پانچ روپے (...) ممالک غیر کیلئے
درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

عہدہ داران

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

عہدہ داران

ضروری نوٹ: تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ ٹرسٹ

DEPUTY SURGEON-GENERAL CHARLES WILLIAM BUCHANAN HAMILTON OF ROYAL NAVY, (Southsea)

General Buchanan Hamilton came of a well-known Irish family being the son of Canon John Hamilton, of Tuam, County Galway. Cousin to the first Duke of Abercorn, and a nephew of James Buchanan; who was at one time American Ambassador in London and was elected President of the United States of America in 1856.

The General served through the Egyptian War of 1882 on the "Beacon" and among other actions, was present, at the seizure of the Suez Canal and the occupation of Port Said. For his distinguished services he won the Egyptian Medal, Alexandria Clasp, and the Khedive's Bronze Star.

He was also holder of Suakim Clasp, and, India Medal, Burma 1885 and Clasp

He was a regular reader of the Islamic Review and wrote the following only a fortnight before he breathed his last (May his soul rest in peace)

"I HAVE READ THE ARTICLE 'ISLAM MY ONLY CHOICE,' AND HAVE DECIDED TO JOIN YOUR FAITH."
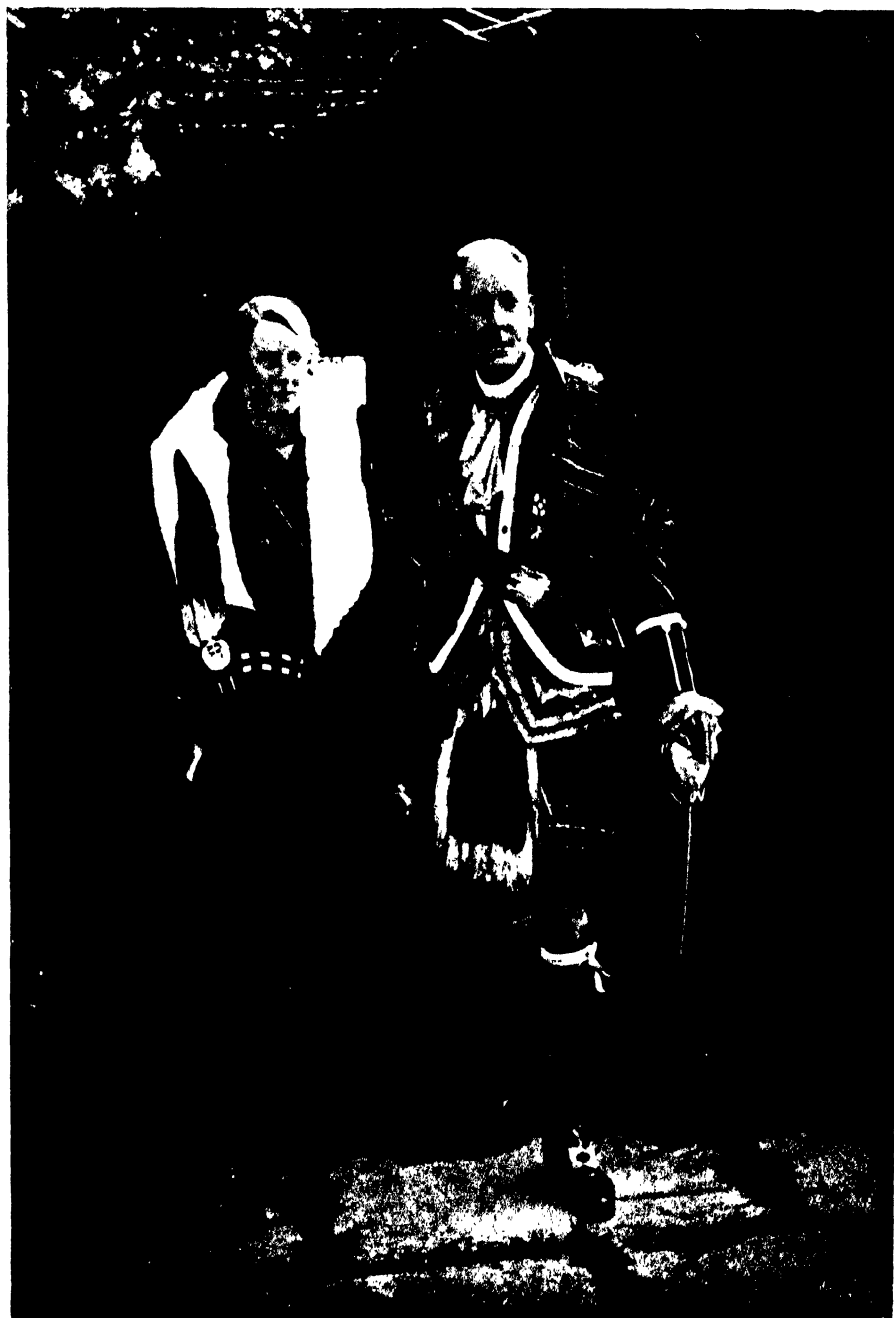
Lady (Miriam) Hamilton Sir Abdullah Archibald Hamilton Bart.

Sir Abdullah Archibald Hamilton, Baronet, embraced Islam in 1924. Lady Hamilton declared her faith in Islam subsequently. Ed. I. I.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمدنی بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے لیے اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۰ بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۴ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ نمبر ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۴ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو جس جلیل القدر انسان کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے۔ اُن کا نام نامی بیرن سر آرچی بالڈ ہملٹن ہے۔ جو سنہ ۱۹۲۳ء میں مسلمان ہوئے۔ آپ کا فوٹو اس سے پیشتر رسالہ ہذا میں شائع کیا جا چکا ہے۔ لیکن جب سے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ آپ شبانہ روز اسی دھن میں لگے رہے کہ آپ کی رفیقہ حیات بھی اسی نورِ پاک سے منور ہو جس سے آپ متمتع ہوئے۔ چنانچہ آپ کی تبلیغی مساعی مثمر ہوئیں۔ اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے جن کا نام نامی مریم قرار پایا ہے۔ آخر کار اسلام قبول کر لیا۔ یہ فوٹو جس سے یہ رسالہ مزین کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں ہمیں مسجد ووکنگ سے ملا ہے۔ اس لئے ہم اسے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

بیرن موصوف کی خاندانی عظمت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ ماں کی طرف سے شاہ جیمس سیکنڈ آف سکاٹلینڈ کی نسل اور باپ کی طرف سے ولیم ہملٹن (جو چھٹے ارل آف ارکم کے بھائی تھے) کی نسل سے ہیں۔ آپ نے ڈیوک آف کیمبرج کی پوتی سے شادی کی تھی۔ جو ملکہ وکٹوریہ کے رشتہ داروں میں سے تھیں جب سر آرچی بالڈ ہملٹن کے گھر بچہ پیدا ہوا۔ تو ملک معظم اور ملکہ معظمہ رسم بپتسمہ کے وقت موجود تھے۔ اور حضور ملک معظم اس بچہ کے دھرم کے باپ اور ملکہ معظمہ دھرم کی ماں بنی تھیں۔ گویا سر آرچی بولڈ ہملٹن بوجوہ شاہی خاندان سے بھی بہت گہرے تعلقات رکھتے ہیں

آج دس سال کے بعد ہمیں از حد مسرت ہے کہ ہم بیرن موصوف کی اہلیہ محترمہ کا ان کے ساتھ فوٹو شائع کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ مغرب میں تبلیغ اسلام اور ووکنگ مشن کی تبلیغی جدوجہد کے یہ ثمرات ہیں۔ اللھم زد فزد

جن احباب کا سالانہ چندہ دسمبر نمبر سنہ ۱۹۳۴ء کے پہنچنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ اُن کی خدمت میں التماس ہے کہ تین روپے آٹھ آنے سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) بھیجدیں تاکہ طرفین وی پی کی زحمت اور غیر ضروری اخراجات سے بچ جاویں +

رسالہ ہذا کے قیام و بقا اور اس کی اہمیت تو انہی صفحات میں واضح کی جاتی ہے۔ اس رسالہ کی تمام کی تمام آمد ووکنگ مشن پر صرف ہوتی ہے۔ اس کی خریداری بہترین کار ثواب ہے۔ ناظرین رسالہ سال ۱۹۳۵ء سے نہ صرف اپنا سالانہ چندہ ارسال فرماویں۔ بلکہ جدید خریداروں کا سالانہ چندہ بھی ارسال فرماویں۔ تاکہ تبلیغ اسلام کے کام میں امداد ہو سکے +

مغرب میں تبلیغ اسلام

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کو قائم ہوئے آج کم وبیش بائیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اگست ۱۹۱۲ء میں اس مشن کے مقدس بانی نے اپنی کامیاب وکالت کو خیرباد کہکر انگلستان میں تبلیغ اسلام شروع کردی اور پورے بیس سال تک یعنی آخری دم تک تبلیغ اسلام ان کی زندگی کا واحد مقصد رہا۔ ان کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی کہ ووکنگ مسلم مشن دنیا بھر میں ایک مستقل نظام تبلیغ بن جائے۔ تاکہ آیندہ چل کر یہ تبلیغ اسلام کا مرکز قرار دیا جاسکے +

بائیس سال کے عرصہ میں جو نصرت اور کامیابی اللہ تعالے نے اس مشن کو عطا کی۔ اور اسلام کے متعلق یورپ اور امریکہ کے زاویۂ نگاہ کو بدلنے۔ اور ان میں بغض و تعصب۔ نفرت و حقارت اور غلط فہمیوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو دور کرنے اور اسلام کیساتھ محبت و الفت۔ اسلام کے مطالعہ کا شوق اور صحیح تعلیمات سے واقفیت کی رغبت پیدا کرنے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر اس کا حلقہ بگوش بنانے میں اس کے مقدس بانی نے جس محنت جدو جہد اور مخلصانہ انہماک سے کام کیا اس کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ اس فدائی اسلام نے اپنی زندگی کے آخری لمحات اور بیماری کی کرب انگیز حالتوں میں بھی مشن کے کام کو نہ چھوڑا اور آخر اس کام میں اپنی جان دیدی

ووکنگ مشن کے آغاز سے پہلے مغرب کا رجحان اسلام اور مسلمانوں کی طرف متعصبانہ اور جہالت سے لبریز تھا جو دین اسلام کی عدم واقفیت کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا۔ اسلام کو ایک ایسا مذہب خیال کیا جاتا تھا۔ جو عیاشی اور نفس پرستی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کہا جاتا تھا کہ یہ مذہب جہاں جاتا ہے۔ لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتارتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے متعلق یہ خیال تھا کہ نعوذ باللہ آپ ایک دیو یا بھوت تھے۔ آپ شہرت اور طاقت کے آرزومند تھے۔ اور مسلمانوں کو تہذیب و تمدن کا دشمن سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ووکنگ مسلم مشن نے اسلام کی عقلی تعبیر کر کے دین الہی کی شان کو عامۃ الناس کے سامنے عموماً اور عیسائی پادریوں کے سامنے خصوصاً دوبالا کیا۔ پہلے تمام روشن خیال لوگ دہریت کی طرف مائل تھے۔ لیکن ووکنگ کی تبلیغی جدو جہد نے ان لوگوں کے لئے جو روایات سے تنگ آچکے تھے ایک روحانی پناہ کا سامان بہم پہنچایا۔ قدرتی طور پر اب یورپ اور امریکہ کے لوگوں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف ہمدردی اور عزت کے جذبات پیدا ہوگئے

ہیں۔ چنانچہ لندن کے ایک اخبار کے نامہ نگار نے اسلام کے عظیم الشان مذہبی نظام" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ جو اس عامہ ہمدردی کی تائید کرتا ہے۔ اس اخبار کا نام روزنامہ ایوننگ سٹنڈرڈ ہے۔

ووکنگ مشن کی داستان اپنی پوری تفصیلات کے ساتھ اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے کہ اب اس کو دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب کو فوت ہوئے آج پورے دو سال گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں مشن نے کیا کام کیا؟ کہاں تک ان فرائض کی ادائیگی اس سے عمل میں آئی جو اس کے مقدس بانی نے اس کے ذمہ لگائے تھے؟ اس حقیقت کے اعتراف کے باوجود کہ حضرت خواجہ صاحب کی ذات بابرکات کو مشن کے ساتھ جو خاص لگاؤ تھا اور جو علمی و مالی فوائد آپ کی ذات خاص سے وابستہ تھے۔ وہ آپ کے بعد میسر آنے مشکل ہیں۔ لیکن ہم ان افضال الٰہی کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو اس دو سال کی قلیل مدت میں اللہ تعالے نے آپ کے لگائے ہوئے پودے پر نازل کئے۔

جن ذرائع سے ووکنگ مسلم مشن کا کام انگلستان میں سر انجام پا رہا ہے ان کا ذکر بارہا کیا جا چکا ہے۔ ان میں سب سے بڑا اور اہم ترین ذریعہ **رسالہ اسلامک ریویو** ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی زندگی میں آپ کے مضامین رسالہ کی جان تھے۔ آپ کے وصال کے بعد بھی اگرچہ آپ کے باقیماندہ مسودات میں سے بعض ان دو سال میں کام آتے رہے ہیں۔ اور آپ کی تفسیر القرآن کی نورانی شعاعیں تو خدا جانے کتنی مدت تک یورپ کے ظلمت کدوں کو نور توحید سے منور کرتی رہینگی۔ تاہم اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ اس دو سال کے عرصہ میں بہترین فضلائے اسلام نے بہت سے بیش بہا علمی مضامین رسالہ کی نذر کئے۔ اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کے معیار میں اگر اس کے مقدس بانی کی زندگی کے بعد کوئی ترقی نہیں ہوئی تو کسی طرح کمی بھی واقع نہیں ہوئی جو اس بات کا ایک کھلا ثبوت ہے کہ کارکنان مشن نے اس کی ادارت کے فرائض کو پوری محنت کے ساتھ سرانجام دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس دو سال کے عرصہ میں کم و بیش سینکڑوں انگریز و امریکن مرد اور عورتوں نے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی تبلیغ میں **رسالہ اسلامک ریویو** جس قدر ممد و معاون ثابت ہوا ہے کوئی دوسری چیز نہیں ہوئی، اس کی وجہ خاص ہے۔ خریداروں کے علاوہ رسالہ کی ایک خاص تعداد ایسے

لوگوں کو جن سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ اس کا مطالعہ دلچسپی کے ساتھ کریں گے مفت بھیجی جاتی ہے اس کے علاوہ یورپ اور امریکہ ۔ جاپان ۔ افریقہ اور چین کی متعدد لائبریریوں کے نام بھی رسالہ جاری ہے ۔ جہاں ہر روز نہ بیسیوں انسانوں کی نظروں سے وہ گذرتا ہے اور انہی میں سے وہ سعید روحیں بھی نکل آتی ہیں جو اس کے مضامین سے متاثر ہو کر صداقت اسلام پر ایمان لے آتی ہیں ۔ اس کا ثبوت ان بیشمار خطوں سے ملتا ہے جو آئے دن امام مسجد ووکنگ یا ایڈیٹر صاحب اسلامک ریویو کے نام وصول ہوتے ہیں ۔ ان میں سے چند ایک کا اقتباس معاونین کرام کی اطلاع کے لئے درج ذیل ہے :۔

(۱) "میرا مذہبی رجحان دہریت کی طرف بسرعت جا رہا تھا ۔ اچانک ہارٹ فورڈ کا نیکٹیکٹ کی پبلک لائبریری میں "اسلامک ریویو" کی ایک کاپی میری نظر پڑی ۔ اس کے نام ہی نے میری توجہ کو کھینچ لیا ۔ میں نے ریویو کا بار بار مطالعہ کیا اور اس سے مجھے بہت قلبی اطمینان اور سکون حاصل ہوا ۔ اس سے قبل میں اسلام کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا ۔ اور اسے بحیثیت مذہب اس قابل نہ سمجھتا تھا کہ اس پر غور کیا جائے لیکن ریویو کے متواتر مطالعہ نے مجھے صداقت اور روشنی ہر دو سے منور کر دیا ۔ اس نے میری آنکھیں کھولدیں اور میرے پرانے معتقدات درہم برہم کر دیئے ہیں ۔ ریویو دنیا کے اعلےٰ طبقہ کے لئے ایک حقیقی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہے ۔ اس نے مجھے مذہب کا نیا تخیل عطا کیا ہے ۔ اور وہ باتیں جو غیر دلچسپ اور غیر مانوس ہو گئی تھیں ۔ اسنے ایک تازہ اور اہم دلچسپی کے ساتھ پیش کی ہیں ۔"

جے پی ٹالر ، ہیمبرو ک ڈاک جنوبی ویلز ۔

(۲) "ایک دن میں اپنے شہر کی مقامی لائبریری میں گیا ۔ اور وہاں رسائل کو دیکھ رہا تھا کہ اسلامک ریویو میرے ہاتھ آگیا ۔ جس کا پورے مطالعہ کرنے پر وہ چیز مجھے ملی جس کی مجھے مدت سے تلاش تھی ۔ اس وقت سے میں نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سی کتابیں اور مضامین پڑھے .....
اب میں قبول اسلام کا اقرار نامہ پر کرکے بھیجتا ہوں ۔ (دستخط) ڈیوڈ کودن ڈنڈی سکاٹلینڈ

(۳) مذہب کے بارہ میں میرا رجحان دہریت کی طرف جا رہا تھا کہ اتفاقاً ایک مقامی لائبریری میں مجھے "اسلامک ریویو" کی ایک کاپی مل گئی ۔ جس کو میں نے پڑھا ۔ اب میں اسلام کی شرائط ایمان اور پانچ ارکان اسلام پر ایمان لاتا ہوں " (دستخط) ہیری ۔ ای ہینکل لاس اینگلس کیلیفورنیا ۔

(۴) میں اسلامک ریویو کو جو کچھ دن ہوئے مجھے ڈینور کی پبلک لائبریری میں مل جاتا ہے مطالعہ کرتا رہا ہوں

میں اسے ازحد دلچسپ اور سبق آموز پاتا ہوں، اسلامک ریویو کیساتھ تعلق پیدا ہونے سے پہلے میرے خیالات بہت محدود اور زیادہ تر مغالطہ آمیز تھے۔ اسلام کے متعلق جس کا نقشہ اسلامک ریویو میں کھینچا گیا ہے۔ جو چیز میرے لئے موثر ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سادہ اور معقول مذہب ہے جو اویا کی پرستش، ناقابل فہم معتقدات اور رسمیات سے آزاد ہے" (دستخط) وینٹروپ کیمبال ڈینور امریکہ

(۵) "ہم ووکنگ مشن کی شائع کردہ کتب اور رسائل کے تراجم شائع کرتے اور پڑھنے کے ازحد مشتاق ہیں مہربانی فرماکر اسلامک ریویو ہمیں باقاعدہ بھیجئے" (دستخط) چاؤٹیسن ایڈیٹر چینگنا نارمل سکول چین

(۶) "اسلامک ریویو دنیا کے گمراہ طبقہ کے لئے حقیقی نور ہے، ہم اپنے مذہب کو قطعًا بھلا چکے تھے، لیکن ریویو نے مذہب کا نیا تخیل ہمارے ذہن میں پیدا کیا ہے" دستخط، ڈیوڈ مارلیسن کولمبو۔

ان اقتباسات سے جو ان بے شمار خطوط میں سے لئے گئے ہیں۔ جو گذشتہ دو سال کے عرصہ میں موصول ہوئے یہ ظاہر ہے کہ

(۱) اسلامک ریویو تبلیغ اسلام کے کام میں بہترین ممد و معاون ثابت ہوا ہے۔ اور کوئی رسالہ دنیا بھر میں ایسا نہیں

(۲) نہ صرف انگلستان بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اسلام کے نور کو پہنچانے اور لوگوں کی غلط فہمیوں کو رفع کرنے اور انہیں دہریت سے نکال کر مذہب کے صحیح راستہ پر لانے میں اس نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے +

(۳) دنیا کا معقول ترین طبقہ مذہب کے اس صحیح رستہ کو پانے کا مشتاق اور اس کا متلاشی ہے جس کو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور ان کی اس پیاس کو بجھانے کا بہترین ذریعہ اسلامک ریویو ہے +

چاہئے تھا کہ ایسے مفید ترین رسالہ کی اشاعت اگر لکھوکھا نہیں تو کم از کم دس ہزار تک پہنچ جاتی۔ کہاں تو وہ برطانوی جرائد جو روزانہ کئی کئی لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتے اور دہریت و الحاد کی مسموم ہوا کو لئے ہوئے پھیل جاتے ہیں۔ کہاں مسیحیت کا وہ عالمگیر پراپیگنڈا جو ہر قسم کے دنیوی ساز و سامان سے آراستہ ہو کر اسلام کو مٹانے کے درپے ہے۔ اور کہاں اسلامک ریویو کی یہ چند سو کاپیاں جو یورپ و امریکہ اور بعض دوسرے ممالک کی لائبریریوں یا متلاشیان حق کو مفت بھیجی جاتی ہیں۔ کام کو دیکھئے اور اس کے نتائج کا مقابلہ کیجئے، اگر اس تھوڑے سے کام سے یہ شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو اسلامک ریویو نے دنیا کی بڑھتی ہوئی مخالفانہ فضا میں پیدا کئے ہیں۔ تو غور کیجئے کہ اگر ہمارا کام زیادہ وسیع ہو، رسالہ کی اشاعت

زیادہ ہو، تو برنارڈ شا کی وہ پیشگوئی جو ایک صدی میں تمام انگلستان خصوصاً اور یورپ عموماً کے مسلمان ہو جانے کی خوشخبری سناتی ہے، چند سالوں میں کیوں پوری نہ ہو گی۔ بلکہ اسلام کی عزت و عظمت کو تمام دنیا میں کیوں پیدا نہ کردے گی +

تحریک ووکنگ کے اثرات صرف انگلستان تک ہی محدود نہیں ہیں۔ چونکہ انگریزی بولنے والی اقوام کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس لئے آسٹریلیا۔ افریقہ۔ امریکہ اور یورپ کے کل اہم مقامات کے لوگ بھی بڑی حد تک ہمارے اسلامی لٹریچر سے متاثر ہو چکے ہیں۔ ہمارے لٹریچر کا مطالعہ ڈنمارک۔ سویڈن۔ ناروے اور ہالینڈ کے لوگ بھی کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض نے اپنی زبان میں ہمارا اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے اور اسے تبلیغ کے لئے مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ اسلامی تعلیم کا مختصر سا خاکہ جو ہر ماہ انگریزی رسالہ اسلامک ریویو میں "اسلام کیا ہے"، کے عنوان سے شائع ہوتا ہے۔ اس کا یورپ اور افریقہ کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ کئی ممالک کے احباب نے اسے اپنے ہاں چھاپ کر کثرت سے مفت تقسیم کیا ہے +

اسلامک ریویو کے علاوہ دوسرا ذریعہ تبلیغ اشاعت کتب ہے۔ جن اصحاب کو ووکنگ مسلم مشن کے ساتھ کچھ بھی تھوڑی بہت وابستگی ہے یا اس کی شائع کردہ کتب کو مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ وہ اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ علوم مذہبی اور محاسن اسلام کا جو بیش بہا خزانہ ووکنگ مسلم مشن نے انگریزی کتب کے ذریعہ سے فراہم کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے مل سکیگی۔ ان چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کے علاوہ جو حضرت خواجہ صاحب کے متفرق اسلامی مضامین پر مشتمل ہیں، اور جو بہت سے انگریز مردوں اور عورتوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب ہوئے ہیں۔ دی سورسز آف کرسچینٹی (ینابیع المسیحیت) دی آئیڈیل پرافٹ۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی اور سب سے بڑھ کر مقدمہ تفسیر القرآن بلند پایہ تصانیف ہیں۔ جو قصر مسیحیت کو متزلزل کرنے اور اسلام کو دنیا کا معقول ترین مذہب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نسل انسانی کے لئے بہترین نمونہ ثابت کرنے اور ان کا سکہ فضلائے مغرب کے دلوں پر بٹھانے میں اپنی نظیر آپ ہیں جس قدر ان کتابوں کو مغربی دنیا میں پھیلایا گیا، اسی قدر اسلام کی پاکیزگی اور عظمت کی خوشبوئیں دماغوں کو معطر کرتی چلی گئیں، بیشمار خطوط میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اور کئی سعید روحوں نے ان کتابوں سے ہدایت یاب ہونے کا علے الاعلان اعتراف کیا ہے۔ اس قسم کے خطوط اور اعلانات وقتاً فوقتاً اشاعت اسلام کے صفحات میں ہدیہ قارئین کرام ہوتے رہے ہیں۔ اس کھلے اثر کے ہوتے ہوئے ان کتب کی

وسیع اشاعت میں جس قدر کوشش کی جائے کم ہے۔ گذشتہ دو سال میں ووکنگ مشن نے ذیل کی کتابیں دوبارہ چھپوائیں۔ کچھ جدید ٹریکٹ اور کتب بھی چھپائے۔ اور ابھی اور بہت سی کتابوں کی اشاعت زیر غور ہے۔ لیکن جب تک معاونین کرام کا دست کرم اس میں امداد و اعانت کا موجب نہ ہو۔ اور کتب کی خریداری کو بڑھانے، انہیں کثیر تعداد میں یورپ و امریکہ اور دیگر ممالک کی لائبریریوں میں رکھوانے۔ اور فہمیدہ غیر مسلم اصحاب کے مطالعہ میں لانے میں ساعی نہ ہوں، اس وقت تک کارکنان مشن کی ناچیز کوششیں چنداں موثر نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ان دو سالوں میں بھی معاونین کرام نے ہماری ناچیز کوششوں کو کارآمد بنانے میں کوتاہی نہیں کی اور اسکو ہم خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب کی ذات گرامی کے اٹھ جانے کے بعد بھی ان کی نظر کرم ہماری طرف ویسی ہی رہی ہے، جیسی پہلے تھی، تاہم اس بات کی ضرورت ہے کہ اشاعت کتب و ٹریکٹ کے سلسلہ میں تھوڑی سی اور بہت سے کام لیکر تمام ان کتابوں اور ٹریکٹوں کو جو مشن نے شائع کئے ہیں، یورپ، امریکہ، جاپان، اور بعض دیگر بڑے بڑے ممالک کی پبلک لائبریریوں میں رکھوا دیا جائے۔ تاکہ جن لوگوں تک ابھی ان کی رسائی نہیں وہ بھی اس نور اور ہدایت کے سرچشمہ سے سیراب ہو سکیں۔ اس پر کچھ زیادہ خرچ کرنا نہیں پڑتا۔ اگر چند سو ایسے اصحاب پیدا ہو جائیں۔ جو ایک ایک ٹریکٹ کی طباعت کے اخراجات اپنے ذمے لیں۔ اور انہیں مختلف ممالک کی لائبریریوں میں بھجوا دیں تو گھر بیٹھے ہوئے گویا وہ ایک ایک شہر بلکہ ایک ایک ملک کے لئے دائمی مبلغ فراہم کر دیں گے۔"

سال زیر رپورٹ میں ذیل کی انگریزی کتب و ٹریکٹ چھپوا کر ٹرسٹ نے شائع کئے:۔

نبوت کا ظہور اتم یا نبی کامل (طبع چہارم) ینابیع المسیحیت (طبع چہارم) اسلام کیا ہے۔ اسلام میں عورت کی حیثیت۔ خدائے اسلام۔ رمضان۔ مسئلہ ارتقائے انسانی۔ ہمارے ایمانیات۔ صفات الٰہیہ۔ کامیاب نبی۔ تاریخی نبی۔ اسلام ایک ضرورت حقہ ہے۔ طعام ممنوعہ۔ میں مسلمان کیوں ہوا از لارڈ ہیڈلے۔ میں مسلمان کیوں ہوا از آرچی بولڈ ہملٹن۔ اسلام میں حرمت شراب۔ سلے جتغاب۔ اسلام ہی مسلم پیغمبر۔ مذہب محبت۔ اسلام ہی میرا محبوب مذہب ہے۔ اسلام اور عیسائیت۔ اسلام اور تہذیب۔ تحفہ اسلام۔

ذیل کے انگریزی ٹریکٹ و کتب کی طباعت زیر غور ہے۔ جن کی لاگت بمعہ تعداد پیش کی جاتی ہے کیا کوئی دردمند مسلم بھائی ان میں سے کسی ٹریکٹ یا کتاب کے اخراجات کا متحمل ہو کر داخل حسنات ہوگا۔ یہ سب کی سب کتب و ٹریکٹ حضرت خواجہ صاحب مرحوم ہی کی تصنیفات ہیں۔

کتب

۱- جناب مسیح اور روایتی عیسائیت
۲- مقدمۃ القرآن
۳- محاسن اسلام charms Islam
۴- حضرت خواجہ صاحب کی دنیا بھر کے اہم مقامات پر اسلام پر تقاریر کا مجموعہ

ان کی تعداد اور لاگت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔

ٹریکٹ - تعداد فی ٹریکٹ چار ہزار ہوگی۔

	لاگت
مذہب اسلام اور سائنس کا چولی دامن کا ساتھ	۱۳۰ روپے
فلسفہ اسلام	دو صد روپیہ
محبت اور امن کا مذہب	۱۳۰ روپے
صحیفہ قدرت کا مذہب	۱۳۰ روپے
صلیب و ہلال	۱۳۰ روپے
مذہب رواداری و مذہب شمشیر	۱۳۰ روپے
اسلام اور اس کے اصولوں کا عیسائیت سے مقابلہ	۱۳۰ روپے
سچا ضابطہ زندگی۔ اسلام	۶۵ روپے
ذرات عالم کا مذہب	دو صد روپے
اسلام کی خصوصی امتیازات	۱۳۰ روپے
اسلام میں تصوّف	یکصد روپیہ
پانچ ارکان اسلام	یکصد روپیہ
ملائکہ	پچاس روپے
اسلامی زاویہ نگاہ میں عبادت کا مفہوم	پچاس روپے
صفات الٰہیہ اور سیرت انسانی	۱۳۰ روپے
گناہ و بدی کی اصلیت	یکصد روپیہ
حیات بعد الموت	ساٹھ روپے

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ جہاں تک اشاعت لٹریچر کا تعلق ہے۔ ووکنگ مسلم مشن کا قدم پیچھے

نہیں ہٹا۔ بلکہ کچھ آگے ہی بڑھا ہے۔ اور خدا نے چاہا اور معاونین کرام کی توجہ اس کے شامل حال رہی تو بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

۳۔ تبلیغ اسلام کا تیسرا ذریعہ وہ لیکچر ہیں، جو اسلام پر مسجد ووکنگ اور دیگر مقامات پر دیئے جاتے ہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز نماز جمعہ ہے جو ابتدائے قیام مشن سے لندن میں ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ اور خطبہ کسی نہ کسی اسلامی موضوع پر دیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر غیر مسلم اصحاب بھی بالعموم آجاتے ہیں۔ اور ان کے لئے اسلام کی حقیقت کو معلوم کرنے کا یہ نہایت عمدہ موقعہ ہوتا ہے۔ لیکن لندن جیسے عظیم الشان شہر میں جو تیس اسی میل میں پھیلا ہوا ہے۔ ایک ہی مقام کو جمعہ کے لئے مخصوص کر دینا۔ دور سے آنے والے نمازیوں کے لئے بسا اوقات تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اس لئے گذشتہ سال یہ تجویز کی گئی، کہ جمعہ کی نماز دو جگہ ہوا کرے، مغربی حصہ میں جو مکان نماز جمعہ کے لئے مخصوص ہے، وہاں امام مسجد ووکنگ حسب دستور جمعہ پڑھایا کریں۔ اور مشرقی حصہ میں جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے، وہاں کسی دوسرے بزرگ کی اقتدا میں جمعہ کی نماز ہوا کرے۔ اس غرض سے وہاں ایک صاحب دل بزرگ نے اپنا رہائشی مکان جمعہ کے دن کیلئے امام مسجد ووکنگ کے سپرد کر دیا۔ لیکن یہ ایک عارضی انتظام ہے اور مستقل جگہ حاصل کرنے کے لئے ایک نومسلم بھائی نے، جو نقشہ نویس ہیں، نہایت معمولی لاگت پر ایسٹ اینڈ میں مکان بنانے کی تجویز کی ہے۔ اور اس کے لئے نقشہ تیار کیا ہے، اس مکان کی تعمیر میں بھی ذی اقتدار مسلم اصحاب نے امداد دینے کا بھی وعدہ فرمایا، جو انشاء اللہ پورا ہو کر رہیگا۔ خدا کرے کہ لندن جیسے وسیع شہر کے تمام حصص میں جمعہ کی نماز اور لیکچروں کا انتظام ہو جائے تو ایک انقلاب عظیم برپا ہو سکتا ہے۔

جمعہ کے علاوہ ہر اتوار کو مسجد ووکنگ اور لندن میں ہر دو جگہ لیکچروں کا انتظام ہوتا ہے۔ جن میں مختلف اسلامی موضوعات پر تقریریں کیجاتی ہیں اور اسلام کے متعلق مخالفین کے اعتراضات کے جواب دینے کے علاوہ اس حقیقت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کہ آج اگر کوئی مذہب دنیا کے راحت اور آرام کا موجب ہو سکتا اور اسے مغرب کی موجودہ پیچیدگیوں سے نکال سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔

اسی سلسلہ میں گذشتہ دو سالوں میں ایک قدم اور آگے اٹھایا گیا۔ وہ یہ ہے کہ ہفتہ وار لیکچروں کے علاوہ ہر جمعرات کو ۱۲ باسط روڈ لندن میں شام کے وقت مختلف اسلامی مضامین پر تبادلہ خیالات ہوا کرے۔ یہ طریق لیکچروں سے زیادہ مؤثر اور مفید ہے۔ کئی لوگ جو لیکچروں میں سوال و جواب کے عادی نہیں۔ اس باہمی گفتگو اور تبادلہ خیالات سے اپنے شکوک اور اعتراضات کو آسانی سے حل کرا لیتے اور راہ ہدایت پا لیتے ہیں۔

صرف یہیں تک نہیں بلکہ لندن کے وسیع باغ ہائیڈ پارک میں بھی جہاں ہر مذہب اور ہر سیاسی خیال کی نمائندگی کے لئے پلیٹ فارم بنے ہوئے ہیں، امام مسجد ووکنگ یا ان کے کوئی نائب لیکچر دینے کے لئے جاتے ہیں اور سامعین کے اعتراضات کے جواب دیتے ہیں ✦

لیکن اس سلسلہ میں سب سے بڑھکر دل خوش کن بات یہ ہے کہ خود مسیحی سوسائٹیوں اور سپرچولسٹ کلیساؤں کی طرف سے آئے دن امام مسجد ووکنگ کو دعوتیں آتی ہیں کہ ان کے گرجاؤں میں جاکر انہیں اسلام کا پیغام دیا جائے اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے متعلق اہل انگلستان کی دلچسپی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ گذشتہ دو سالوں میں بہت کثرت سے ایسی دعوتیں آئیں، اور امام مسجد ووکنگ نے کئی ایک سپرچولسٹ سوسائیٹیوں اور گرجاؤں میں جاکر لیکچر دیئے۔ جن کو سامعین نے نہ صرف دلچسپی کے ساتھ سنا بلکہ لیکچر کے بعد اس بات کا اعتراف کیا کہ اسلام کا جو پیغام انہیں دیا گیا ہے وہ ان کی روحانی پیاس کی تسکین کا موجب اور دنیا کے موجودہ مصائب کو حل کرنے کا باعث ہے، ایسی سوسائیٹیوں کے نام رسالہ اشاعت اسلام کے صفحات میں دیئے جاتے رہے ہیں ✦

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سوسائٹیاں ہیں جن کی طرف سے آئے دن دعوتیں آتی ہیں لیکن یک انار و صد بیمار، ایک یا دو آدمی کہاں کہاں جاسکتے اور کیا کیا کام کر سکتے ہیں، ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ خدا کی راہ میں کام کرنے والے مبلغین کی تعداد زیادہ ہو، تاکہ ایسی دعوتوں سے فایدہ اٹھایا جاوے اور اسلام کا پیغام انگلستان کے ہر حصہ میں پہنچایا جاسکے۔ خدا کے فضل سے آج انگلستان میں کام کرنے والوں کی کمی نہیں سوال صرف سرمایہ کا ہے، جو مسلمانوں کی مجموعی توجہ کو چاہتا ہے۔ کاش وہ دوسری غیر ضروری تحریکات سے توجہ کو ہٹا کر انگلستان میں تبلیغ اسلام کو مسلمان اپنا نصب العین بنالیں تو یہ تمام مشکلات بہت جلد حل ہو سکتی ہیں اور اسلام کا نور بسرعت دنیا میں پھیل سکتا ہے ✦

اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہمارے ملک کی آیندہ حکومت اب انگلستان کے لوگوں کی براہ راست توجہ کے ماتحت آگئی ہے۔ پس یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی صحیح پوزیشن برطانوی لوگوں کے سامنے رکھ دی جائے اور ان کی رائے اسلام کے حق میں حاصل کی جائے، ہم اپنے نمایندوں کو ہر سال انگلستان نہیں بھیج سکتے کہ وہ ہمارے سیاسی حقوق کے لئے جنگ کریں۔ یہ ہمارے لئے نہ بہت خرچ کا باعث ہے بلکہ بعد از وقت بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انگلستان کے لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ بحیثیت مسلمان، مسلمانوں کے خیالات۔ عقاید۔ کلچر اور سیرت کا تقاضا کیا ہے۔ اس کے لئے سیاسی شورش

اور مضمون نویسی مفید نہیں ہوگی۔ ہمیں انگلستان میں ایسا لٹریچر پھیلانا چاہئے، جس میں مسلمانوں کے کلچر اور اخلاق کا بیان ہو، اور اس کیرکٹر کا ذکر ہو۔ جو اسلام نے ہمارے اندر پیدا کیا ہے ۔

آپ مشن کے مذہبی پہلو کو چھوڑ دیں۔ آپ اس تحریک کا سیاسی پہلو دیکھیں ۔ اگر ہم اپنے اس قیاس میں کامیاب ہوگئے۔ اور موجودہ قبولیت اسلام کی رفتار کچھ ہی ہے کہ نتیجہ ضرور ہوگا تو ہماری پولیٹیکل حالت پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ہندو بھائی لکھو کھا روپیہ صرف کرکے اپنی مفید فضا کو انگلستان میں آج پیدا کر سکے۔ لیکن جب اہل انگلستان کی کثیر تعداد خود مسلمان ہو جائے تو طبعًا وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے وہی کرینگے جس میں مسلمانوں کا فایدہ ہو۔ تو یہ تحریک ہماری آیندہ فلاح و زندگی کے لئے بھی ازبس ضروری ہے۔ ہم آپ سے بتاکید عرض کرتے ہیں کہ آپ صرف اس تحریک کے ایک سیاسی پہلو پر غور کریں ۔ اور اگر ہمارا یہ نظریہ آپ کی رائے میں صحیح نکلے تو پھر اس کاروبار کا قیام کہاں تک ضروری ہے ۔

۴ ۔ لیکچروں کے بعد چوتھا ذریعہ تبلیغ خط و کتابت ہے، جس کا سلسلہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ہو جہاں کے فہمیدہ طبقہ کے لوگوں کی طرف سے اسلام کے متعلق استفسارات نہ آتے ہوں، اور ان کے جواب میں طویل خطوط جو اہم مسایل پر مشتمل ہوتے ہیں لکھنے نہ پڑتے ہوں۔ اس لحاظ سے ووکنگ مشن گویا دنیا بھر کا واحد مرکزی اسلامی ادارہ ہے ۔ بالفاظ دیگر اسے عالمگیر اسلامی مشن کہنا چاہیے جس سے دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے ۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ استفسارات کی نوعیت میں جنگ عظیم کے بعد ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا ہے ۔ جنگ سے پہلے جو استفسارات آتے تھے وہ عمومًا غلط فہمیوں پر مبنی ہوتے تھے۔ لیکن جنگ کے بعد جو سوالات آرہے ہیں ان سے مستفسرین کی وسعت قلبی، قبول صداقت کے لئے آمادگی اور خواہش اندوختہ معلومات کا پتہ چلتا ہے ۔ اور اس بارہ میں خط و کتابت بھی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ معمولی طریق جواب سے کام چلتا نظر نہیں آتا۔ اس لئے گذشتہ سال یہ تجویز کی گئی ہے کہ چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں اور ٹریکٹوں کا سلسلہ دی ووکنگ مشن لٹریچر سیریز کے نام سے شروع کیا جائے ، اور یہ اعلان کیا گیا کہ بشرط گنجائش مہینہ میں دو تین ٹریکٹ جو بیشتر آمدہ سوالات کے تفصیلی جوابات پر مشتمل ہوں شائع ہوا کریں گے ۔ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ جو مسلم بھائی دو صد روپیہ کی رقم اس سلسلہ میں مرحمت فرمائیں ان کے نام سے ایک ٹریکٹ معنون کرکے اسے یورپ و امریکہ میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلا ٹریکٹ [illegible]

(اسلام کیا ہے؟) کے نام سے شائع ہوا۔ جس کی طباعت کا بار سرکار والا حضور نواب صاحب بہادر والیٔ مانگرول نے اپنے ذمہ لیا۔ دوسرا ٹریکٹ The status of woman in Islam کے نام سے شائع ہوا۔ جس کے اخراجات طباعت کی مد میں عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر حیدر آباد دکن نے امداد فرمائی۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ان بزرگوں کو جزائے خیر دے۔ اور بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے، یہ سلسلہ خدا کے فضل سے جاری ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کا موجب ہوا ہے ضرورت ہے کہ محبان اسلام اس صدقہ جاریہ کو جاری رکھنے کے لئے دست اعانت بڑھائیں۔ اور ٹریکٹوں کی طباعت کے اخراجات دیکر اپنے نام دنیا کی مہذب ترین آبادیوں میں ہمیشہ کے لئے زندہ چھوڑ جائیں +

خط و کتابت کے بعد آخری ذریعہ میل و ملاقات کا ہے۔ اور یہ دیکھنا موجب مسرت ہے کہ مسجد ووکنگ مسلم و غیر مسلم امرا و رؤسا اور مذہب سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کی زیارت گاہ بن چکی ہے تقریباً ہر روز اور اتوار اور دیگر تعطیلات کے دنوں میں بالخصوص زائرین اور مستفسرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ جن کو مسجد دکھاتے وقت اسلام کی تعلیمات مختصراً بیان کرنی پڑتی ہیں اور ان کے مختلف سوالات کے جواب دینے پڑتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں بعض لوگوں سے گھنٹوں گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔ بعض لوگ دور دور سے چل کر آتے ہیں اور ان کی مہمان نوازی بھی کرنی پڑتی ہے۔ یہ سلسلہ خدا کے فضل سے دن بدن بڑھ رہا ہے۔ جو کثیر التعداد غیر مسلموں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے کا موجب ہوا ہے +

اسی سلسلہ میں بعض مسلمان امرا بھی جو مختلف ممالک سے لندن آتے ہیں اپنے واحد اسلامی مشن اور مسجد کو دیکھنے کے لئے آجاتے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کے کام کو دیکھکر اور نومسلمین سے مل کر بہت ہی محظوظ ہوتے ہیں۔ ان کی تصاویر اسلامک ریویو اور رسالہ اشاعت اسلام میں شائع ہوتی رہتی ہیں +

اسی سلسلہ میں عیدین کی نمازوں اور میلاد النبی کے جلسوں کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ جو ہر سال مسجد ووکنگ اور لندن میں منعقد ہوتے ہیں۔ اور اس موقعہ پر مسلمانوں کے علاوہ جن کی تعداد اڑھائی تین سو سے کسی طرح کم نہیں ہوتی۔ کئی ایک غیر مسلم برگزیدہ مرد اور عورتیں بھی آجاتی ہیں۔ جو عیدین کی نمازوں میں مساوات اسلامی کے عملی نظارہ کو دیکھکر بہت ہی متاثر ہوتی ہیں۔ اور بسا اوقات کئی ایک سعید روحوں کے لئے یہی ایک بات ہدایت پانے کا موجب ہو جاتی ہے +

انگلستان جیسے ملک میں جہاں کالے اور گورے۔ امیر اور غریب کے امتیازات کے علاوہ قومی اور نسلی

تعصب بھی بہت پایا جاتا ہے۔ مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے مختلف رنگوں اور مختلف حیثیتوں کے انسانوں کا خدائے واحد کے سامنے دوش بدوش کھڑے ہونا بہت ہی موثر ہوتا ہے۔ جس کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ اور اخبارات کے مصوران نظاروں کی تصاویر لے کر شائع کرتے ہیں +

برطانیہ میں نومسلموں کی تعداد کثیر ہو چکی ہے۔ اور ایسے ہی دوسرے ممالک میں بھی یہ روز افزوں ترقی پر ہے۔ بمشکل سے کوئی ہفتہ گذرتا ہوگا۔ جبکہ چند احباب دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوتے ہوں۔ اور انگریز نومسلم ایسے دیندار ہوتے ہیں کہ ان پر صوفی اور ولی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ جو کہ قرآن اور حدیث کی لفظاً اور معناً پیروی کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض باقاعدہ تہجد گذار ہیں۔ روزہ رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ جو لوگ مغرب میں اشاعتِ اسلام کی تحریک کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کے لئے یہ معلوم کرنا خوشی کا باعث ہوگا کہ ہمارے انگریز نومسلم بھائی انگلستان میں اسلامی معاملات میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ عیدین اور مولود النبی صلعم کی تقاریب میں بہت نومسلمین حصہ لیتے رہتے ہیں +

اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ میلاد النبی کے جلسے مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹن کے زیر اہتمام منعقد ہوتے ہیں۔ گذشتہ سال ماہ دسمبر میں کارلٹن ہوٹل لندن میں میلاد النبی کا ایک نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ اور ایک نہایت معزز نومسلم خاتون لیڈی ایولین کیولڈ تے جن کا اسلامی نام زینب ہے اس جلسہ کی میزبانی کی۔ اور آنحضرت صلعم کی پاک زندگی پر ایک شاندار تقریر کی۔ یہ معزز خاتون اپریل ۱۹۳۳ء میں مکہ معظمہ کا حج بھی کر چکی ہیں۔ یہ پہلی انگریز نومسلم خاتون ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے سفر حج کے متعلق ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ جو شائع ہو چکی ہے۔

ان جلسوں اور عیدین کے موقعہ پر بھی میل ملاقات اور گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جو بہت سے متلاشیانِ صداقت کے لئے موجب ہدایت ہو جاتا ہے +

ووکنگ مشن کے شاندار کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اور یہ کوئی نئی تعلیم نہیں ہے۔ کیونکہ فرقہ بندی دراصل اسلام میں ہے ہی نہیں ووکنگ مشن کے کارکنوں کی نگاہ دوربین نے اس حقیقت کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ فرقہ بندی کا حامی اسلام۔ مغرب میں قدر کی نگاہوں سے نہیں دیکھا جائیگا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ خود اپنے فرقوں کی کثرت اور ان کی باہمی خانہ جنگی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے اسلام کے اس فراموش شدہ سبق پر

انتہائی زور دیا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کی غلطی ہے کہ انہوں نے مذاہب فقہی کو مختلف فرقے سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ اسلام ایک حقیقت واحدہ ہے۔ اور اس لئے ووکنگ مشن نے جس کے زیر اثر سنی۔ شیعہ۔ وہابی۔ حنفی سب مل کر کام کرتے ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یورپ میں متحدہ اسلام کا ایسا زبردست نظارہ پیش کیا۔ جس سے انگریز متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

پس ووکنگ مشن قوم کی جائیداد ہے۔ کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں ہے۔ اور توقع ہے کہ قوم اس کی سرپرستی اور خبرگیری کرے۔ اور راہنمائی کرے۔ یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمیں مسلم بھائیوں کی عدم توجگی سے محض مالی مشکلات کی وجہ سے انگلستان کو خیرباد کہنا پڑا تو مشن کی تمام سابقہ کوششوں پر پانی پھر جاویگا۔ اور دشمنوں کو یہ کہنے کا موقعہ ملیگا کہ (خدانخواستہ) اسلام نے انجام کار مسیحیت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ خدا تعالے وہ روز بد نہ دکھائے۔ ہم اللہ تعالے سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمان قوم کے اندر خودداری کا قوی احساس پیدا کر دے قبل اس کے کہ کوئی نقصان پہنچے۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین رپورٹ کی خدمت میں مشن کا موجودہ مالی نظام بھی پیش کیا جاوے۔ مشن کی آمدنی دفتر فنانشل سیکرٹری کی معرفت ہوتی ہے۔ اور اسی دن ووکنگ ٹرسٹ کے منظور کردہ بنک میں جمع کر دیجاتی ہے۔ اور ہر معطی صاحب کو رسید روانہ کر دیجاتی ہے۔ اخراجات ہمیشہ اسی بجٹ کے اندر ہوتے ہیں جو ٹرسٹیز پاس کرتے ہیں۔ جو چیک بنک کو بھیجے جاتے ہیں۔ ان پر نائب صدر، سیکرٹری۔ اور فنانشل سیکرٹری تینوں کے دستخط ہوتے ہیں۔ تمام حسابات آمدنی و ماہواری اخراجات رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں اور سالانہ بیلنس شیٹ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع ہوتے ہیں۔ ان اصولوں پر مشن کا مالی انتظام چل رہا ہے۔

یہ اس عظیم الشان کام کا مختصر سا خاکہ ہے۔ جو کارکنان۔ ٹرسٹیان و ممبران منیجنگ کمیٹی مشن ٹرسٹ نے محض خدائے تعالے کے بھروسہ اور اسی کی امداد اور توفیق سے سرانجام دیا۔ اگر یہ خدا کا کام نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ حضرت خواجہ صاحب کی وفات کے ساتھ اس کا بھی خاتمہ ہو جاتا۔ کس قدر زبردست سیاسی و غیر سیاسی تحریکات گذشتہ بائیس سالوں میں ہمارے سامنے پیدا ہوئیں اور ابتدا ہی میں اپنی شان و شوکت دکھانے اور اپنی اہمیت کا سکہ دلوں پر بٹھانے کے بعد چند ہی سال میں مردہ ہو کر رہ گئیں۔ ممکن تھا کہ حضرت خواجہ صاحب کے فوت ہونے پر ہماری بھی ہمتیں ٹوٹ جاتیں اگر یہ ایمان اور یقین دل کے اندر نہ ہوتا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ اور اگر ہم ہاتھ پاؤں ہلائیں اور اسی طرح ہمت سے کام لیں جس طرح حضرت خواجہ صاحب مرحوم

محنت اور جدوجہد کے ساتھ اس کام کو اس نوبت تک پہنچایا۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ ہماری مدد کریگا۔ اور بہترین نتائج پیدا کرکے اپنے پاک دین کو دنیا پر غالب کردیگا۔ ہمارے سامنے اس وقت جنگ احد کا وہ واقعہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر اڑی اور بعض مسلمان کرہمت توڑ کر بیٹھ گئے تو ایک صحابی ان کے پاس پہنچے اور پوچھا یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلعم تو شہید ہوگئے۔ ان صحابی نے جواب میں کہا کہ اگر آنحضرت صلعم شہید ہوگئے تو آنحضرت صلعم کا خدا تو زندہ ہے۔ آؤ جس غرض سے آنحضرت صلعم جنگ کرتے تھے۔ ہم بھی جنگ کریں۔ یہ سننا تھا اور وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس جوانمردی سے کفار کا مقابلہ کیا کہ فتح حاصل ہوگئی۔ اس خیال نے ہمیں بھی حضرت خواجہ صاحب کے بعد مصروف کارزار کئے رکھا۔ اور باوجود اس غم والم اور حزن واندوہ کے جو اسلام کے جرنیل کے مرنے پر فطرتاً ہوسکتا ہے ہم نے پہلے ہی دن سے اپنے آپ کو ان ذمہ داریوں کا مکلف کرلیا جو حضرت خواجہ صاحب کے سر پر تھیں، اور پوری مستعدی کے ساتھ قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی جس میں اللہ تعالےٰ نے جو کامیابی عطا فرمائی وہ آپ کے سامنے ہے۔ اب یہ آپ کا فرض ہے کہ اس قدم کو اور آگے بڑھانے، زیادہ مضبوط کرنے، اور مشن کو تقویت پہنچانے کے لئے دست کرم کو بڑھائیں ہم نے ابتدا ہی میں ایک تجویز معاونین کرام کے سامنے رکھی کہ مشن کے موجودہ اخراجات کو چلانے اور زیادہ مستحکم بنیادوں پر اسے کھڑا کرنے کے لئے کم ازکم پانچ لاکھ روپیہ بطور سرمایہ محفوظ ہونا چاہئے۔ اس غرض سے گذشتہ دو رسالوں میں سیکرٹری ووکنگ مشن نے ہندوستان کے بعض حصص کا دورہ بھی کیا۔ اور خدا کے فضل سے معاونین کرام نے اس دورہ کو کامیاب بنانے میں پوری امداد دی۔ جس کے لئے ہم ان کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔ اگر معاونین کرام تھوڑی سی اور ہمت سے کام لیں تو پانچ لاکھ کوئی بڑی رقم نہیں۔ زندہ قومیں ادنے ادنے قومی وملکی کاموں کے لئے کروڑہا روپیہ دنوں میں جمع کرلیتی ہیں۔ خود ہمارے ہندوستان میں کانگرس اور مہاتما گاندھی کی تحریکات کو نتائج کے اعتبار سے خواہ کتنا ہی ناکام سمجھا جائے۔ لیکن جو بیشمار رقوم ان تحریکات کی نذر ہوئیں ووکنگ مشن کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ حالانکہ یہی ایک چیز ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی اصل زندگی کا موجب ہے۔ اگر ہم حکمران قوم کو مسلمان کرلیں۔ جس کے آثار نہایت نمایاں ہوچکے ہیں تو ہماری سیاسی مصائب ومشکلات بھی ختم ہوجائینگی۔ اور ہم دنیا کی معزز ترین قوموں میں سے ہونگے۔ ضرورت ہے کہ قوم کی مجموعی

کہ اسلام تمام دنیا پر غالب آجائیگا۔ وہ بشارت عظیم جس کا اعلان قرآن کریم نے لیظہرہ علی الدین کے مبارک الفاظ میں آج سے تیرہ سو سال پیشتر کیا تھا۔ امر واقعہ بن کر ہمارے سامنے آجائے۔ اور ہم اسلام کے دوبارہ عروج کو ان آنکھوں سے دیکھ سکیں +

مسلم بھائی ذیل کے طریقوں سے مسلم مشن ووکنگ کی امداد فرما سکتے ہیں

(۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں (۲) اپنی ماہوار آمدنی سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرماویں۔ سالانہ چندہ للعہ ہے (۵) یورپ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہیگا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے۔ (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ روپے، اور ممالک غیر کے لئے للعہ ہے۔ (۷) ووکنگ مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ اُن تک پہنچتا رہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتے موجود ہیں جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچادی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں ہزار بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے۔ نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے۔ جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً) اٹھارہ صد روپیہ کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے۔ جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس

شخصیت کامل سے روشناس کراتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھال کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام میں امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاک خانہ میں جمع ہو تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علمائے کرام نے اس کے متعلق فتوے دیدیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہوسکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لیں گے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے۔ (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ۔ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے +

خادم

خواجہ عبد الغنی

سکرٹری

ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ

لاہور۔ پنجاب۔ انڈیا

ضروری نوٹ۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (۔۔۔) عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب)

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے ذریعہ انگریزی زبان میں جو لٹریچر پیدا ہوتا ہے۔ خواہ وہ ماہواری رسالہ کی صورت میں ہو۔ یا ٹریکٹ و پمفلٹ۔ وہ دو ماہ کے اندر دنیا بھر کے تمام اہم مقامات پر مفت تقسیم کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ اور ان ممالک کے مسلم احباب بڑی دلچسپی کے ساتھ اسے اسلامی فریضہ سمجھکر غیر مسلم حلقہ میں اسے مفت تقسیم کر دیتے ہیں۔ جس سے اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ دن بدن وسیع ہو رہا ہے۔ اس لٹریچر سے غیر مسلم احباب متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ گویا اس طرح ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ ایک طرح تمام دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اس کی امداد اللہ تعالےٰ کے پاک کام کی امداد ہے: ماہ رمضان میں اشاعت اسلام کی ضروری فریضہ کی طرف توجہ دیں۔ ماہ رمضان کی خیرات و صدقات میں اسے نہ

مسلم مشن ووکنگ (انگلستان) کے مکتوبات

مکتوب نمبر ۱۰۵

میرا قبول اسلام

(بقلم مسٹر نیمٹر (اسلامی نام سعید ہے)

میں روس کے ایک تاتاری گاؤں میں پیدا ہوا۔ جہانتک میرا باپ جوکہ رومن کیتھولک تھا۔ اور پولینڈ سے جلاوطنی کے بعد اقامت گزین ہوگیا تھا، ڈاکٹر تھا۔ میری ماں مسلمان تھی۔ لیکن محض اس لئے عیسائی ہوگئی تھی کہ قدیم روس میں مسیحیوں کو غیر مسیحی عورت سے شادی کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن میری ماں نہ کبھی گرجا جاتی تھی۔ اور نہ عیسائیوں کے مذہبی مراسم میں حصہ لیتی تھی۔ اور مجھے یاد ہے کہ وہ خفیہ طور پر نماز پڑھا کرتی تھی۔ میں نے ایک اسلامی ماحول میں پرورش پائی۔ اور تمام بچپن۔ مؤذن کی آواز سنی۔ کیونکہ تاتاری لوگ ہمیشہ گھر پر ہوں یا کھیتوں میں نمازیں اذان کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ میں نے ان کی پاکیزہ متقیانہ اور شریفانہ زندگیوں کا روسیوں کی زندگی سے خوب موازنہ کیا جوکہ شراب خوری۔ بہمیت اور ناپاکی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

میرے والدین میرے بچپن ہی میں فوت ہوگئے اور میری پرورش ان لوگوں میں ہوئی جو نہ کسی ضابطہ اخلاق کے پابند تھے۔ نہ مذہب کے۔ اور اس لئے اوائل عمر میں مجھے مذہب یا روحانیت کا کبھی خیال ہی نہیں آیا۔ بہرحال کچھ عرصہ تک انگلستان اور امریکہ میں رہنے کے بعد اور بہت کچھ نشیب و فراز دیکھنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ انسان کو اپنی زندگی کسی نہ کسی اصول کے ماتحت بسر کرنی چاہئے۔ اور کسی نہ کسی ضابطہ اخلاق کی پیروی لازمی ہے۔ چنانچہ میں نے مسیحیت کا مطالعہ کیا۔ لیکن رسوم و قیود سے قطع نظر کرکے بھی مسیحیت مجھے تسلی نہ دے سکی۔ کیونکہ میں اس کے بنیادی اصولوں کو تسلیم نہیں کرسکتی تھی مثلاً الوہیت مسیح، مسئلہ گناہ موروثی اور کفارہ۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حقیقی خدا مسیحیت کی عظیم و افضل شخصیت کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ اور نہ اس بات پر یقین کرسکتی تھی کہ کسی پاک باز انسان کی موت ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوسکتی ہے۔ خصوصاً اندریں حالات کہ میں دنیا میں لوگوں کو بدستور گناہ کا ارتکاب کرتے دیکھتی تھی

پس میں قدرتی طور پر اسلام کی طرف متوجہ ہوئی۔ قدرتی میں نے اس لئے کہا کہ مجھے اسلام کی طرف ہمیشہ سے ایک لگاؤ تھا۔ کیونکہ میں نے اسی کے ماحول میں پرورش پائی تھی۔ اسلام کا مطالعہ کر کے ایسا معلوم ہوا گویا کوئی بھولا اپنے گھر واپس آجائے۔ جس قدر میں نے قرآن اور دیگر مصنفین خصوصاً خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ اتنا ہی مجھے معلوم ہوا کہ حقیقی اور سچا مذہب صرف اسلام ہی ہے۔ یہ مذہب ارباب غور و فکر کے لئے ہے۔ جو حقائق زندگی کی طرف سے آنکھ بند کرنی نہیں چاہتے۔ اور سائنس کی ایجادات کا ملاحظہ کرتے رہتے ہیں میں نے اسلامی تعلیمات کا مسیح کی تعلیمات سے موازنہ کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ اگرچہ مسیح کی تعلیم بھی عمدہ ہے۔ لیکن یا تو وہ انسان کو تارک الدنیا بنادیگی یا پھر ایک انسان کو دنیاوی زندگی سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے بہت کچھ حیلہ جوئی اور مشکلات سے دوچار کردیگی۔ درحقیقت مسیحیت اسلام کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اسلام خدا کی مرضی کی اتباع اور کمال حاصل کرنے کی کوشش کا نام ہے۔ اسلام میں نہ تو کھانا نہ عقائد ہیں نہ رسوم و اوہام پائے جاتے ہیں۔ بلکہ نجات اخروی حاصل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل موجود ہے۔ جس کی بدولت انسان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔ اور نہ عقل کا انکار کرنا پڑتا ہے نہ جذبات فطری کے خلاف کوئی بات کرنی پڑتی ہے۔ اور میں یقین نہیں کرسکتی کہ کوئی عقلمند آدمی ان حقایق سے چشم پوشی کرسکتا ہے۔ اسی لئے اسلام کے معترضین اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی نام نہاد "بُری زندگی" پر اعتراضات کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے۔ ان لوگوں کی برائیاں دراصل ان کی مادی اور سیاسی صورت حال کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اس سے بہت پہلے اسلام کا مطالعہ کیوں نہیں کیا۔ کیونکہ اندریں صورت نہ صرف میری زندگی پاکیزہ ہوجاتی بلکہ میں اپنی ملت کے لئے مفید ثابت ہوسکتی تھی +

مکتوب نمبر ۱۰۶

مسٹر ڈبلیو۔ بی۔ مُشن کے خط کی نقل

کیٹ شِد

مشفق برادرِ اسلام!

میں آپ کے پارسل اور خط کی وصولیابی پر بہت خوش ہوا اس لئے اور بھی کہ آپ کے خط نے اس

حقیقت پر روشنی ڈالی کہ آخر کار میں اس عقیدے سے وابستہ ہو گیا ہوں جو سالہا سال سے میری پسندیدگی حاصل کر چکا ہے +

میں حتے الامکان آپ کے سوالات کا جواب علے الترتیب دونگا لیکن پہلے میں وہ اقرار نامہ منسلک کرتا ہوں جو آپ نے طلب کیا ہے۔ اور ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جو علانیہ مذہب قبول کرے انتہائی خوشی کیساتھ اشاعت کی اجازت دیتا ہوں +

آپ کے اس سوال کے جواب میں کہ میں اسلام سے کس طرح روشناس ہوا میں رسالہ Divine[۱] (Attributes + Human Character) کے دوسرے صفحے کا حوالہ آپ کو دونگا۔ چونکہ میرے خاندانی افراد روحانیت کے قائل تھے۔ اس لئے اشراقیت میری تربیت میں شامل تھی۔ اور میرا شعور فطری قوائے کی ترقی پر مبنی تھا۔ جس نے نہ صرف میری رہنمائی کی بلکہ اسلام کی احسن اور اکمل خوبیوں کے سمجھنے میں میری امداد کی۔ آپ کا خطبہ میں اتوار کے پرچوں سے حاصل کرتا رہا۔ اس لئے آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے اپنی رہنمائی کے لئے اُن ہی قوتوں پر بھروسہ کیا جو قرآن نے بتائی ہیں۔ پہلے پہل اسلام سے واقف ہونے سے اب تک جو وقت گذرا ہے اس نے میرے تیقنات کو اور زیادہ مستحکم بنا دیا ہے +

آپ نے میرے متعلق مزید حالات بھی دریافت کئے ہیں۔ پہلے اپنی عادات بتاتا ہوں۔ میں ایسی چیزیں کبھی نہیں پیتا جن میں شراب کی آمیزش ہو۔ نہ کبھی میں اس روپیہ سے جؤا کھیلتا ہوں جو میرے بال بچوں کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لئے ضروری ہے۔ میری عمر ۳۵ سال کی ہے۔ اس لئے قدرتاً میرا میلان طبع زیادہ تر سنجیدہ مشاغل کی طرف ہے۔ برخلاف اس کے دوسرے پہلو کو تو میں بالکل ہی نظر انداز کر دینا چاہتا ہوں۔ میں اُس خوشی کا اعتبار نہیں کرتا جو روپیہ سے خریدی جاتی ہے کیونکہ میرے خیال میں یہ ایک عارضی خوشی ہے۔ اس موقعہ پر میں آپ کو ایک ایسے واقعہ زندگی کی اطلاع دینا چاہتا ہوں جو پچھلے چند سالوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے۔ ایک اسپر چولسٹ سوسائٹی کے ممبر نے تحقیقات کی غرض سے مجھ سے ممبر بننے کی خواہش کی میں نے یہ ممبری اس شرط پر قبول کرلی کہ مجھے مسلمان سمجھا جائے۔ اور میرے وہ اسلامی اصول جن پر میں نے اپنی زندگی کی تربیت کی ہے۔ اُن میں کسی پہلو سے بھی دخل اندازی نہ کی جائے۔ اس طرح " اسپر چولسٹ چرچ میں میرا بڑا لحاظ کیا گیا۔ چرچ کے کتب خانے میں ایک نسخہ قرآن شریف اور ایک نسخہ (The Spirit of Islam)

[۱] صفات ربانی اور سیرت انسانی مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

مصنفہ امیر علی کا موجود ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے ممبری ترک کر دی۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ ایک پکا مسلمان ہونے کی حیثیت میں صرف میرا خیر مقدم ہی نہیں کیا جاتا بلکہ چرچ کے دوسرے ممبر مجھے اپنی سوسائٹی میں دیکھ کر عملاً محظوظ ہوتے ہیں +

براہِ کرم آپ مجھے بتائیں کہ کیا آپ اس رواداری کے بدلے کے حق میں ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اگر اس سے تبلیغ اسلام نہیں تو کم از کم اسلامی تعلیمات ہی عام ہونگی۔ اور اس طرح بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ میں قریب ترین مسجد سے بھی کافی فاصلے پر رہتا ہوں۔ لیکن میں پھر بھی مستعدی اور خوبی سے اسلام کی خدمت کر سکتا ہوں۔ اور دین کی حفاظت میں ایک بیرونی حفاظتی چوکی کا کام دے سکتا ہوں +

میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ میری ملازمت (جسے Joiner کا عہدہ کہتے ہیں) بد قسمتی سے جاتی رہی ہے۔ بد قسمتی کا لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ تھوڑے عرصے کے لئے میرا مطالعہ تعویق میں پڑ جائیگا۔ کیونکہ بیکاری مالی غیر اطمینانی کے مترادف ہوتی ہے۔ لیکن ملازمت حاصل کرتے ہی جس کی مجھے جلد توقع ہے۔ میں ایسی کتابیں خریدوں گا جو میری اسلامی تعلیم کے لئے ضروری ہیں +

میں ہوں

آپ کا مخلص

(دستخط) ڈبلیو۔ بی۔ ہٹسن۔

مکرر:۔ آپ کے مرسلہ لٹریچر کا شکریہ۔ وہ میرے لئے بہت ہی خوش آیند ہیں۔ امید ہے کہ میرے سوال کا جواب جلد عنایت ہوگا +

اعلان اسلام

میں ولیم بیلی ہٹسن ولد جان ہٹسن، ساکن ۶۸ گولڈن ٹریس، کیٹ شیڈ، اس اعلان کے ذریعے میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میں برضا و رغبت اسلام کو قبول کرتا ہوں میں صرف خدائے واحد کی عبادت کروں گا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر اور اس کا بندہ سمجھتا ہوں میں تمام انبیاء علیہم السلام، مثلاً ابراہیمؑ، موسےٰؑ اور عیسےٰؑ وغیرہ کو یکساں طور پر نبی مانتا ہوں۔ اور میں توفیق ایزدی سے اسلامی زندگی بسر کروں گا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

مکتوب نمبر ۱۰۷
انوار کا لیکچر

"جنگ کے متعلق اسلام کا طریق عمل" اس انوار کا موضوع بحث تھا۔ امام صاحب نے قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثابت کیا۔ کہ اسلام میں لڑائی کا جواز صرف دو وجوہ پر مبنی ہے۔ یعنی مذہبی آزادی کے قیام میں۔ اور زبردستوں اور ظالموں کے ظلم و طغیان کے بالمقابل کمزوروں کی مدافعت میں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ مظلوم کی مدافعت میں طمانچہ نہ لگانا ایک ایسا ہی گناہ ہے۔ جیسا کہ طمانچہ لگانے کی نیکی! اسی سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کا صرف یہی فرض نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی حفاظت کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ دوسرے مذاہب کو بھی دست تعدی سے محفوظ رکھے +

حاضرین جلسہ میں ایک ایسی خاتون بھی شامل تھیں جو مصر میں امریکہ کے مشن میں کام کر چکی تھیں۔ لیکچر کے اختتام پر آپ نے کہا کہ آج آپ سے ایک نئی بات سنی ہے۔ اس پر اسلام اور عیسائیت کے محاسن پر مقابلتہً ایک طویل بحث ہوئی۔ مگر جس طرح ہمیشہ عیسائی استدلال سے عاجز آکر ایک مختص جواب پر اکتفا کیا کرتے ہیں اسی طرح موصوفہ نے آخر میں یہ کہہ دیا کہ سچائی استدلال پر موقوف نہیں۔ ایمان سے متعلق ہے!

ہمیں تعجب ہے کہ عیسائی لوگ جب استدلال پر یقین نہیں رکھتے تو پھر لوگوں سے مذہبی بحث ہی کیوں کرتے ہیں؟

مکتوب نمبر ۱۰۸
مس بار کی رخصتی ملاقات

مس امۃ اللہ بار مصر کے لئے پاسپورٹ لے چکی تھیں۔ اور لورپول سے ۸ر نومبر کو روانہ ہونے والی تھیں۔ ہم نے قاہرہ کے ۳ مختلف اشخاص کو لکھ دیا تھا کہ موصوفہ کے قیام کا بندوبست کسی ایسے مسلم خاندان میں کیا جاوے جو اسباب معیشت کے اعتبار سے مغربی وضع کا ہو۔ لیکن مذہبی عبادات کے پہلو سے مغرب زدہ نہ ہو +

ہر سہ اشخاص کے پاس سے امید افزا جوابات وصول ہو چکے ہیں۔ اس لئے انشاء اللہ موصوفہ کو

رمضان کے روزوں کی تکمیل میں کوئی دقت درپیش نہ ہوگی +

۲۳ تاریخ منگل کے روز مس بارہم سے رخصت ہونے کے لئے تشریف لائیں۔ آپ دوسری نو مسلمہ ہیں جو عربی کے مطالعہ کے لیئے قاہرہ جارہی ہیں۔ مسٹر ڈیوڈ کوون، اسکاٹ لینڈ کے ایک مسلم نوجوان اس سے پہلے اسی مقصد کی تکمیل کے لیئے جامعہ ازہر قاہرہ میں پہنچ چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان پاکیزہ ہستیوں پر اپنی رحمت کا نزول فرمائے! +

مکتوب نمبر ۱۰۹

ایک دوسری انگریز خاتون جو اسلام سے دلچسپی رکھتی ہیں

اُسی روز ۲۴ تاریخ کی دوپہر کو ایک خاتون جو امام صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتی تھیں مسجد میں آئیں۔ امام صاحب سے مل کر آپ نے دریافت کیا کہ کیا ایک انگریز عورت مسلمان ہو سکتی ہے؟ جب آپ سے یہ کہا گیا کہ انگریزوں کی ایک کثیر تعداد جن میں ذی اقتدار خاندانوں کے افراد بھی شامل ہیں اخوت اسلامی میں منسلک ہو چکے ہیں تو آپ کو تعجب ہوا! موصوفہ نے کہا کہ وہ ایک ہندوستانی کی بیوہ ہیں اور اُن کے شوہر ہندوستان کی سول سروس کے ضمن میں کراچی میں متعین تھے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ آپ کے شوہر کا نام مسٹر چکرا ورتی تھا۔ اور اسی سلسلے میں بیان کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ معاشرتی ارتباط نے اسلام کی سچائی ایک عرصے سے آپ کے ذہن نشین کر دی ہے۔ آپ کو اسلامی عقیدے کے متعلق عام خیالات سے آگاہی تھی۔ لیکن قطعی طور پر اس بات کا علم نہ تھا کہ مسلمان ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ طویل گفتگو کے بعد آپ کو چند چھوٹی چھوٹی اسلامی کتابیں دی گئیں +

آج صبح موصوفہ پھر مسجد میں تشریف لائیں اور کہا کہ جو کتابیں مجھے دی گئی تھیں اُن میں مجھے بہت دلچسپی ہوئی۔ خاص طور پر لارڈ ہیڈلے کے اُن بیانات میں جو انہوں نے اپنے قبول اسلام کے اسباب میں پیش کئے ہیں۔ موصوفہ نے پھر اپنے کیمبرج کے بعض دوستوں کو وہی کتابیں بھیجنے کی اجازت چاہی۔ اور آپ کا خیال تھا کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح ان کتابوں کے مضامین سے دلچسپی لینگے۔ آپ نے کوئی ۱۲ شلنگ کی اور اسلامی کتابیں خریدیں اور عربی سیکھنے کا شوق بھی ظاہر کیا۔ موصوفہ کا ارادہ لندن کے مشرقی علوم کے سکول میں داخل ہونے کا ہے۔ نور خدا آپ کی رہنمائی کرے! +

مکتوب نمبر ۱۱
اتوار کے ملاقاتی

اس اتوار کو منجملہ دیگر اصحاب کے مسٹر حبیب اللہ لوگرو بھی تشریف لائے تھے۔ جن کو ووکنگ سپریچوئلسٹ سوسائٹی میں ایک لیکچر دینا تھا۔ آپ نے المسجد میں عصر کی مجلس میں شرکت کی۔ حاضرین میں ایک جرمن لیڈی بھی تھیں جو اس ملک میں انگریزی زبان سیکھنے آئی تھیں وہ اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کی بہت شایق معلوم ہوتی تھیں اور چلتے وقت ہماری بعض مطبوعات اپنے ساتھ لے گئیں۔ اس مجلس میں "سورۂ فاتحہ" موضوع سخن تھا جس کو مسلمانوں کی نظر میں وہی مرتبہ حاصل ہے۔ جو "خداوند کی دعا" کو عیسائیوں میں +

ہائیڈ پارک میں تقریر:۔ امام صاحب نے اسی شام کو ہائیڈ پارک میں ایک تقریر کی جہاں اسلام کے متعلق اکثر لیکچر ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کا موضوع سخن "اسلامی اخلاق" تھا۔ جیسا کہ ہائیڈ پارک کے لکچروں میں عموماً ہوا کرتا ہے۔ آپ کی تقریر کے موقع پر بھی ایک بڑا مجمع موجود تھا۔ انہوں نے اسلامی اخلاق کا پہلا اصول یہ بیان کیا کہ فطرت انسانی میں پیدائشی طور پر کوئی نقص یا خرابی نہیں ہے اور جملہ استعدادیں نیکیوں کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم ان کا صحیح طریق پر استعمال کریں۔ اگر مناسب وقت اور موقع پر کیا جائے تو ہر فعل نیکی بن سکتا ہے۔ قتل بھی ایک نیکی ہے۔ اگر انسانی مفاد کی خاطر عمل میں آئے۔ لیکن صحیح وقت اور مناسب موقع کا علم حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حیوانی جذبات کے بجائے اعلےٰ جذبات کی پیروی کریں۔ لیکن ہم اپنی روزمرہ زندگی میں حیوانی جذبات سے محصور ہیں۔ حیوانی جذبات کو چھوڑ کر یزدانی رنگ اختیار کرنا۔ اخلاقی کشمکش کے بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کے بعد انسان اپنی حقیقی فطرت کا ادعا کر سکتا ہے جو گناہ اور بدی کی طرف مغالطہ آمیز میلان کی وجہ سے برسر کار نہیں آسکتی۔ جب ایک انسان اخلاقی ارتقا کی اس منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اسکی مرضی ایزدی مرضی سے بکلی مطابق ہو جاتی ہے۔ اور وہ کوئی ایسی بات نہیں کر سکتا جو مفاد انسانی کے خلاف ہو قران میں انسانی معرج کے اس مقام پر فائز ہو جانے کو اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ حقیقی معنی میں مسلمان کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے تمام بانیان مذاہب مسلمان ہی گزرے ہیں۔ پس حضرت مسیح بھی اسی قدر مسلمان تھے جس قدر حضرت محمد صلعم۔ اور حضرت موسیٰ بھی اسی قدر مسلمان تھے جس قدر حضرت ابراہیم۔ اور سری کرشن بھی اسی قدر مسلمان تھے جس قدر یہ سب حضرات

لیکچرار کے دلائل اس قدر تشفی اور کافی تھے۔ کہ حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے موصوف کے دلائل پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور جو چند سوالات کئے بھی گئے وہ نفس مضمون سے متعلق نہ تھے۔ بلکہ اسلام کے متعلق تھے مثلاً تعدد ازدواج۔ ایک خاتون جو کہ تمام عمر مصر میں رہی تھی۔ اس تقریر کو سن کر حیران رہ گئی۔ اور اس نے خواہش ظاہر کی کہ میں مسجد میں آکر اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرونگی +

مکتوب نمبر ۱۱۱
ایک خاتون کا قبول اسلام

ایک انگریز خاتون مس نینا ڈریک بھی اس تقریر کے وقت موجود تھیں۔ وہ قبل ازیں سپرچولسٹ سوسائٹی کی ممبر تھیں اور چند ماہ سے وہ مسجد میں آکر اسلام کے متعلق تبادلہ خیالات کر رہی تھیں۔ چونکہ انہیں انشراح صدر حاصل ہو گیا تھا اس لئے وہ اعلان اسلام کے لئے بیتاب تھیں جیسا کہ انکے خط سے ظاہر ہو گا ہم نے ان سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی اتوار کو مسجد میں تشریف لائیں اور جماعت کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کریں۔ یا اگر وہ نہ آسکتی ہوں تو مطبوعہ فارم کی خانہ پری کر کے بھیجدیں وہی اُن کا اعلان سمجھا جائیگا۔ چونکہ انہوں نے لکھا کہ وہ شاید دو تین ہفتے تک مسجد میں نہ آسکیں۔ اور وہ اب اپنے عقاید کو اپنے ہی دل میں پوشیدہ رکھنا بھی نہیں چاہتی تھیں اس لئے انہوں نے مطبوعہ فارم کی خانہ پری کر کے بھیجدی جس کو ہم ذیل میں لفظ بلفظ نقل کئے دیتے ہیں ؎

مس نینا کا اعلان اسلام۔ میں نینا کیتھلین ڈریک۔ دختر جان ڈریک۔ نینا ڈریک۔ بلا جبر و اکراہ اس بات کا اعلان کرتی ہوں کہ میں اسلام کو اپنا مذہب یقین کرتی ہوں اور آیندہ صرف خدائے واحد لاشریک کی عبادت کرونگی اور حضرت محمد صلعم کو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول اور انسانوں کا ہادی یقین کرتی ہوں۔ اور میں جملہ انبیاء ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسےٰؑ کی یکساں عزت کرتی ہوں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ انشاء اللہ ایک سچے مسلمان کی سی زندگی بسر کرونگی۔ اللہ میرا ناصر ہو۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

مکتوب نمبر ۱۱۲
لندن میں ہماری نئی عبادت گاہ

جب سے ہم نے ناٹنگھم ہل گیٹ کا مکان چھوڑا۔ لندن کے مسلمان باشندے نماز جمعہ کے لئے

ہمارے عارضی انتظامات سے کبھی مطمئن نہیں ہوئے۔ اور وہ اس بات کے خواہشمند تھے کہ نماز جمعہ کے لئے کوئی مستقل انتظام کیا جائے۔ ہم کسی مستقل مکان کی ذمہ واری لینے کے لئے اس وجہ سے تیار نہ تھے کہ اس مکان کی نگہداشت بھی ہم پر عاید ہو جائیگی۔ لیکن جب ادسر نو منظم شدہ مسلم سوسائٹی آف برٹن نے اس ذمہ واری کو قبول کر لیا۔ تو ہم نے بخوشی اپنا فرض ادا کر دیا۔ بعض شرایط کے ماتحت سوسائٹی کی امداد بھی منظور کرلی۔ تاکہ وہ ایک چھوٹا مکان کرایہ پر لے لیں جس میں سوسائٹی کا دفتر بھی ہو اور جمعہ کی نماز بھی باقاعدہ ہو سکے بڑی کوشش کے بعد سوسائٹی کے کارکنوں نے ایک سو دس پاؤند سالانہ پر چند کمرے کرایہ پر لئے ہیں جو ۵۴ گریٹ رسل سٹریٹ پر بالمقابل برطانوی عجائب خانہ واقع ہیں۔ ہم سب اس نئے انتظام سے بہت مطمئن ہیں۔ کیونکہ یہ جگہ شہر کے وسط میں واقع ہے۔ خدا کرے ہم اُن فرایض سے باحسن وجوہ عہدہ برا ہو سکیں۔ جو اس نئے مکان کی بنا پر عاید ہوتے ہیں +

مکتوب نمبر ۱۱۳

مسیز نیمیر، جو ایک نامور پولش خاتون ہیں۔ اور جنہوں نے پچھلے ہفتہ ہمیں ایک استفسارانہ خط بھی بھیجا تھا۔ اس اتوار کو ہم سے ملنے آئیں۔ وہ کچھ عرصہ تک آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پاتی رہی ہیں اور ان کا عام مطالعہ بھی خاصہ وسیع ہے۔ اور اس ملک میں ۱۹۱۲ء سے قیام پذیر ہیں۔ اُن کے خاوند مسٹر نیمیر ایک انگریز پروفیسر ہیں۔ وہ ہم سے اسلامی مسائل پر تبادلہ خیالات کرنے آئی تھیں۔ لیکن اسی وقت ایک انگریز مستفسر تشریف لے آئے اس لئے خاتون موصوفہ کو سوالات کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ یہ صاحب مصر میں انگریزی افواج کے افسر رہ چکے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کا مطالعہ اسی جانبدارانہ زاویہ نگاہ سے کیا تھا۔ جو مغربی مسیحیوں کا طغرائے امتیاز ہے۔ انہوں نے اپنے خیالات بہت صفائی کے ساتھ پیش کئے۔ اور امام صاحب نے جوابات بھی دو ٹوک دئے۔ بعد ازاں یہ ثابت ہوا کہ اقدام کو زیر بحث لانے سے مذہب کے متعلق کوئی فیصلہ کن رائے قایم نہیں کی جا سکتی۔ پس موضوع سخن اسلامی اصول وعقاید کی طرف منعطف ہو گیا۔ اور اس ضمن میں اس صاحب کو بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن کو انہوں نے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا۔ اور جب ایک گھنٹہ کی پرجوش گفتگو کے بعد وہ واپس گئے تو ان کا اسلام کی طرف زاویہ خیال بدلا ہوا تھا۔ اور ہمیں امید ہے کہ بہت جلد وہ اس پاک مذہب کے

حلقہ بگوش ہو جائینگے +

اس کے بعد امام صاحب نے اپنا سہ پہر کا لکچر دیا۔ اور اس ضمن میں انہوں نے اسلامی اصول توحید کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ سابقہ گفتگو کے ساتھ اس لکچر نے مسز نیمبر کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا اور انہوں نے لکچر کے خاتمہ پر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اور انہوں نے اپنا اسلامی نام سعیدہ رکھا ہے +

مکتوب نمبر ۱۱۴

وہائٹ فیلڈ ٹبر نیکل اور ہائیڈ پارک میں تقریریں

جبکہ مسجد میں یہ واقعات رونما ہو رہے تھے۔ ایک مسجد کی ضرورت خود لندن کے مرکز میں محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ سوا تین بجے وہائٹ فیلڈ ٹبر نیکل میں امام مسجد جناب عبد المجید صاحب "محمدیت" پر تقریر کر رہے تھے۔ موصوف نے پہلے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا کہ ہم مسلمان "محمدی" نہیں ہیں بلکہ مُسلم ہیں۔ آپ نے اسلام اور محمدیت میں فرق بیان کیا اور اس کے بعد اسلام کے اصول و عقاید پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ اور اسلام اور بانیٔ اسلام صلعم کے متعلق مغرب میں جو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ان کی طرف سامعین کی توجہ مبذول کی۔ لکچر کے خاتمہ پر بعض اصحاب نے سوالات کئے جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ جب اسلام اور بانیٔ مسیحیت کے اصول یکساں ہیں تو پھر مسیحیت کے مقابلہ میں اسلام کی تبلیغ کے کیا معنی ہیں؟ اس کے جواب میں امام صاحب نے کہا کہ آج دنیا میں جسے مسیحیت کے نام سے پکارا جا رہا ہے وہ مسیح کا مذہب نہیں۔ بلکہ کلیسائی تعلیمات اور کلیسائی نظام ہے۔ جو مسیح کی تعلیمات سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ پس میں مسیحیت کے خلاف کچھ نہیں کہتا۔ جو کچھ کہتا ہوں کلیسائی تعلیمات کے خلاف کہتا ہوں۔ یہ مجلس ۵ بجے اختتام ہوئی +

اس کے بعد امام صاحب ہائیڈ پارک گئے۔ اور وہاں کچھ عرصہ تقریر کی۔ یہاں بھی لوگوں نے متعدد سوالات کئے۔ اور دو اصحاب نے اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی +

ضروری اعلان } جن احباب کا چندہ رسالہ دسمبر ۱۹۳۴ء کے پہنچنے پر ختم ہو جاتا ہے وہ سب احباب اپنا سالانہ چندہ پیسے ہیںگی بذریعہ منی آرڈر بنام منیجر رسالہ اشاعت اسلام عزیز منزل۔ [illegible]

مکتوب نمبر ۱۱۵

از پورٹسمتھ بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ

برادرم فی الاسلام ـــــ السّلام علیکم ـــ میں تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ازراہ محبت مدعو کیا ہے کہ میں چند روز کے لئے مسجد میں آکر آپ کا مہمان رہوں میں الفاظ کے ذریعہ سے اپنے شکر گزاری کے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا کہ آپ نے مجھے اسلام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے میں اپنے وقت عزیز کا کس قدر بڑا حصہ صرف کیا ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں اس سے پہلے کی دعوت سے زیادہ فایدہ نہ اٹھا سکا۔ سب لوگوں نے میرے ساتھ نہایت مہربانی کا سلوک کیا۔ اور حتی المقدور مجھے راحت پہنچائی۔ جیسا کہ اس سچے اور عظیم الشان مذہب کے پیرووں کو خلیق اور مہمان نواز ہونا چاہئے۔ جس بات سے میں بہت متاثر ہوا یہ تھی کہ دوران قیام میں آپ نے کسی مذہب کے خلاف کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ یہ بات میرے سابقہ تجارب کے کس قدر خلاف تھی۔ چند روز ہوئے ہیں سالویشن آرمی کا بینڈ بج رہا تھا۔ اور میں سن رہا تھا۔ اس بینڈ کا ایک افسر جو مجھ سے قدرے واقف تھا میرے پاس آکر کہنے لگا۔ کہ میں انکی مذہبی میٹنگ میں شریک ہو سکتا ہوں میں نے کہا میں بغیر باجہ کے خدا کی عبادت کر سکتا ہوں۔ اور اپنے مذہب سے پورے طور پر مطمئن ہوں۔ جب اس نے مجھ سے اس کی تشریح طلب کی تو میں نے کہا کہ میں خدا کے فضل سے مسلمان ہوں۔ اور پھر چند قرانی آیات پڑھکر سنائیں اسپر اس نے کہا ایسی کیجئے آپ تو ایک گمراہ آدمی ہیں۔ اور مرنے کے بعد سیدھے دوزخ میں جائینگے۔ یہ کہکر وہ میرے پاس سے چلا گیا اور اب جب کبھی مجھے راہ میں ملتا ہے تو منہ پھیر کر گزر جاتا ہے +

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ عیسائی فرقوں میں باہم اس قدر عداوت کیوں پائی جاتی ہے ؟ ایک پادری نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ جتبک کوئی شخص کلیسائے انگلستان کا متبع نہ ہو وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ اور وہ پادری خود بھی اسی کلیسا کا متبع تھا +

اس قصبہ میں میرے بعض دوست اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بہت شایق ہو گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہدیا ہے کہ آپ ہر ہفتہ دوستانہ تبادلہ خیالات کیلئے آسکتے ہیں میں آپکو انکی ملاقات اور رفتار خیالات سے مطلع کرتا رہونگا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے آپ کا حامی اور ناصر ہو۔ اور آپ کے کاموں میں برکت ڈالے

آپکا مخلص بھائی۔ صادق ے۔ بمدلی

حریت صادقہ

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ۚ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۚ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ بنی اسرائیل آیت ۵۳-۵۷

ترجمہ:- اور میرے بندوں کو کہہ کہ وہ بات کہیں جو بہت اچھی ہے بلاشبہ شیطان ان میں فساد ڈالوا تا رہتا ہے شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ✤ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تمہیں عذاب دے۔ اور ہم نے تجھے انکا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ✤ اور تیرا رب انہیں خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور یقیناً ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور دی ✤ کہو انہیں پکارو جنہیں تم اسکے سوائے (معبود) گمان کرتے ہو۔ تو وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ بدل دینے کا ✤ یہ جنہیں یہ پکارتے ہیں۔ ان میں سے وہ جو زیادہ قریب رکھتے ہیں وہ خود اپنے رب تک پہنچنے کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ اور اسکی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ✤

ان آیات میں پہلے تو یہ اصول باندھا ہے کہ جسے ہم چاہیں اُسے اپنی رحمت کا مورد قرار دیں۔ اور جس پر چاہیں عذاب کریں۔ اور اے پیغمبر ہم نے تم کو ان کا وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔ پھر کہا کہ ہم ان کو جانتے ہیں جو زمین یا آسمان میں ہیں۔ پھر زور دیکر کہا جن کو تم بوقت حاجت بلایا کرتے ہو ان کو بلا کر دیکھ لو اُن میں سے کسی کی مجال نہیں کہ تم سے مصیبت کو دُور کر سکیں یا اس کی شکل بدل ڈالیں اس کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ

یعنی جن کو یہ لوگ بوقت حاجت پکارتے ہیں وہ تو خود اللہ کے پاس پہنچنے کے ذرائع ڈھونڈتے ہیں۔ وہ خود اس کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ۔

ان الفاظ سے ان لوگوں کی حقیقت بھی نظر آ گئی جنھیں ہم وسیلہ سمجھے ہوئے ہیں پھر آیت اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا میں جس پر چاہے رحمت کرے اور جسے چاہے اللہ عذاب دے اور تو کسی کا وکیل بنکر نہیں آیا۔ اور پھر چیلنج کے رنگ میں یہ فرمانا کہ یہ لوگ نہ تو کسی کی مصیبت ٹال سکتے ہیں اور نہ اس میں کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں ان باتوں نے تو امر متنازعہ کو بالکل صاف کر دیا۔

یہ سچ ہے کہ مقربان الٰہی کی دعا خدا سُن لیتا ہے لیکن وہ لوگ بھی تو جب کسی کے متعلق دعا کرتے ہیں تو کسی ادعا کی بنا پر نہیں کرتے۔ اور نہ وہ سفارش کے مجاز ہیں جیسے ایک شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے۔ یہ بزرگ بھی بعد عجز و الحاح دوسرے کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ایک ہی بات اگر دو شخص کہیں تو مقرب کی بات جلدی سنی جاتی ہے میں نہ صرف اس بات کا قائل ہوں بلکہ صاحب تجربہ بھی ہوں۔ کہ خدا کے نیک بندوں سے دعا کرانے میں فائدہ ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہ انسان ان کو خدا کے یہاں وسیلہ سمجھ لے اور یقین کرلے کہ جب ان کے قدموں پر پڑے تو ہمارا کام پورا ہو گیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان کو جو کچھ کرنا ہے خود ہی کرنا ہے ہاں اس کی کوشش کا ایک یہ حصہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بعض بزرگان دین سے دعا کے لئے استمداد کرے۔ میں نے جب کبھی کسی بزرگ حق رسیدہ سے دعا کیلئے کہا تو اس نے دعا کا تو وعدہ کیا اور امر مطلوبہ حل بھی ہو گیا لیکن ساتھ ہی مجھے اُس نے تاکید کی کہ تم خود بھی اپنے لئے دعا کرو۔ بلکہ بعض وقت تو یہاں تک تاکید کی کہ تم اُس وقت دعا کرنا جب میں دعا کروں گا۔ اور وہ وقت بھی بتلا دیا۔ بدقسمتی سے انسان کا دل طرح طرح کے وساوس میں پڑ جاتا ہے۔ اور انہی وسوسوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ ہم بعض انسانوں کو اپنا الٰہ ماننے لگتے ہیں۔

ان وساوس کے پیدا کرنیوالے ضروری نہیں کہ انسانوں میں سے ہی ہوں یا مشہود و محسوس مخلوق میں سے ہوں بعض وقت ہم ربوبیت مالکیت اور الوہیت کے صفات نادیدہ چیزوں سے وابستہ کر دیتے ہیں۔ اور ایسی طاقتوں کے قائل ہو جاتے ہیں جن کو ہم دیکھتے تو نہیں لیکن انہیں بڑی طاقت والا سمجھتے

ہیں۔ بلکہ بعض انسان یا نادیدہ چیزیں ہمارے دل میں ایسے وساوس پیدا کر دیتی ہیں جو ہماری تباہی کے لئے کافی ہیں۔ یہ سب سے زیادہ خطرناک شر ہے کیونکہ یہ اُن سے راہوں سے آتا ہے جو ہمارے علم سے باہر ہوتی ہیں اس لئے ایسے خنّاس سے ہمیں خدا کی پناہ مانگنی ضروری ہے۔

عربی زبان میں لفظ "جن" صرف کسی مخصوص جماعت کے لئے نہیں آیا۔ مثلاً اُن کے لئے جن کا نام عرف عام میں جن رکھا گیا ہے۔ ہم اس جگہ اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ کہ کائنات میں جنّات کا وجود ہے یا نہیں۔ ہم اس لفظ کے لفظی معنے لے لیتے ہیں۔ یعنی وہ مخلوق جو آنکھ سے چھپی ہوئی ہو۔ اور اس لئے قرآن کریم کو مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِی یوسوس فی صدور الناس مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ترجمہ پیچھے ہٹ جانے والے کے وسوسہ کی شر سے جو لوگوں کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا ہے جنوں اور انسانوں میں سے۔

خنّاس کے معنے تو ظاہر ہیں یعنی وہ جو لامعلوم طریق پر ہمارے دل میں طرح طرح کے وساوس ڈالدیں وہ انسانوں میں سے بھی ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی اس مخلوقات میں سے جو ہمیں نظر نہ آئے بعض وقت ہم بعض جگہوں کو بعض غیر مشہود مخلوق کی جگہ سمجھتے ہیں وہاں جانیسے ڈرتے ہیں یا اس بات کی احتیاط کرتے ہیں۔ کہ وہاں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ان مرقومہ غیر مشہود ہستیوں کیخلاف طبع ہو ہم کو کچھ نظر آئے یا نہ آئے ان جگہوں کے منظر ہی ہمارے دل میں طرح طرح کے وساوس پیدا کر دیتے ہیں اور آزادیٔ عمل سے محروم کر دیتے ہیں۔ الغرض حریت صادقہ کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایک ہی وجود پاک کو اپنا رب اپنا مالک اور معبود قرار دیں۔

ملک النّاس کے متعلق میں نے لکھا ہے کہ میں اس کی شرح میں کچھ تفصیل سے کام لونگا۔ چنانچہ اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے سورہ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔

قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔ یعنی کہہ دے کہ دنیا کا مالک تو اللہ ہے۔ اسب کچھ اسی کے اختیار میں ہے، جس کو چاہتا ہے ملک (سلونت) عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے وہ ان چیزوں کو چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ لیکن یہ انتظام کسی اندھا دھند طریق پر نہیں بلکہ یہ تقسیم اُسی کے ہاتھ سے ہوتی ہے۔ یعنی جو لوگ اپنے آپ کو خیر الٰہیہ کا مورد بنا لیتے ہیں ان پر خیر و برکت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اسی لئے ان الفاظ کا خاتمہ

بیدك الخیر پر کیا گیا۔ یعنی جب کسی قوم یا انسان میں ربانی خیر کو جذب کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے تو اس قوم کے مردہ افراد بھی زندہ ہو جاتے ہیں اور اسی طرح جب کسی قوم سے یہ وصف زائل ہو جاتا ہے تو اس قوم کے زندہ افراد بھی مُردوں سے بدتر ہو جاتے ہیں چنانچہ اس آیت کے بعد اگلی آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تولج الیل فی النہار و تولج النہار فی الیل و تخرج الحی من المیت و تخرج المیت من الحی و ترزق من تشاء بغیر حساب ۵ (سورہ آل عمران آیت ۲۶)۔ یعنی اے خدا تو رات میں سے دن اور دن میں سے رات کو برآمد کرتا ہے ساتھ مُردہ میں سے زندہ اور زندے میں سے مُردے نکالتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں "خیر الہیہ" کے حصول کی راہوں پر گامزن ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ماتحت اس قدر نعماء عطا کرتا ہے۔ جو ان کی توقعات سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہیں۔

اب اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں میں ایک دو باتیں ایسی بیان کردوں جس پر عامل ہونے سے ایک شخص خیر الہیہ کا مستحق بن سکتا ہے۔ ان میں سے ایک زبردست اصول اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کے آغاز پر بھی ایک جملہ میں بیان کر دیا ہے اور قرآن کی ہر سورت اس مقدس جملہ سے شروع ہوتی ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کام بھی شروع کرو اُن مقدس الفاظ کو زبان پر لے آیا کرو۔ وہ زریں اصول اس مختصر جملہ میں تلقین فرمایا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جہاں تک تو ان الفاظ کے مُنہ پر لانے کا تعلق ہے عموماً مسلمان حدیث نبوی پر عامل ہیں اُن کی یہ ایک عادت سی ہو رہی ہے اور ایسا کرنے سے انہیں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ مسلمانوں نے اس جملہ کے معانی سے قطع نظر کر لی ہے اور صرف اسکی تلاوت ہی کو کافی سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت کے ارشاد کا مطلب یہ نہ تھا کہ مسلمان اس جملہ کو بطور "منتر" یا "جادو" پڑھ لیا کریں اور اس کے پڑھنے سے ان کی دلی مرادیں حاصل ہو جائیں گی بلکہ خدا تعالیٰ نے تو اس جملہ میں ایک زریں اصول تلقین کیا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ ہم اس اصول کو اپنا دستور العمل بنائیں اسے خضر راہ سمجھیں اور ہر وقت اسے پیش نظر رکھیں یعنی تم جب کوئی کام کرنے لگو تو اسباب کو

مدنظر رکھو کہ اللہ تعالےٰ رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی۔ سوال ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو مدنظر رکھنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے بیں اسکے جواب میں ان دونوں لفظوں کے معانی بیان کئے دیتا ہوں جن کے سمجھ لینے پر وہ فائدہ خود بخود ذہن نشین ہو جائے گا۔

"رحمان" وہ ذات ہے جو ان تمام چیزوں کو ہمارے لئے مفت اور بے منت مہیا کرتی ہے جو ہمارے مقاصد کے حصول کیلئے ضروری ہیں لیکن ہمارے حیطۂ اقتدار سے باہر ہیں مثلاً "مظاہر فطرت" اور مختلف قوائے جسمانی اور عناصر مادی وغیر مادی "رحیم" وہ ذات ہے جو ہمارے افعال و اعمال پر اجر و معاوضہ مرتب کرتی ہے اور اگر ہم دس کے مستحق ہیں تو سو عطا کرتی ہے گویا ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ جب کسی مقصد کے حصول کیلئے کمر باندھے تو یہ بات ذہن میں رکھے کہ اگرچہ خدا نے اس میں کامیابی حاصل کرنیکی استعداد بھی رکھی ہے اور جن باتوں کی اس کامیابی کے حصول میں اسے ضرورت ہوگی وہ سب اُسنے اس کائنات میں پیدا کر رکھی ہیں اور اسکو صرف اسی قدر کرنا ہے کہ انکو دریافت کرے لیکن کامیابی اسی وقت ہوگی جب وہ سرگرم عمل ہوگا۔ کیونکہ رحیمیت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اعمال پر اجر مرتب ہوتا ہے اسکے خلاف نہیں ہو سکتا۔ بس مسلمانوں کیلئے کامیابی کی راہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ وہ کسی طرح اپنے آپ کو خدا کی شان رحیمیت کے ماتحت لے آئیں اس اصول سے فائدہ اٹھانے کیلئے کسی خاص قوم یا فرد کی خصوصیت نہیں ہے جو شخص بھی اس اصول پر کاربند ہوگا وہ ضرور فائدہ اٹھائیگا خواہ عقیدہ کے لحاظ سے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

افسوس ہے کہ مسلمان اس رمز کو نہ سمجھنے کیوجہ سے پستی کیطرف چلے جا رہے ہیں اور غیر مسلم خصوصاً مغربی اقوام اسی اصول پر کاربند ہو کر کامیاب ہو رہی ہے انہوں نے اس نکتہ کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے کہ کائنات میں انکے فوائد کی ساری چیزیں موجود ہیں اور وہ انکو دریافت کر سکتے ہیں کیونکہ اس بات کی استعداد اور لیاقت خدائے پاک نے انسان میں ودیعت فرما دی ہے۔

میرے خیال میں وہ لوگ جو چند الفاظ کی تکرار کو ذریعہ حصول مقاصد سمجھتے ہیں خدا تعالیٰ کی منشا سے بالکل بے خبر ہیں ایک مسلمان خواہ وہ زبان سے کتنے ہی اوراد و وظائف کا اعادہ کیوں نہ کرے جب تک اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول پر کاربند نہ ہوگا۔ کامیاب نہیں ہو سکتا کامیابی کیلئے عمل شرط ہے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ خود ہی انسان کی تشفی خاطر کیلئے یہ وعدہ فرما دیا ہے۔ انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ (آل عمران آیت ۱۹۴) یعنی اللہ تعالیٰ کسی کام کرنے والے کو اس کے اجر سے محروم نہیں رکھتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت مسلم ہو یا غیر مسلم کسی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اسی اصول کو جو رحمٰن اور رحیم میں مضمر ہے اللہ تعالےٰ نے مفصل طور پر دوسرے مقامات میں بیان کیا ہے۔

ارتقائے حیات کے متعلق قرآن کریم کا نظریہ

از جناب ایم۔ الیف۔ بی شیخ بی۔ اے۔

وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا اور اس نے تمہیں کو مختلف حالات میں سے گذار کر پیدا کیا ہے (قرآن کریم سورۂ نوح ۱۴)

(۱) **وہ باتیں جو ارتقاء کے متعلق عام طور پر بیان کیجاتی ہیں** گذشتہ دو تین صدیوں میں ارتقائی نظریئے کثرت سے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ فی الحقیقت ارتقاء کا لفظ ہی عام گھریلو استعمال کی چیز بنگیا ہے جو علماء اور عوام الناس سب کے نوک زبان ہے۔ ایک عام بازاری آدمی بھی اپنی روزانہ گفتگو میں اس لفظ کو استعمال کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ کوئی ایسا لفظ نہیں جس نے لفظ ارتقاء سے بڑھکر لٹریچر پیدا کیا ہو یا لوگوں کی توجہات کو اپنی طرف کھینچا ہو۔ کئی مجلدات اسپر لکھی جا چکی ہیں۔ نہایت گہری تحقیقاتیں اسبارہ میں کی جا چکی ہیں اور نہایت جاذب نظر نظریئے قائم کئے جا چکے ہیں اور یہ سب کچھ صرف دو یا تین صدیوں کے مختصر زمانہ میں ہُوا ہے۔

(۲) **مطمح نظر کی تبدیلی** جب اصول ارتقا کا دنیا میں اعلان کیا گیا تو فلسفیوں کو اپنے خیالات کی رَو کو بدلنا پڑا اور اپنے فلسفوں کو نئی تحقیقات کے مطابق بنانا پڑا۔ لیکن یہیں تک بات ختم نہیں ہوئی۔ ان مذہبی اور دینی لوگوں کو بھی جو اس بات کی قابلیت رکھتے تھے اپنے خیالات اور معتقدات کو نئے لباس سے مزین کرنا پڑا۔ اصول ارتقا نے دنیا اور کائنات کے بارہ میں ہمارے مطمح نظر کو بالکل تبدیل کر دیا ہے پیدا ہوتے ہی اس نے ایسی صورت اختیار کرلی کہ گویا وہ ایک بم ہے جو مذہبی معلمین اور فلاسفروں کے پُرانے اور ناقابل تبدیل خیالات و معتقدات پر یکساں طور پر پھینکا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نظریہ سب سے پہلے اٹھارہویں صدی میں دنیا کے علم میں آیا لیکن قرآن کریم نے اس سے گیارہ صدیاں پیشتر اسکا اعلان دنیا میں کیا۔ ہم مسلمان اس وقت سے اس نظریہ سے واقف ہیں۔ جب سے قرآن کریم کی نعمت ہمیں دی گئی ہے۔ لیکن مغربی لوگوں کو صرف حال ہی میں اس سے واقفیت حاصل ہوئی ہے۔

(۳) **ارتقا کے معنے** انسانیت کے عام طبقہ اور بنی نوع انسان کے جم غفیر کے نزدیک ارتقا کے معنے ایسا طریق اور ایسی تجویز ہے جس کے ذریعہ سے کوئی چیز نیست سے ہست ہوجاتی یا عدم سے وجود میں

آجاتی ہے وہ ان معنوں کی صحت یا غلطی کو معلوم کرنیکے لئے اپنے دماغوں کو تکلیف نہیں دیتے اور نہ کبھی یہ معلوم کرنیکی کوشش کرتے ہیں کہ کس طرح سے کوئی چیز نیستی سے ہستی میں آسکتی ہے ارتقاء سے جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہ ایک نہایت احمقانہ بات ہے ارتقاء کے معنے کھولنے یا آشکارا کرنے کے سوائے اور کچھ نہیں یہ اس لفظ کے لغوی معنے ہیں۔ اور جب اس لفظ کو علمی معنوں میں استعمال کیا جائے تو اسکا مفہوم خاص ہو جاتا ہے اس خاص مفہوم کے لحاظ سے وہ ایک ایسے طریق کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے قدرت مخفی طاقتوں کو ظاہر کرتی ہے وہ ان قوائے اور استعدادوں کو جو کسی چیز کے اندر پنہاں ہیں آشکارا کر دیتی ہے ہمیں اسجگہ "زمانہ" کی اہمیت کو فراموش نہ کر دینا چاہیئے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہیئے کہ زمانہ ارتقاء کا ضروری جزو ہے۔ ہم زمانہ کا خیال ملحوظ رکھے بغیر ارتقا کا خیال ذہن میں بھی نہیں لا سکتے"

"بونیٹ کے نزدیک ارتقاء اور بتدریج نشو و نما مترادف باتیں ہیں اور وہ ارتقاء سے صرف ان چیزوں کا ظاہر ہونا اور پھیلنا مراد لیتا ہے جو نظر نہیں آسکتیں عضوی وجود کا نشو و نما صرف اسکے بڑھنے کا ایک ایسا طریق ہے جیسے ایک خشک [illegible] پانی کے داخل ہونے سے بڑھتی ہے۔ اس کی موت بہت سکڑنے سے واقع ہوتی ہے۔ .... اس لئے ارتقا ایک ایسا وقتی طریق ہے جس کے ذریعہ سے قوائے اور استعدادیں حقائق کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔

(۴) قرآن کریم ہی ایک بینظیر کتاب ہے۔ میں اس مضمون میں صرف ارتقائے حیات پر بحث کرونگا اور وہ بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں۔ میں گذشتہ مضمون میں یہ بتا چکا ہوں کہ کسطرح سے مادہ اور زندگی اللہ تعالےٰ نے پیدا کی۔ اور کس طرح اس نے مادہ کے اندر زندگی پیدا کی ہے۔ قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جس نے تیرہ سو سال ہوئے یہ اصول ہمیں تعلیم کیا تھا۔ کہ ارتقا کا اصول صحیفہ فطرت میں کام کر رہا ہے تمام وہ نظریئے جو موجودہ زمانہ کے سائنس دان اور ماہرین ارتقا پیش کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت سے قرآنی اصول جن کو ہم روحانی یا ناقابل فہم قرار دے کر چھوڑ دیتے ہیں۔ جلدی ہی مسلمہ حقائق بن جائیں گے۔

(۵) انسان کی ابتداء حقیر چیز سے۔ انسان جو آج زمانہ کے فیشن کے مطابق پوری زیب و زینت کا لباس پہنے ہوئے اپنی ترقیات اور کامیابیوں پر نازاں اور اپنی طاقتوں قابلیتوں اور وسعتوں پر اترا کر اپنے خالق سے بھی برسر پیکار ہے۔ قرآن کریم کے رو سے مختلف درجات و مراتب میں سے ہو کر گذرا ہے اسکی

ابتدا مٹی جیسی حقیر چیز سے ہے۔ بلکہ فی الحقیقت وہ مٹی ہے انسان ایک قلیل ترین چیز کا بزرگترین نتیجہ ہے یہ ایک "طاقتور ذرہ" ہے اور اس نے یہ اعلیٰ حیثیت ارتقاء خدا کی مہربانی سے حاصل کی ہے +

(۲) **انسان کی پیدائش مادہ سے** " تو خاک سے پیدا ہوا اور خاک ہی میں تو نے لوٹنا ہے"

اس فقرہ میں جو ایک انگریزی شاعر کے کلام کا ترجمہ ہے۔ شاعر نے کیا اس بات پر پیغمبرانہ طریق سے روشنی نہیں ڈالی کہ انسان کہاں سے آیا اور کدھر جائیگا۔ لیکن انسان کی ابتدا اور انتہا کو صحیح اور پورے طور پر معلوم کرنے کے لئے ہمیں قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قرآن کریم میں ہمیں ہر جگہ یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو مٹی اور کیچڑ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کا یہ نظریہ علم الارض اور علم نباتات کے انکشافات کے عین مطابق ہے۔ ماہرین علم الارض کا بیان ہے کہ ہمارا کرہ ارض ایک ایسے زمانہ میں جو ہمارے وہم وقیاس سے بہت دور کا زمانہ ہے۔ روشن اور سخت گرم گیسوں اور سیال مادہ کا ایک مجموعہ تھا۔ ہماری مادر ارض۔ باپ سورج سے جدا ہو کر چکر کھانے اور گھومنے لگ گئی۔ سورج ستارے سیارے اور تمام نظام شمسی نیبولا کے نظریہ کے مطابق نیبولا کے انجماد کا نتیجہ ہے سوال یہ ہے کہ یہ انجماد کس طرح ہوا۔ اسکا جواب دو طرح پر دیا جاسکتا ہے۔ اولاً یہ کہ انجماد ممکن ہے کہ فضائی تغیرات کا نتیجہ ہو۔ یا ثانیاً ممکن ہے حکم الٰہی سے ایسا ہوا ہو۔ جیسا کہ قرآن کریم نے کُنْ فَیَکُوْنَ کے الفاظ میں اس حقیقت کو منکشف کیا ہے +

پہلا جواب اس میں شک نہیں کہ ایک قسم کا ...... ہے لیکن اس سے وہ لامحدود راستہ قطع ہو جاتا ہے جو پہلے جواب سے پیدا ہوا تھا۔ حرارت جو زمین کے اندر تھی چونکہ سورج سے مستعار لی ہوئی تھی نکلنی شروع ہوئی اور ہزارہا سالوں کے گذرنے پر یہ آتشیں کرہ بتدریج ٹھنڈا ہو گیا۔ سیال مادہ ٹھوس ہوتا چلا گیا۔ اور آتشیں گیسوں نے سیال کیصورت اختیار کر لی۔ بہت لوگوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جونہی زمین ٹھنڈی ہونی شروع ہوئی۔ اس کی سطح پختہ شکل میں تبدیل ہو گئی۔ چونکہ اس کی تہ میں سیال اور بگڑا ہوا مادہ تھا اس لئے اس کے اندر ویسے ہی زندگی پیدا ہو گئی جیسے بگڑے ہوئے پنیر میں کیڑے چلنے لگتے ہیں۔

قرآن کریم نہایت مختصر اور سادہ الفاظ میں نیبولا کے نظریہ کو ذیل کی آیات میں بیان فرماتا ہے:۔
ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور وہ دھواں ہے۔ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ اور جنوں کو ہم نے آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم اپنی کتاب اسلام اینڈ سویلزیشن میں رقمطراز ہیں:۔

" قرآن کریم نے بتایا ہے کہ آسمان اور زمین سات زمانوں میں جو مختلف درجات رکھتے ہیں بنائے گئے اُس وقت فضا دھوئیں اور گیسوں سے بھری ہوئی تھی۔ کہ ایک اور گیسیلے مادہ نے جو آگ کی طرح گرم تھا اور فضا میں تیر رہا تھا اپنی اوّلین شکل میں زمین کی صورت اختیار کر لی تھی"

ایک اور مصنف لکھتے ہیں :- "ہمارے کرہ پر زندگی کے جو مختلف مدارج پیدا ہوئے ہیں وہ بعض ان جسمانی عملیات کے قدرتی نتائج ہیں جو زمین کی تدریجی تحقیق کے سلسلہ میں صادر ہوئے ہیں" زندگی کی پیدائش کا طریق خواہ کوئی بھی ہو۔ اسقدر یقینی بات ہے کہ وہ مادہ سے یا بالفاظ قرآن، پختہ مٹی اور خاک سے پیدا ہوئی ہے۔ اس حقیقت کو ذیل کی آیات میں بیان کیا گیا ہے :-

هُوَالَّذِےْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ وہی ہے جس نے تم کو گیلی مٹی سے پیدا کیا۔ (الانعام ۶ : ۲)

وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ۔ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ (السجدۃ ۳۲ : ۷)

لیکن اس نتیجہ کی بنا پر ہمیں مادیت کو اپنا مذہب بنانا چاہیئے۔ ہر چیز خواہ وہ زندہ ہے یا نہیں مادہ پرستوں کے نزدیک مادہ ہی ہے لیکن واقعات و حقائق کو اگر دیکھا جائے تو مادہ زندگی کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے اور بذات خود کوئی حقیقت نہیں رکھتا قرآن کریم نے مادہ کو کوئی خود مختار حقیقت تسلیم نہیں کیا اور اس لئے قرآنی اصول کسی رنگ میں بھی مادیت کی طرف لے جانے والے نہیں۔

(۷) **پانی سے زندگی کی پیدائش** | قرآن کریم کے رُو سے تمام زندگی پانی سے پیدا کی گئی ہے

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ اور پانی سے ہم نے ہر چیز کو زندہ کیا ہے (الانبیاء ۲۱ : ۳۰)

یہ وہ عظیم الشان صداقت ہے جس کی موجودہ سائنس نے تصدیق کر دی ہے۔ فلسفہ کے جد امجد تھیلز Thales of Miletus نے پانی کو ابتدائی عنصر اور اصل مادہ قرار دیا۔ اس کے نزدیک کائنات کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے وہ سائنس کے اس شعبہ کا جو پیدائش عالم سے تعلق رکھتا تھا ماہر خصوصی تھا۔ جیسا سوفسطائیوں سے پہلے تمام یونانی فلسفیوں کا طریق رہا ہے۔ اور اس نے ان سوالات کے جو تمام کائنات اور دنیا کی پیدائش سے تعلق رکھتے ہیں جواب دینے کیلئے اپنے آپ کو وقف کئے رکھا۔ لیکن تھیلز کے اصول کا منشا یہ نہیں کہ زندگی بھی پانی ہی سے پیدا ہوئی ہے نہ ہی اسکے بعد کسی اور فلسفی نے جو اس کے پیروؤں میں سے ہو پانی کو زندگی کا مخزن اور منبع بتایا۔ بلکہ صرف قرآن کریم ہی ہے جس نے اس صداقت کو دنیا پر آشکارا کیا ہے کہ پانی ہی زندگی کا اصل سرچشمہ ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ

کل شیٔ حیّ ط اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا" یہ وہ صداقت ہے جس پر موجودہ سائنس نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ سائنس نے اس عظیم الشان صداقت کو ابھی حال میں دریافت کیا ہے جسکو قرآن کریم نے تیرہ سو سال ہوئے اعلان کیا تھا۔ کہ پانی تمام زندگی کا سرچشمہ ہے پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے کیا ہم اپنی زندگی میں ہر سال یہ نہیں دیکھتے۔ کہ جب برسات کا موسم شروع ہوتا ہے تو بوٹیاں اور پودے بھی نشو و نما پانے لگتے ہیں ہر سال مردہ اور خشک زمین بارش کی وجہ سے سرسبز اور مخملیں بن جاتی ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مردہ زمین کو بادلوں سے پانی برسا کر زندہ کرتا ہے۔ صرف عالم نباتات ہی نہیں بلکہ تمام زندہ جانور پانی ہی سے زندگی حاصل کرتے ہیں گویا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ پانی زندگی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتا ہے۔

ایچ۔ پی بلو واٹسکی کی کتاب آئسس انویلڈ (Isis Unveiled) سے ذیل کا اقتباس قرآن کریم کی صداقت پر شاہد ہے:۔

" موسیٰؑ نے تعلیم دی ہے کہ صرف زمین اور پانی ایک زندہ روح کو پیدا کر سکتا ہے اور کتاب مقدس میں ہم پڑھتے ہیں کہ سبزیاں پیدا نہ ہو سکتی تھیں جب تک خدا تعالیٰ پانی کو زمین پر نہ برساتا Popol Vuh میں لکھا ہے۔ کہ انسان کیچڑ یا مٹی سے پیدا کیا گیا جو پانی کے نیچے سے لی گئی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ابتدائی خمیر اپنے اندر ان تمام چیزوں کا خلاصہ لئے ہوئے ہے جن سے انسان بنتا ہے۔ نہ صرف اس کی جسمانیت کے تمام عناصر اس میں پائے جاتے ہیں بلکہ زندگی کا سانس بھی بذات خود اس کے اندر مخفی حالت میں موجود اور بیدار ہونے کے لئے تیار ہے "

اسی مفہوم کے مطابق حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور رقمطراز ہیں:۔

" آسمان اور زمین اس وقت مختلط اور ملی جلی حالت میں تھے پھر پانی اس چیز کو کھولنے کے لئے آیا جو بند تھی اس نے زمین پر زندگی بھی پیدا کر دی " باقی آئندہ

رسالہ اشاعت اسلام کا جنوری ۔ فروری ۱۹۳۵ء اجتماعی نمبر ہوگا

ماہ رمضان کے احترام میں ہم نے رسالہ ہذا کے آئندہ دو نمبروں کو خالصاً حضرت نبی کریم کے مقدس حالات زندگی کی نذر کر دیا ہے ۔ دفتر ہذا میں اس نمبر کے لئے اس قدر بیشمار مضامین پڑے ہیں کہ ان کا ایک ماہ کے رسالہ میں سمانا امر محال ہے ۔ اس لئے کل مضامین کو اجتماعی نمبر میں شائع کرنے کی تجویز کی گئی ہے ۔ اس نمبر میں مشرقی و مغربی فضلائے دہر کے انگریزی مضامین کے تراجم فراہم کئے گئے ہیں ۔ جس میں انہوں نے آنحضرت صلعم کے مختلف شعبہائے زندگی نہایت ہی اچھوتے اور دلکش انداز میں پیش کئے ہیں ۔ یہ اجتماعی نمبر آنحضرت صلعم کی پیدائی زندگی کا ایک زندہ مرقع ہوگا ۔ جو عید الفطر سے پیشتر ناظرین کرام کے ہاتھوں میں پہنچ جاویگا +

خادم : خواجہ عبد الغنی ۔ سکریٹری ووکنگ مشن

بعض احباب کی خدمت میں رسالہ ہذا بطور نمونہ ارسال کیا جاتا ہے ۔ تاکہ وہ اسے مطالعہ فرما کر اسلام کی تبلیغ کے اس عظیم الشان کام کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس رسالہ کی خریداری منظور فرمائیں +

اسلام کی اشاعت ہر مسلم پر فرض ہے حضرت نبی کریم صلعم دنیا میں اسلام کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوئے ۔ جس صورت میں مغربی دنیا اس وقت آستانہ اسلام پر کھڑی ہے تو اس صورت میں ان کے سامنے اسلام کی تعلیم پیش نہ کرنی گویا ایک صداقت حقہ کو چھپانا ہے +

جن احباب کی خدمت میں رسالہ ہذا بطور نمونہ پہنچے وہ از راہ کرم اپنی رضامندی یا عدم رضامندی خریداری سے دفتر کو مطلع فرمائیں ۔ رسالہ ہذا کا سالانہ چندہ عہ روپے ہے ۔ جس کی اوسط ۳ آنے ماہوار یا ایک پائی روزانہ بیٹھتی ہے ۔ اس قلیل رقم میں آپ کو ایک تو اسلام پر بہترین لٹریچر ملیگا دوسرے اس رسالہ کی تمام کی تمام آمد ووکنگ مسلم مشن پر صرف ہوتی ہے ۔ جو ایک اسلامی کام ہے ۔

خادم ۔ خواجہ عبد الغنی سکریٹری ووکنگ مشن

تمام ترسیل زر بنام منیجر اشاعت اسلام ۔ عزیز منزل ۔ برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ** تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے

اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہوسکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت ہیں" ؛

مذہب کا مقصد

اسلام اپنے پیروؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہوسکتا ہے ؛

پیغمبر اسلام

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں ؛

قرآن مجید

مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہوگئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں ؛

عقائد اسلام

ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان ؛ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کرلیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی ؛

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا "تقدیر" کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ما قبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اس کا غلط استعمال اُسے برا بنا دیتا ہے ؛

ارکانِ اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ ؛

صفات باری تعالیٰ

مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابل تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے ؛

مُردہ ہے۔ ایمان بطورِ خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو

ع ادر ں مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ سے مُتصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

اِنسانی استعداد ازروئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہُوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الُوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہُوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں نیکی اور خدمتِ انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل اور عقیدہ کے امتیازات مُطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور وفکر اسلام ذاتی غور وفکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلبِ علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصُولِ علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہوجاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان)

کو تحریر فرمائیں

Printed by Mian Maula Dad Muslim Printing Press, Lahore & Published by Khwaja Abdul Ghani, Brandreth Road, Lahore